پارہ

وَاِذَا سَمِعُوْا

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَاِذَا سَمِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَى الرَّسُوْلِ تَرٰٓى اَعْيُنَهُمْ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ مِمَّا عَرَفُوْا مِنَ

وَاِذَا	سَمِعُوْا	مَآ اُنْزِلَ	اِلَى	الرَّسُوْلِ	تَرٰٓى	اَعْيُنَهُمْ	تَفِيْضُ	مِنَ	الدَّمْعِ	مِمَّا	عَرَفُوْا	مِنَ
اور جب	سنتے ہیں	جونازل کیا گیا	طرف	رسول	تودیکھے	اُن کی آنکھیں	بہہ پڑتی ہیں	سے	آنسو	اس (وجہ سے)	انہوں نے پہچان لیا۔	سے کو

اور جب وہ اُس کو سُنتے ہیں جو کہ رُسول کی طرف بھیجا گیا ہے تو آپ اُن کی آنکھیں آنسو سے بہتی ہوئی دیکھتے ہیں اِس سبب سے کہ اُنہوں نے حق کو پہچان لیا

الْحَقِّ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ ﴿۸۳﴾ وَمَا لَنَا لَا نُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَمَا جَآءَنَا

الْحَقِّ	يَقُوْلُوْنَ	رَبَّنَآ	اٰمَنَّا	فَاكْتُبْنَا	مَعَ	الشّٰهِدِيْنَ	وَمَا	لَنَا	لَا نُؤْمِنُ	بِاللّٰهِ	وَمَا	جَآءَنَا
حق	وہ کہتے ہیں	اے ہمارے رب	ہم ایمان لائے	پس ہمیں لکھ لے	ساتھ	گواہ (جمع)	اور کیا	ہم کو	ہم ایمان نہ لائیں	اللہ پر	اور جو	ہمارے پاس آیا

یوں کہتے ہیں کہ اے ہمارے رب ہم مسلمان ہوگئے تو ہم کو بھی اُن لوگوں کے ساتھ لکھ لیجئے جو تصدیق کرتے ہیں۔اور ہمارے پاس کونسا عذر ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ پر

مِنَ الْحَقِّ وَنَطْمَعُ اَنْ يُّدْخِلَنَا رَبُّنَا مَعَ الْقَوْمِ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۸۴﴾ فَاَثَابَهُمُ اللّٰهُ

مِنَ	الْحَقِّ	وَنَطْمَعُ	اَنْ	يُّدْخِلَنَا	رَبُّنَا	مَعَ	الْقَوْمِ	الصّٰلِحِيْنَ	فَاَثَابَهُمُ	اللّٰهُ
سے۔پر	حق	اور ہم طمع رکھتے ہیں	کہ	ہمیں داخل کرے	ہمارا رب	ساتھ	قوم	نیک لوگ	پس اُن کو دیئے	اللہ

اور جو حق ہم کو پہنچا ہے اُس پر ایمان نہ لاویں اور اس بات کی اُمید رکھیں کہ ہمارا رب ہم کو نیک لوگوں کی معیت میں داخل کردے گا۔سو اُن کو اللہ تعالیٰ

بِمَا قَالُوْا جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ وَذٰلِكَ جَزَآءُ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۸۵﴾

بِمَا قَالُوْا	جَنّٰتٍ	تَجْرِيْ	مِنْ	تَحْتِهَا	الْاَنْهٰرُ	خٰلِدِيْنَ	فِيْهَا	وَذٰلِكَ	جَزَآءُ	الْمُحْسِنِيْنَ
اُسکے بدلے جوانہوں نے کہا	باغات	بہتی ہیں	سے	اسکے نیچے	نہریں	ہمیشہ رہیں گے	اس (ان) میں	اور یہ	جزا	نیکوکار (جمع)

اُن کے قول کے پاداش میں ایسے باغ دیں گے جنکے نیچے نہریں جاری ہوں گی یہ اُن میں ہمیشہ ہمیشہ کو رہیں گے،اور نیکوکاروں کی یہی پاداش ہے۔

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ﴿۸۶﴾

	وَالَّذِيْنَ	كَفَرُوْا	وَكَذَّبُوْا	بِاٰيٰتِنَا	اُولٰٓئِكَ	اَصْحٰبُ	الْجَحِيْمِ	
	اور جولوگ	اُنہوں نے کفر کیا	اور جھٹلایا	ہماری آیات	یہی لوگ	ساتھی (والے)	دوزخ	

اور جولوگ کافر رہے اور ہماری آیات کو جھوٹا کہتے رہے وہ لوگ دوزخ والے ہیں۔

شانِ نزول: ان چار آیات زیرِ تفسیر کا تعلق چھٹے پارہ کی آخری آیت جس کا بیان گذشتہ درس میں ہوا تھا اسی سے ہے اور یہ آیات بھی خاص جماعت حبشہ کے نصاریٰ ہی کے متعلق نازل ہوئی ہیں۔گذشتہ درس میں یہ ذکر ہو چکا ہے کہ جب مکہ کے ظالم مشرکین نے مسلمانوں کو بے حد تنگ کرنا شروع کیا اور اہل ایمان ان کی اذیتوں سے تنگ آگئے تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ملک حبشہ کی طرف ہجرت کر جانے کی اجازت دی اور فرمایا کہ میں نے سنا ہے کہ حبشہ کا بادشاہ نہ خود ظلم کرتا ہے نہ کسی کو کسی پر ظلم کرنے دیتا ہے۔اس لئے مسلمان کچھ عرصہ کے لئے وہاں چلے جائیں۔

نجاشی شاہ حبشہ جو نصرانی مذہب کے پیرو تھے اسلام کی حقانیت، قرآن کی صداقت اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا قائل ہو گیا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ سے مدینہ جانے کا عزم کیا اس وقت نجاشی شاہ حبشہ نے ان کے ساتھ اپنے ہم مذہب نصاریٰ کے بڑے بڑے علماء اور مشائخ کا ایک وفد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا۔ جو ستر آدمیوں پر مشتمل تھا۔ یہ وفد مدینہ طیبہ پہنچ کر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں درویشانہ اور راہبانہ لباس پہن کر حاضر ہوا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو سورۂ یٰس پڑھ کر سنائی تو کلام الٰہی کو سن کر ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور زبان پر رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ آ گیا۔ اور سب کے سب مسلمان ہو گئے۔ ان آیات زیر تفسیر میں اسی جماعت کا حال بیان فرمایا گیا ہے۔

نصاریٰ کے انصاف پسند لوگوں کی تعریف اور ضدیوں کی مذمت

بتلایا جاتا ہے کہ یہ رقیق القلب حق طلب نصاریٰ قرآن کو جب رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے دہن مبارک سے سنتے ہیں تو معرفت حق اور جوش قلب سے ان کے آنسو جاری ہو جاتے ہیں اور بے اختیار وہ کہنے لگتے ہیں کہ یا الٰہی ہم کو ان لوگوں میں شامل کر دے جنہوں نے تیری وحدانیت تیرے رسول کی رسالت اور تیرے قرآن کی صداقت کی شہادت دی اور وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ جب کھلی ہوئی صداقت اور حقانیت موجود ہے تو ہم کیوں خدا تعالیٰ کی توحید اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت و نبوت اور قرآن کی سچائی پر ایمان نہ لائیں اور کیوں نیکو کار حق پرست فرقہ کے ساتھ شامل ہونے کے خواستگار نہ بنیں۔ آگے بتلایا جاتا ہے کہ جب انہوں نے اپنے خلوص ایمان کا اس طرح اظہار کیا تو حق تعالیٰ نے بھی ان کو اس اقرار ایمان کے عوض بشارت سنا دی کہ ان لوگوں کو اللہ تعالیٰ ان کے اس قول و اعتقاد کی جزا میں ایسے باغات بہشت کے دیں گے جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی اور یہ ان میں ہمیشہ ہمیشہ کو رہیں گے اور نیکو کاروں کی یہی جزا ہے۔ اب رہے وہ لوگ جو آیات الٰہی کے منکر اور حق سے سرتابی کرنے والے ہیں تو ان کی سزا کا حال بھی ساتھ ہی فرما دیا کہ جو لوگ کافر رہے اور ہماری آیات و احکام کو جھوٹا کہتے رہے وہ لوگ جہنم میں رہنے والے ہیں ان آیات میں یہی مضمون بیان فرمایا گیا ہے۔

الغرض یہاں غیر متعصب اور انصاف پسند اور اسلام قبول کرنے والے عیسائیوں کا ذکر ہوا جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر اسلام لائے اور رقت قلب کی وجہ سے جو گریہ شوق یا نالۂ ندامت یا خوف خداوندی ان پر طاری ہوا اس کی اشارۃً مدح فرمائی جاتی ہے نیز ان کی کیفیت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جو قرآن کو شوق و اعتقاد کے ساتھ سنتے ہیں ان کی روحیں خطاب الٰہی کی حلاوت سے لطف حاصل کرتی ہیں اور پھر روح کے ساتھ جسم پر بھی اثر نمودار ہوتا ہے اور وہ مضطرب ہو کر آنکھوں سے شوق و خوف کے آنسو بہاتے ہیں اور ان کے دل عشق و محبت الٰہی کی آگ سے بھڑک اٹھتے ہیں۔

خلاصہ یہ کہ یہاں صدق دل سے ایمان لانے والوں کو بشارت سنائی گئی اور کافروں کو کفر پر رہنے کی وعید سنائی گئی اور حق پرستی کی مدح فرمائی گئی۔

دعا کیجئے

یا اللہ! حق کو پہچان لینے اور اس پر راستی سے جم جانے کی توفیق کاملہ ہم کو نصیب فرما۔

یا اللہ! ہم کو اپنے نیک اور مقبول صادقین بندوں کی معیت دنیا میں نصیب فرما اور آخرت میں انہی کی معیت میں اپنی جنت میں داخل ہونا نصیب فرما۔

یا اللہ! ہر طرح کی کجی اور گمراہی سے ہماری حفاظت فرما اور اپنے غصہ و غضب کی جگہ جہنم سے جو کفار منکرین کے لئے تیار کی گئی ہے ہم کو بچنا نصیب فرما۔ آمین وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحَرِّمُوْا طَیِّبٰتِ مَآ اَحَلَّ اللّٰہُ لَکُمْ وَلَا تَعْتَدُوْا ؕ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ

یٰٓاَیُّھَا	الَّذِیْنَ	اٰمَنُوْا	لَا تُحَرِّمُوْا	طَیِّبٰتِ	مَآ اَحَلَّ	اللّٰہُ	لَکُمْ	وَ	لَا تَعْتَدُوْا	اِنَّ	اللّٰہَ	لَا	یُحِبُّ
اے	وہ لوگ جو	ایمان لائے	نہ حرام ٹھہراؤ	پاکیزہ چیزیں	جو حلال کیں	اللہ	تمہارے لئے	اور	حد سے نہ بڑھو	بیشک	اللہ	نہیں	پسند کرتا

اے ایمان والو اللہ تعالیٰ نے جو چیزیں تمہارے واسطے حلال کی ہیں اُن میں لذیذ چیزوں کو حرام مت کرو اور حدود سے آگے مت نکلو بیشک اللہ تعالیٰ حد سے نکلنے والوں کو پسند نہیں کرتے

الْمُعْتَدِیْنَ ﴿۸۷﴾ وَکُلُوْا مِمَّا رَزَقَکُمُ اللّٰہُ حَلٰلًا طَیِّبًا ۪ وَّاتَّقُوا اللّٰہَ الَّذِیْٓ اَنْتُمْ بِہٖ مُؤْمِنُوْنَ ﴿۸۸﴾

الْمُعْتَدِیْنَ	وَکُلُوْا	مِمَّا	رَزَقَکُمُ	اللّٰہُ	حَلٰلًا	طَیِّبًا	وَاتَّقُوْا	اللّٰہَ	الَّذِیْ	اَنْتُمْ	بِہٖ	مُؤْمِنُوْنَ
حد سے بڑھنے والے	اور کھاؤ	اس سے جو	تمہیں دیا	اللہ	حلال	پاکیزہ	اور ڈرو	اللہ	وہ جس	تم	اسکو	مانتے ہو

اور خدا تعالیٰ نے جو چیزیں تم کو دی ہیں اُن میں سے حلال مرغوب چیزیں کھاؤ او ر اللہ تعالیٰ سے ڈرو جس پر تم ایمان رکھتے ہو۔

شانِ نزول

ایک روایت یہ ہے کہ صحابہ کرامؓ نے ایک موقع پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے قیامت کے اندوہناک حالات اور عذاب جہنم وغیرہ کی کیفیت سنی اور نصاریٰ کی رہبانیت اور ترک دنیا کی مدح اوپر ذکر کی ہوئی آیت میں سن چکے تھے تو ایک جماعت صحابہ کرام کی ایک جگہ جمع ہوئی اور سب نے بالاتفاق قسم کھائی کہ بقیہ عمر راہبوں کی طرح گزار دیں گے۔ دن میں ہمیشہ روزہ رکھیں گے رات بھر نماز پڑھیں گے۔ گوشت اور چکنائی نہ کھائیں گے۔ بستر پر نہ سوئیں گے۔ عورتوں سے بالکل علیحدہ رہیں گے۔ کمبل اور ٹاٹ لپیٹے پھریں گے۔ اللہ تعالیٰ نے اس رہبانیت یعنی حلال اور پاک اور لذت والی اور مرغوب چیزوں کا کھانا پینا ترک کر بیٹھنا اور نکاح وغیرہ کو اپنے اوپر حرام کر لینے کی اجازت نہیں دی اور یہ آیات نازل فرمائیں۔ اور چونکہ یہ حضرات عہد کرنے کے وقت قسم کھا چکے تھے اس لئے بعد میں ان کو فکر ہوا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ ہم قسم کی تلافی کیا کریں تو اس وقت کفارہ قسم کے بارہ میں اگلی آیات نازل ہوئیں۔

ایک دوسری روایت میں شان نزول یہ بیان کیا گیا ہے کہ بعض صحابہ نے ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی گھر کے اندر کی شب و روز کی عبادت کا حال دریافت کیا جس پر حضرت عائشہؓ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت شاقہ کا اظہار کر دیا۔ یہ سن کر وہ کہنے لگے کہ کہاں ہم اور کہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ حضور کی تو تمام فروگذاشتوں کو اللہ تعالیٰ نے بخش دیا ہے اور ہم گنہ گار ہیں۔ اس کے بعد سب نے الگ الگ ایک ایک بات کا عہد کر لیا۔ کسی نے کہا کہ میں رات بھر نماز پڑھوں گا۔ کسی نے کہا کہ میں ہمیشہ روزہ رکھوں گا۔ کسی نے بیوی کے قریب نہ جانے کا عہد کر لیا۔ بالآخر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی اطلاع پہنچی تو آپ نے فرمایا ان لوگوں کو کیا ہوا کوئی یہ کہتا ہے کوئی وہ کہتا ہے۔ میں تو روزہ رکھتا بھی ہوں اور نہیں بھی رکھتا۔ میں سوتا بھی ہوں اور نماز بھی پڑھتا ہوں۔ گوشت بھی کھاتا ہوں اور نکاح بھی کرتا ہوں۔ جو میرے طور طریق سے ہٹ گیا وہ مجھ سے نہیں اور یہ آیات نازل ہوئیں۔

اللہ تعالیٰ کی حلال کی ہوئی چیزوں کو حرام نہ بناؤ اور نہ حد سے بڑھو

ان آیات میں حق تعالیٰ نے مسلمانوں کو صاف طور پر اس سے روک دیا کہ وہ کسی لذیذ، حلال اور طیب چیز کو اپنے اوپر عقیدۃً یا عملاً حرام ٹھہرا لیں۔ اور نہ صرف یہی بلکہ ان کو خدا کی پیدا کی ہوئی اور دی ہوئی حلال اور طیب نعمتوں سے متمتع ہونے کی ترغیب دی ہے مگر ہاں دو شرطوں کے ساتھ ایک لَا تَعْتَدُوْا یعنی حد سے آگے نہ بڑھو۔

8 دوسرے وَاتَّقُوا اللّٰهَ یعنی اللہ سے ڈرتے رہو۔

ب لَا تَعْتَدُوْا حد سے آگے نہ بڑھو۔اللہ کے حکم سے آگے نہ نکلو اس کے دو مطلب ہو سکتے ہیں۔(۱) حلال چیزوں کے ساتھ حرام کا سا معاملہ کرنے لگیں اور نصاریٰ کی طرح رہبانیت میں مبتلا ہو جائیں۔ یا (۲) لذائذ وطیبات سے تمتع کرنے میں حد اعتدال سے گزر جائیں حتیٰ کہ شہوات ولذات میں منہمک ہو کر یہود کی طرح حیات دنیا ہی کو اپنا مطمع نظر بنالیں۔ الغرض غلو اور جفا اور افراط وتفریط کے درمیان متوسط اور معتدل راستہ اختیار کرنا چاہیئے۔ نہ تو لذائذ دنیا میں غرق ہونے کی اجازت ہے اور نہ از راہ رہبانیت مباحات وطیبات کو بالکل چھوڑنے کی۔ یہاں ایک بات یہ بھی سمجھ لی جائے کہ اگر جسم یا نفس کی عارضی مصلحتوں کی خاطر طباً یا علاجاً کسی حلال یا مباح چیز کو عارضی طور پر ترک کر دیا ہے تو یہ مذکورہ ممانعت میں داخل نہیں۔ بزرگوں سے اکثر مجاہدات اسی قبیل سے منقول ہیں ان پر اعتراض کرنا نادانی ہے۔ نیز مسلمان تقویٰ کے مامور ہیں جس کے معنیٰ ہیں خدا سے ڈر کر ممنوعات سے اجتناب کرنا اور تجربہ سے یہ معلوم ہے کہ بعض مباحات کا استعمال بعض اوقات کسی حرام یا ممنوع کے ارتکاب کی طرف لے جاتا ہے ایسے مباحات کو عہد اور قسم کے طور پر نہیں بلکہ بطریق احتیاط اگر کوئی شخص کسی وقت باوجود اعتقاد اباحت ترک کر دے تو یہ رہبانیت نہیں بلکہ ورع اور تقویٰ میں شامل ہے۔

دعا کیجئے

اللہ تعالیٰ اپنے احکام کی خلاف ورزی سے ہمیں بچائیں۔ اللہ تعالیٰ کے حلال کو ہم حلال سمجھیں اور حرام کو حرام جانیں۔

یا اللہ آپ کی نعمتوں کو ہم تقویٰ و پرہیزگاری کے ساتھ استعمال کرنے والے ہوں۔ اور کسی معاملہ میں حدود شریعت سے آگے نہ بڑھنے والے ہوں۔

یا اللہ ہماری اپنی پسند اور مرضی قوانین شرعیہ کے ماتحت بنادے۔

یا اللہ ہم کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بتلائے ہوئے طریقہ پر زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرمادے۔

یا اللہ ہر معاملہ میں سنت کا اتباع ہم کو نصیب فرمادے۔

یا اللہ دین میں غلو اور افراط وتفریط جو آپ کو ناپسند ہے اس سے ہم کو ہر حال میں بچا کر صراط مستقیم اور شریعت اسلامیہ کا پابند رکھئے اور اتباع قرآن وسنت پر استقامت نصیب فرمائیے۔

یا اللہ جو آپ کی حلال اور طیب نعمتیں ہم کو میسر ہوں ان کو استعمال کرکے ہم کو شکر گزاری اور ان نعمتوں کے حقوق ادا کرنے کی توفیق کاملہ نصیب ہو۔ آمین

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْٓ اَيْمَانِكُمْ وَلٰكِنْ يُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا عَقَّدْتُّمُ الْاَيْمَانَ فَكَفَّارَتُهٗٓ

فَكَفَّارَتُهٗ	الْاَيْمَانَ	عَقَّدْتُّمُ	بِمَا	يُؤَاخِذُكُمْ	وَلٰكِنْ	اَيْمَانِكُمْ	فِيْ	بِاللَّغْوِ	اللّٰهُ	لَا يُؤَاخِذُكُمُ
سو اس کا کفارہ	قسم	مضبوط باندھا	اس پر جو	مواخذہ کرتا ہے تمہارا	اور لیکن	تمہاری قسمیں	میں۔پر	بیہودہ	اللہ	تمہارا مواخذہ نہیں کرتا

اللہ تعالیٰ تم سے مواخذہ نہیں فرماتے تمہاری قسموں میں لغو قسم پر لیکن مواخذہ اس پر فرماتے ہیں کہ تم قسموں کو مستحکم کردو سو اُس کا کفارہ

اِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسٰكِيْنَ مِنْ اَوْسَطِ مَا تُطْعِمُوْنَ اَهْلِيْكُمْ اَوْ كِسْوَتُهُمْ اَوْ تَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ

رَقَبَةٍ	اَوْ تَحْرِيْرُ	اَوْ كِسْوَتُهُمْ	اَهْلِيْكُمْ	تُطْعِمُوْنَ	مَا	اَوْسَطِ	مِنْ	مَسٰكِيْنَ	عَشَرَةِ	اِطْعَامُ
ایک گردن	یا آزاد کرنا	یا انہیں کپڑے پہنانا	اپنے گھر والے	تم کھلاتے ہو	جو	اوسط	سے۔کا	محتاج (جمع)	دس	کھانا کھلانا

دس محتاجوں کو کھانا دینا اوسط درجہ کا جو اپنے گھر والوں کو کھانے کو دیا کرتے ہو یا اُن کو کپڑا دینا یا ایک غلام یا لونڈی آزاد کرنا

فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ

ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ	فَصِيَامُ	لَمْ يَجِدْ	فَمَنْ
تین دن	تو روزہ رکھے	نہ پائے	پس جو

اور جس کو مقدور نہ ہو تو تین دن کے روزے ہیں

قسم اور اس کا کفارہ

گذشتہ آیات کے شانِ نزول میں یہ بیان ہوا تھا کہ جب اللہ تعالیٰ کی حلال کردہ طیبات کو ترک کرنے کی ممانعت ہوگئی اور ان کو کھانے پینے کا حکم دیا گیا تو جو صحابہ ترکِ لذائذ کی قسم کھا چکے تھے ان کو فکر ہوا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے انہوں نے دریافت کیا کہ اب ہم کو کیا کرنا چاہیے اور قسم کی تلافی کس صورت سے ممکن ہے؟ اس پر یہ پوری آیت نازل ہوئی جس میں بتلایا گیا کہ اللہ تعالیٰ تم سے مواخذہ نہیں فرماتے۔یعنی کفارہ واجب نہیں کرتے تمہاری لغو قسم توڑنے پر۔لغو وہ قسم ہوتی ہے جو بطور تکیہ کلام کے صادر ہو جو زبان سے بلا قصد عرف و عادت کے طور پر نکل جاتی ہے جیسے بعض کی واللہ۔ باللہ کہنے کی بات بات میں عادت ہوتی ہے چونکہ اس میں قسم کا قصد و ارادہ نہیں ہوتا اس لئے یہ قسم لایعنی اور لغو ہے۔اس میں کفارہ مشروع نہیں مگر یہ عادت مکروہ اور قابل ترک ہے۔لیکن جو قسم دیدہ دانستہ کھائی اور اس کو پورا کرنے کا عزم ہو سو ایسی قسم توڑنے کا کفارہ یہ ہے کہ دس محتاجوں کو کھانا کھلانا اوسط درجہ کا جو اپنے گھر والوں کو معمولی طور پر کھانے کو دیا کرتے ہو یا ان دس محتاجوں کو کپڑا دینا اوسط درجہ کا یا ایک غلام یا لونڈی آزاد کرنا یعنی تینوں میں سے جس کو چاہے اختیار کرلے اور جس کو ان تینوں میں سے ایک کا بھی مقدور نہ ہو تو اس کا کفارہ تین دن کے روزے ہیں۔

دعا کیجئے: یا اللہ ہماری زندگی۔ظاہر میں اور باطن میں بھی۔شریعت مطہرہ کے احکام کے موافق گزرے۔یا اللہ آپ کے جملہ قوانین واحکام ہمارے لئے نعمت ہیں اور جن پر عمل کرنا ہمارے لئے واجب اور لازمی ہے۔یا اللہ گذشتہ میں ہم سے جو آپ کے احکام کی بجا آوری میں کوتاہیاں اور تقصیرات سرزد ہو چکی ہیں ان پر ہم کو ندامت قلب کے ساتھ توبہ کی توفیق عطا فرمایئے۔اور ان کی تلافی کی جو شریعت نے بتلائی ہے اس پر عمل کر کے تلافی کی توفیق عطا فرمایئے۔یا اللہ ہم کو اپنے تمام معاملات اور احوال میں شریعت کے مسائل جاننے اور معلوم کرنے کی توفیق نصیب ہو اور جہالت کی گمراہی سے بچنا نصیب ہو۔آمین وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

ذٰلِكَ كَفَّارَةُ اَيْمَانِكُمْ اِذَا حَلَفْتُمْ ؕ وَاحْفَظُوْٓا اَيْمَانَكُمْ ؕ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ

لَكُمْ	اللّٰهُ	يُبَيِّنُ	كَذٰلِكَ	اَيْمَانَكُمْ	احْفَظُوْٓا	وَ	حَلَفْتُمْ	اِذَا	اَيْمَانِكُمْ	ذٰلِكَ كَفَّارَةُ
تمہارے لئے	اللہ	بیان کرتا ہے	اسی طرح	اپنی قسمیں	حفاظت کرو	اور	تم قسم کھاؤ	جب	تمہاری قسمیں	یہ کفارہ

یہ کفارہ ہے تمہاری قسموں کا جبکہ تم قسم کھالو اور اپنی قسموں کا خیال رکھا کرو اسی طرح اللہ تعالیٰ تمہارے واسطے

اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۸۹﴾

تَشْكُرُوْنَ	لَعَلَّكُمْ	اٰيٰتِهٖ
شکر کرو	تاکہ تم	اپنے احکام

اپنے احکام بیان فرماتے ہیں تاکہ تم شکر کرو۔

کفارہ کے احکام بتلا کر جتلایا گیا کہ دیکھو حق تعالیٰ اس طرح تمہارے لئے اپنے احکام بیان فرماتے ہیں تاکہ تم احسان مانو اور شکر کرو۔ یہ قوانین تمہارے واسطے ایک نعمت ہیں جن پر عمل کرنا تمہارے لئے واجب ہے۔ اس آیت میں یہی مضمون بیان فرمایا گیا ہے۔

کفارۂ قسم کے تفصیلی احکام

یہاں قسم کے کفارہ کا بیان فرمایا گیا کہ اگر تم نے کسی جائز امر پر صحیح طریقہ سے قسم کھائی ہے تو اُس کو پورا کرو اور اگر کسی وجہ سے اُس کو پورا نہ کرسکو یا اُس کے توڑنے میں کوئی خوبی اور مصلحت دیکھو تو اس کا کفارہ دو اور کفارہ یہ فرمایا گیا کہ دس محتاجوں کو کھانا کھلا دے۔ یا دس محتاجوں کو کپڑا پہنا دے یا ایک غلام یا باندی آزاد کر دے اور جس کو ان تینوں میں سے کسی پر مقدورت نہ ہو تو وہ تین روزے لگاتار رکھے۔ اب ان کی تفصیلات کہ محتاج کیسے ہوں۔ بالغ ہوں یا نابالغ ہوں۔ بھوکے ہوں یا شکم سیر ہوں۔ کپڑا کیسا ہو۔ کتنا ہو تو اس کو فقہا اور ائمہ دین نے احادیث وغیرہ سے اخذ کر کے فقہی مسائل کی شکل میں بیان فرمادیا ہے۔ اس لئے چند ضروری مسائل قسم کھانے اور قسم کے کفارہ کے بارہ میں حسب ذیل ہیں۔ (ماخذ بیان القرآن و بہشتی زیور)

مسئلہ۱: بے ضرورت بات بات میں قسم کھانا بری عادت ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ کے نام کی بے تعظیمی اور بے حرمتی ہوتی ہے۔ جہاں تک ہوسکے سچی بات پر بھی قسم نہ کھانا چاہیے۔

مسئلہ۲: اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کی قسم کھانا بڑا گناہ ہے۔ حدیث شریف میں اس کی بڑی ممانعت آئی ہے اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر کسی قسم کی قسم کھانا ایک طرح کا شرک فرمایا گیا ہے۔

مسئلہ۳: جس نے اللہ تعالیٰ کی قسم کھائی مثلاً یوں کہہ دیا اللہ کی قسم۔ خدا کی قسم۔ خدا کی بزرگی اور بڑائی کی قسم۔ اللہ کے عزت وجلال کی قسم۔ کلام اللہ کی قسم۔ رب کعبہ کی قسم تو ان سب سے قسم ہوگئی اور اب اُس کے خلاف کرنا درست نہیں۔ ایسی قسم کھا کر خواہ پھر جان کر توڑے یا بھول کر ٹوٹ جاوے دونوں میں کفارہ واجب ہے۔

مسئلہ۴: خدا کے سوا کسی اور کی قسم کھانے سے قسم نہیں ہوتی مثلاً بعض کہہ دیتے ہیں اپنی جوانی کی قسم' اپنے ہاتھ پیروں کی قسم' اپنے باپ کی قسم' اپنے بچہ کی قسم' اپنے سر کی قسم' اپنے جان کی قسم یا تمہارے جان کی قسم اس طرح قسم کھانے سے قسم نہیں ہوتی۔ اور اس طرح کی قسم کھا کر پھر اُس کے خلاف کرے تو کفارہ دینا نہیں پڑے گا۔ مگر اس طرح کی قسم کھانا گناہ ہے۔

مسئلہ۵: اگر کسی نے یوں کہا کہ خدا گواہ ہے۔ خدا کو گواہ کر کے کہتا ہوں۔ خدا کو حاضر ناظر جان کر کہتا ہوں تو یہ قسم ہوگئی۔

مسئلہ۶: کسی دوسرے کے قسم دلانے سے قسم نہیں ہوتی مثلاً کسی نے کہا کہ تمہیں خدا کی قسم یہ کام کرنا ہوگا تو یہ قسم نہیں ہوئی اس کے خلاف کرنا درست ہے۔

مسئلہ۷: قسم کھا کر اُس کے ساتھ ہی ان شاء اللہ کا لفظ کہہ دیا مثلاً کسی نے کہا کہ خدا کی قسم فلاں کام ان شاء اللہ نہ کروں گا تو یہ قسم نہیں ہوئی۔

مسئلہ۸: جو بات ہو چکی اور گذشتہ سے متعلق ہو اُس پر جھوٹی قسم کھانا بڑا گناہ ہے جیسے کسی نے نماز نہیں پڑھی اور کسی نے پوچھا تو کہدیا کہ خدا کی قسم میں نماز پڑھ چکا تو ایسی جھوٹی قسم کا گذشتہ کے متعلق کوئی کفارہ نہیں باقی گناہ بہت بڑا ہے۔ سوائے توبہ استغفار کے اس کا کوئی علاج نہیں۔

مسئلہ۹: اگر ایسی بات پر قسم کھائی کہ جو ابھی نہیں ہوئی بلکہ آئندہ ہو گی جیسے کوئی کہے کہ خدا کی قسم آج میرا بھائی آوے گا پھر وہ نہیں آیا تو کفارہ دینا پڑے گا۔

مسئلہ۱۰: کسی نے اگر کسی گناہ کی بات کی قسم کھائی۔ مثلاً خدا کی قسم اپنے ماں باپ سے کبھی نہیں ملوں گا یا خدا کی قسم فلانے کی چیز چرا لاؤں گا۔ تو ایسی قسم کا توڑ دینا واجب ہے۔ توڑ کر کفارہ دیدے۔ نہیں توڑے گا تو گنہگار رہے گا۔

مسئلہ۱۱: کسی نے قسم کھائی کہ آج میں فلاں چیز نہ کھاؤں گا۔ پھر بھولے سے کھالی یا زبردستی کسی نے منہ چیر کر کھلادی تو بھی کفارہ لازم آجائیگا۔

مسئلہ۱۲: غصہ میں قسم کھائی کہ فلاں کو پیسہ نہ دوں گا اور پھر اُس کو روپیہ پیسہ دے دیا تو بھی قسم ٹوٹ گئی کفارہ دیوے۔

مسئلہ۱۳: کفارہ قسم توڑنے کے بعد لازم ہوتا ہے۔ قسم توڑنے سے پہلے کفارہ ادا نہیں ہو سکتا۔

مسئلہ۱۴: کفارہ میں فقراء اور مساکین کو کھانا دینے میں اختیار ہے خواہ دس آدمیوں کو دونوں وقت بٹھلا کر پیٹ بھر کر کھانا کھلا دے۔ یا ایک آدمی کو دس روز تک دونوں وقت کھلا دے۔ لیکن کوئی محتاج و مسکین کمسن اور نابالغ نہ ہو اور نہ کوئی فقیر شکم سیر ہو۔ اسی طرح ہر مسکین کو بجائے کھانا کھلانے کے صدقۂ فطر کی برابر یعنی دو سیر گیہوں (یہ مقدار احتیاطی ہے) یا اس کی قیمت دے دے اس سے بھی کفارہ ادا ہو جائے گا۔

مسئلہ۱۵: کفارہ میں اُن ہی مساکین کو کپڑا یا کھانا دینا درست ہے جن کو زکوٰۃ دینا درست ہے۔

مسئلہ۱۶: کسی کے ذمہ اگر کئی کفارہ قسموں کے جمع ہیں تو ہر ایک کا جدا کفارہ دینا چاہیے۔ اگر زندگی میں نہ دے تو مرتے وقت وصیت کر جانا واجب ہے۔

مسئلہ۱۷: اگر کپڑا دے تو ہر مسکین کو اتنا کپڑا دے جس سے بدن کا زیادہ حصہ ڈھک جاوے مثلاً ایک کرتہ اور ایک پاجامہ یا ایک لنگی اور چادر اور یہ حکم مرد کا ہوا اگر کسی غریب عورت کو کپڑا دیا تو اتنا کپڑا ہونا چاہیے کہ سارا بدن ڈھک کر وہ نماز پڑھ سکے۔ اس سے کم ہوگا تو کفارہ ادا نہ ہوگا۔

مسئلہ۱۸: غلام یا باندی کا اس وقت اکثر و بیشتر ممالک میں وجود نہیں اس لئے اس کے مسائل بیان نہیں کئے گئے۔

یہ چند ضروری متعلقہ مسائل تھے جو بیان کئے گئے۔ باقی اس میں جزئیات بہت ہیں جو ضرورت پڑنے پر کسی عالم دین یا مفتی سے دریافت کئے جاسکتے ہیں۔

دعا کیجئے

یا اللہ ہماری زندگی۔ ظاہر میں اور باطن میں بھی۔ شریعت مطہرہ کے احکام کے موافق گزرے۔

یا اللہ آپ کے جملہ قوانین و احکام ہمارے لئے نعمت ہیں اور جن پر عمل کرنا ہمارے لئے واجب اور لازمی ہے۔

یا اللہ گذشتہ میں ہم سے جو آپ کے احکام کی بجا آوری میں کوتاہیاں اور تقصیرات سرزد ہو چکی ہیں ان پر ہم کو ندامت قلب کے ساتھ توبہ کی توفیق عطا فرمائیے۔ اور ان کی تلافی کی جو شریعت نے بتلائی ہے اس پر عمل کر کے تلافی کی توفیق عطا فرمائیے۔

یا اللہ ہم کو اپنے تمام معاملات اور احوال میں شریعت کے مسائل جاننے اور معلوم کرنے کی توفیق نصیب ہو اور جہالت کی گمراہی سے بچنا نصیب ہو۔ آمین وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ									
يٰۤاَيُّهَا	الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا	اِنَّمَا الْخَمْرُ	وَالْمَيْسِرُ	وَالْاَنْصَابُ	وَالْاَزْلَامُ	رِجْسٌ	مِنْ	عَمَلِ	الشَّيْطٰنِ
اے	ایمان والو	اسکے سوانہیں کہ شراب	اور جواء	اور بُت	اور پانسے	ناپاک	سے	کام	شیطان
اے ایمان والو بات یہی ہے کہ شراب اور جُوا اور بُت وغیرہ اور قُرعہ کے تیر یہ سب گندی باتیں شیطانی کام ہیں									

فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۹۰﴾	فَاجْتَنِبُوْهُ	لَعَلَّكُمْ	تُفْلِحُوْنَ	
سو اس سے بالکل الگ رہو تا کہ تم کو فلاح ہو۔	سو ان سے بچو	تا کہ تم	تم فلاح پاؤ	

شراب اور جوئے وغیرہ کی ممانعت

اہل عرب اسلام سے پہلے شراب اور جوئے کو حلال اور طیب سمجھتے تھے۔ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو شراب نوشی اور جوئے بازی وغیرہ سے ممانعت کا حکم فرما دیا اور بتلا دیا کہ یہ چیزیں حلال اور طیب نہیں بلکہ خبیث اور رجس ہیں۔ان آیات سے پہلے بھی شراب کے متعلق آیات نازل ہو چکی تھیں۔

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے تو عربوں میں شراب کا بڑا استعمال تھا۔شراب بچہ بچہ کی غذا کا جزو لازم تھا۔بغیر شراب کے ان کی زندگی دشوار تھی۔جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے متعلق سوال کیا گیا تو پہلی مرتبہ یہ وحی نازل ہوئی جو سورۂ بقرہ میں گزری یعنی يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ قُلْ فِيْهِمَآ اِثْمٌ كَبِيْرٌ وَّمَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَاِثْمُهُمَآ اَكْبَرُ مِنْ نَّفْعِهِمَا آپ سے شراب اور جوئے کے بارہ میں پوچھتے ہیں آپ کہہ دیجئے کہ ان دونوں میں بڑا گناہ ہے۔اور فائدہ بھی ہیں لوگوں کو اور ان کا گناہ بڑا ہے ان کے فائدہ سے۔اس میں شراب اور جوئے کی برائی ظاہر کی گئی مگر اس کے حرام ہونے کا صاف حکم نہ تھا۔اس لئے حضرت عمرؓ نے یہ حکم سن کر کہا کہ اے اللہ شراب کے بارہ میں کوئی حکم فیصل نازل فرما دے۔اس کے بعد دوسری آیت آئی جو سورۂ نسآء میں گزری یعنی يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْتُمْ سُكٰرٰى حَتّٰى تَعْلَمُوْا مَا تَقُوْلُوْنَ اے ایمان والو نشہ کی حالت میں نماز نہ پڑھا کرو جب تک کہ تمہیں ہوش نہ ہو کہ کیا پڑھتے ہو کیا نہیں۔اس میں بھی گو نشہ کی حالت میں نماز کی ممانعت تھی مگر صاف حرام ہونے کا حکم نہ تھا۔اس لئے کسی قدر ترک شراب کے خوگر ہوئے۔پھر ایک موقع پر دو انصاری قبیلہ کسی ضیافت میں جمع ہوئے وہاں شراب نوشی ہوئی اور بھائی بھائی ہونے کے باوجود نشہ کی حالت میں ایک دوسرے پر دست درازی کرنے لگے اور بری طرح بدمزگی پیدا ہوئی اور دلوں میں نفرت کے جذبات ابھرے۔اس کی خبر جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھی پہنچی۔اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں حضرت عمرؓ بھی موجود تھے۔یہ کیفیت سن کر پھر حضرت عمرؓ نے دعا کی کہ الٰہی شراب کے بارہ میں کوئی فیصل اور قطعی حکم نازل فرما دے کیونکہ اس سے مسلمانوں میں نا اتفاقی پیدا ہونے لگی۔چنانچہ آپ کی دعا قبول ہوئی اور یہ آیات زیر تفسیر نازل ہوئیں جن میں پوری طرح سے برائی کا پہلو ظاہر کر کے شراب کو ہمیشہ کے لئے قطعی طور پر حرام کر دیا گیا روایات میں ہے کہ جب یہ آیات نازل ہوئیں اور ان کا اعلان کیا گیا تو مٹکوں میں جس قدر شراب بھری ہوئی تھی وہ مسلمانوں نے سب گرا دی اور شراب کے برتن توڑ دیئے حتیٰ کہ شراب مدینہ کی گلیوں اور نالیوں میں بہتی پھر رہی تھی۔

یہاں ان آیات میں اہل اسلام کو مخاطب کر کے حکم دیا گیا کہ شراب اور جوا اور انصاب اور ازلام یہ سب نجس۔گندے اور شیطانی کام ہیں سو اس سے بالکل الگ رہو تا کہ تم فلاح پاؤ۔ یہاں مقصود تو

شراب اور جوئے کی ممانعت ہے جس کے کہ اس وقت اہل عرب عادی تھے۔ انصاف اور ازلام محض شراب اور جوئے کی برائی اور مذمت ظاہر کرنے کیلئے بیان کئے گئے ہیں کہ شراب و جوا یہ دونوں بت پرستی کے درجہ کی ناپاک اور کفر کے قریب کی چیزیں ہیں۔ انصاب جمع ہے نصب کی۔ نصب ان بغیر گھڑے ہوئے پتھروں کو کہتے ہیں جن کو مشرکین پوجتے اور نذر ونیاز کے لئے کھڑا کر لیتے تھے اور اصنام وہ بت ہوتے تھے جن میں صورت کھدی ہوئی ہوتی تھی۔ ایام جاہلیت میں مشرکین عرب کہیں تو تراشے اور کھدے ہوئے پتھر کھڑے کر لیتے تھے اور کبھی ایسے ہی بغیر گھڑے ہوئے پتھر کھڑے کر کے ان پر اپنے دیوی اور دیوتاؤں کے نام سے قربانیاں کرتے اور کچھ خون بھی ان پر چھڑک دیتے تھے۔ یہ تو ہوئی انصاب کی تشریح اور ازلام جمع ہے زلم کی۔ اس سے مراد وہ تیر ہیں جو ایام جاہلیت میں بتوں کے پاس رکھے رہتے تھے۔ جن پر اس طرح کے حکم جیسے "یہ کرو" "یہ نہ کرو" "یہ اچھا ہے" "یہ برا ہے" وغیرہ لکھے ہوئے تھے۔ جب ان مشرکین کو کوئی کام کرنا ہوتا تو ایک تیر ان میں سے کھینچ لیتے اور جو اس میں لکھا نکلتا اس کے مطابق عمل کرتے تھے۔ گویا یہ بات کا حکم حاصل کرنے کا ایک طریقہ تھا۔

دعا کیجئے:

یا اللہ اپنے اور رسول پاکؐ کے احکام پر ہم کو دل و جان سے عمل پیرا ہونے والا جذبہ عطا فرما دے۔

یا اللہ اس شراب خواری کی لعنت کو ہمارے ملک سے نیست و نابود فرما دے۔ قرآن اور سنت کے احکام کو رائج فرما دے جس میں کہ ہماری دینی و دنیا دونوں جہان کی صلاح و فلاح ہے۔ یا اللہ ہم کو دین کی سمجھ عطا فرما دے۔ آمین

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

اِنَّمَا	يُرِيْدُ	الشَّيْطٰنُ	اَنْ يُّوْقِعَ	بَيْنَكُمُ	الْعَدَاوَةَ	وَالْبَغْضَآءَ	فِى	الْخَمْرِ	وَالْمَيْسِرِ	وَيَصُدَّكُمْ
اسکے سوانہیں	چاہتا ہے	شیطان	کہ ڈالے وہ	تمہارے درمیان	دشمنی	اور بیر	میں۔سے	شراب	اور جواء	اور تمہیں روکے

اِنَّمَا يُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّوْقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ فِى الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ وَيَصُدَّكُمْ

شیطان تو یوں چاہتا ہے کہ شراب اور جُوئے کے ذریعہ سے تمہارے آپس میں عداوت اور بغض واقع کر دے اور اللہ تعالیٰ کی

عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَعَنِ الصَّلٰوةِ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ ﴿۹۱﴾

عَنْ	ذِكْرِ اللّٰهِ	وَ	عَنِ الصَّلٰوةِ	فَهَلْ	اَنْتُمْ	مُّنْتَهُوْنَ
سے	اللہ کی یاد	اور	نماز سے	پس کیا	تم	باز آؤ گے

یاد سے اور نماز سے تم کو باز رکھے سو اب بھی باز آؤ گے

شراب اور جوئے کے نقصانات

یہاں آیت میں چار چیزوں کا ذکر ہوا۔ شراب‘ جوا‘ انصاف اور ازلام لیکن مقصود شراب اور جوئے کا ذکر کرنا تھا۔ اس لئے آگے شراب اور جوئے کے خصوصی نقصانات کو بتلایا گیا۔ نقصان دو قسم کے ہوتے ہیں۔ دنیوی اور دینی۔ دنیوی نقصان یہ بتلایا گیا کہ شراب اور جوئے سے معاش انسانی میں تباہی اور فساد ہوتا ہے۔ آپس میں کینہ‘ عداوت نااتفاقی اور اختلاف نمودار ہو جاتا ہے۔ کیونکہ شراب کے نشہ میں عقل تو ٹھکانے رہتی نہیں۔ گالی گلوچ دنگا فساد ہو جاتا ہے۔ اور بسا اوقات مار پیٹ اور قتل تک نوبت پہنچتی ہے۔ اور اس طرح ان کے دلوں میں ایک دوسرے کی عداوت بیٹھ جاتی ہے اور جوئے سے باہم عداوت یوں پیدا ہوتی ہے کہ بعض وقت آدمی جوئے میں اپنا کل مال ہار جاتا ہے اور وہ بالکل مفلس اور قلاش رہ جاتا ہے۔ پھر جب وہ اپنا مال دوسرے کے پاس دیکھتا ہے تو اس کو غصہ اور غیظ آتا ہے اور اس سے عداوت ہو جاتی ہے۔ غرض یہ کہ شراب اور جوا عداوت اور نفرت کے قوی ترین اسباب میں سے ہیں۔ یہ تو شراب اور جوئے کی ایک دنیوی مضرت ہوئی اور دینی مضرت یہ بتلائی گئی کہ شیطان شراب اور جوئے میں لگا کر یاد الٰہی اور نماز سے غافل کرنا چاہتا ہے کیونکہ شراب اور جوئے میں پھنس کر یاد الٰہی اور نماز کا ہوش ہی نہیں رہتا اور اس کی دلیل مشاہدہ اور تجربہ ہے۔

پس جب شراب اور جوئے کی دینی اور دنیاوی مضرتیں ظاہر کر دی گئیں تو اخیر میں ارشاد فرمایا گیا فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ سو بتلاؤ اب بھی ان گندی اور پلید چیزوں سے باز آؤ گے یعنی جب یہ شراب نوشی اور قمار بازی ایسی قبیح چیزیں ہیں تو تم کو ان چیزوں سے ضرور بچنا چاہیے۔

اب یہاں موقع کی مناسبت سے حکماء اور اطباء نے جو شراب کی مضرتیں بیان کی ہیں اور جن کو بعض تفاسیر میں نقل کیا گیا ہے وہ یہ ہیں۔

۱- شراب کی سب سے بڑی مضرت یہ ہے کہ شرابی کی عقل نشہ کی حالت میں بالکل جاتی رہتی ہے اور آہستہ آہستہ کم ہوتی جاتی ہے یہاں تک کہ کچھ عرصہ بعد ہوش وحواس کی حالت میں بھی اُس سے دیوانہ وار حرکتیں سرزد ہونے لگتی ہیں۔ اُس کی زبان اُس کے اختیار اور قابو سے باہر ہو جاتی ہے اور اُس کو اپنے اقوال وافعال کے عواقب اور انجام کا ہوش نہیں رہتا۔

۲- دوسرے یہ کہ شراب بُری خواہشوں کو بڑھاتی ہے اور بسا اوقات اس حد تک پہنچ جاتی ہے کہ عصمت وعفت کو جڑ بنیاد سے اکھاڑ پھینکتی ہے اور زنا بدکاری اور بے حیائی پر آمادہ کرتی ہے۔

۳- تیسرے یہ کہ شرابی عبادت اور ذکر الٰہی سے غافل ہو جاتا ہے بلکہ فرائض زندگی کی بھی کوئی قدر وقیمت اُس کی نگاہ میں نہیں رہتی۔

۴- چوتھے یہ کہ شراب مال دولت کی بربادی کا ذریعہ ہے۔ شرابی کی دولت وثروت سب شراب کی نذر ہو جاتی ہے اور بسا اوقات اس قدر تنگ آ جاتا ہے کہ زندگی سے تنگ آ کر خودکشی کر لیتا ہے۔

۵- پانچویں یہ کہ شراب خواری باہم دشمنی اور عداوت پیدا کرتی ہے اور باہمی تعلقات کو توڑ ڈالتی ہے۔

٦ - چھٹے یہ کہ شرابی کا مزاج اعتدال سے منحرف ہو جاتا ہے اور صحت بدنی میں فرق آ جاتا ہے۔ تمام جسمانی قوتیں کمزور پڑ جاتی ہیں اس لئے کہ شراب میں غذائیت نہیں ہے کہ وہ ہضم ہو سکے۔ شراب چونکہ معدہ میں جا کر تحلیل نہیں ہوتی اس لئے دن بدن معدہ کو کمزور کرتی جاتی ہے اور جس قدر خون پیدا ہوتا ہے اُس میں شراب کی سمیت موجود ہوتی ہے جس سے نظام عصبی میں فرق آتا جاتا ہے۔ رگیں اور پٹھوں میں بگاڑ آنے لگتا ہے۔ پھیپھڑا گلنے لگتا ہے اور کھانسی اور سل شروع ہو جاتی ہے۔ اکثر اطبا کا بیان ہے کہ اگر چہ سل کی بیماری بغیر شراب پینے کے بھی ہو جاتی ہے لیکن ٩٥ فی صد مریض سل کے شرابی ہی ہوتے ہیں اور شاذ و نادر ہی بچتے ہیں۔

٧ - ساتویں یہ کہ شرابی قویٰ کے ضعیف ہو جانے کی وجہ سے اکثر کام کاج سے جی چرانے لگتا ہے اور بغیر نشہ کے کام نہیں کر سکتا۔ کام کرنے کے لئے بھی اُسے شراب پینی پڑتی ہے یہاں تک کہ اُس کے قویٰ بالکل جواب دے جاتے ہیں۔

اس لئے قرآن پاک نے شراب کو نجس اور عمل شیطان اور حرام قرار دیا اور اس کے پینے والے پر حد مقرر کی گئی۔ اور اسلامی تعلیم جہاں پہنچی اُس نے شراب اور شراب خواری کا قلع قمع کر دیا اور پورے ملک کو اس لعنت سے محفوظ کر دیا۔

دعا کیجئے:

یا اللہ اپنے اور رسول پاکؐ کے احکام پر ہم کو دل و جان سے عمل پیرا ہونے والا جذبہ عطا فرما دے۔

یا اللہ اس شراب خواری کی لعنت کو ہمارے ملک سے نیست و نابود فرما دے۔ قرآن اور سنت کے احکام کو رائج فرما دے جس میں کہ ہماری دینی و دنیا دونوں جہان کی صلاح و فلاح ہے۔ یا اللہ ہم کو دین کی سمجھ عطا فرما دے۔ آمین

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاحْذَرُوْا فَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا عَلٰى رَسُوْلِنَا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ﴿۹۲﴾

وَاَطِيْعُوا	اللّٰهَ	وَ	اَطِيْعُوا	الرَّسُوْلَ	وَاحْذَرُوْا	فَاِنْ	تَوَلَّيْتُمْ	فَاعْلَمُوْٓا	اَنَّمَا	عَلٰى	رَسُوْلِنَا	الْبَلٰغُ	الْمُبِيْنُ
اور تم اطاعت کرو	اللہ	اور	اطاعت کرو	رسول	اور بچتے رہو	پھر اگر	تم پھر جاؤ گے	تو جان لو	صرف	پر (ذمہ)	ہمارا رسول	پہنچا دینا	کھول کر

اور تم اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرتے رہو اور رسول کی اطاعت کرتے رہو اور احتیاط رکھو اور اگر اعراض کرو گے تو یہ جان رکھو کہ ہمارے رسول کے ذمہ صرف صاف پہنچا دینا تھا۔

ہر حال میں اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول کی اطاعت کرو

گذشتہ آیات میں شراب اور جوئے کے نقصانات بتلا کر ان کی ممانعت کا حکم فرمایا گیا تھا۔ گویا ایک حکم خاص کے امتثال کا امر فرمایا تھا۔ اب آگے مطلقاً تمام احکامات میں اہل اسلام کو اطاعت کرنے کا امر فرمایا جا رہا ہے اور عام ہدایت دی جا رہی ہے کہ تمام امور کی حلت اور حرمت میں خدا اور اس کے رسول کے فرمان کے مطابق عمل کرو اور ہر قسم کی نافرمانی اور قانون الٰہی کی خلاف ورزی سے بچتے رہو۔ پھر یہ بھی بتلا دیا کہ اگر ایسا نہ کرو گے اور خدا اور اس کے رسول کے احکام کو نہ مانو گے تو اس میں نہ اللہ تعالیٰ کا کچھ نقصان ہے نہ اس کے رسول کا۔ اطاعت و نافرمانی سے تمہارا ہی نفع نقصان وابستہ ہے خدا کی کوئی غرض متعلق نہیں ہے نہ اس کے رسول کی۔ اس کے رسول کا کام صرف علی الاعلان واضح طور پر احکام الٰہی کی تبلیغ ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پوری طرح پہنچا چکے۔ اب اگر تم خلاف ورزی کرو گے تو نتیجہ خود سوچ لو۔

مومن کی شان

یہاں اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ کے ساتھ وَاحْذَرُوْا یعنی احتیاط رکھو۔ پرہیز رکھو کا لفظ استعمال فرما کر مومن کی شان کی طرف بھی اشارہ فرما دیا کہ مومن کی شان تو اللہ اور رسول کی اطاعت کرنا ہی ہے اس کی تو یہ شان ہی نہیں کہ دیدہ دانستہ دلیری اور بے باکی سے اللہ اور اس کے رسول کے احکامات کی مخالفت کرے۔ ہاں بشریت کی کمزوری کی بناء پر کبھی تقصیرات ہو سکتی ہیں۔ کبھی خطائیں اور لغزشیں ممکن ہیں۔ اس لئے ہدایت فرمائی کہ غور اور اہتمام سے اللہ اور رسول کے احکامات میں تقصیرات اور لغزشوں اور خطاؤں سے بچتے رہنا۔

اسوۂ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی اہمیت

یہاں آیت میں اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ علیحدہ علیحدہ فرمایا اور کئی جگہ قرآن پاک میں اہل ایمان کو مخاطب کرکے یہ حکم دیا گیا ہے گویا اس حکم میں ''اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ'' کو ''اَطِيْعُوا اللّٰهَ'' سے الگ مستقل جملہ میں ذکر کیا گیا ہے جس کا صاف صاف مطلب یہی ہے کہ اللہ کی اطاعت کی طرح اہل ایمان پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت بھی مستقلاً فرض ہے۔ نیز اللہ اور رسول کی اطاعات کو الگ الگ بیان فرمانے میں اشارہ ہے کلام اللہ اور اسوۂ رسول دونوں کی اطاعات کا۔ اگرچہ حقیقت میں اسوۂ رسول اور کلام اللہ دو مختلف چیزیں نہیں بلکہ ایک ہی چیز ہے۔ اسوہ احکام قرآنی پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل کرنے کی ایک صورت ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بہتر احکام قرآنی پر عمل کون کر سکتا ہے۔ لہٰذا قرآن مجید اگر حکم الٰہی ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل اس کی تعمیل کا بہترین نمونہ ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہ صرف کلام الٰہی کے پہنچا دینے والے تھے بلکہ تعمیل احکام الٰہی کے لئے بہترین نمونہ بھی تھے۔ اور اسی طرح مقصد تبلیغ تکمیل کو پہنچ سکتا تھا۔ آپؐ نے احکام الٰہی پر عمل کر کے دکھلا دیا تاکہ امت اسی نمونہ پر عامل ہو جائے اور اس طرح تبلیغ احکام الٰہی کی تکمیل فرمائی۔

دعا کیجئے: یا اللہ ہم کو اپنی اور اپنے رسول پاک کی کامل اطاعت و فرمانبرداری نصیب فرما اور ظاہراً و باطناً و حالاً و قالاً شریعت مطہرہ کی پابندی عطا فرما۔ یا اللہ آپ کے رسول پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تو آپ کے تمام احکام کو صاف صاف امت تک پہنچا دیا مگر ہم نے احکام الٰہیہ سے اعراض کر کے اپنی جانوں پر بڑا ظلم کیا ہے۔ یا اللہ ہمارے اس جرم عظیم کو اپنی رحمت سے معاف فرما دے اور گذشتہ پر توبہ اور تلافی کی توفیق عطا فرما دے۔ اور آئندہ کے لئے ہر معاملہ میں اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ کی توفیق عطا فرما دے۔ آمین وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

لَيْسَ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جُنَاحٌ فِيْمَا طَعِمُوْٓا اِذَا مَا اتَّقَوْا وَّاٰمَنُوْا

لَيْسَ	عَلَى	الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا	وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ	جُنَاحٌ	فِيْمَا	طَعِمُوْٓا	اِذَا	مَا اتَّقَوْا	وَّاٰمَنُوْا
نہیں	پر	جولوگ ایمان لائے	اور اُنہوں نے عمل کئے نیک	کوئی گناہ	میں۔جو	وہ کھا چکے	جب	اُنہوں نے پرہیز کیا	اور وہ ایمان لائے

جولوگ ایمان لائے اور نیک کام کئے تو جو کچھ کہ وہ پہلے کھاپی چکے اُس میں اُن پر کچھ بھی گناہ نہیں جب کہ وہ آئندہ پرہیزگار ہو گئے اور ایمان لے آئے

وَّعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ثُمَّ اتَّقَوْا وَّاٰمَنُوْا ثُمَّ اتَّقَوْا وَّاَحْسَنُوْا ۭ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۹۳﴾

وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ	ثُمَّ اتَّقَوْا	وَّاٰمَنُوْا	ثُمَّ	اتَّقَوْا	وَّاَحْسَنُوْا	وَاللّٰهُ	يُحِبُّ	الْمُحْسِنِيْنَ
اور انہوں نے عمل کئے نیک	پھر وہ ڈرے	اور ایمان لائے	پھر	وہ ڈرے	اور انہوں نے نیکوکاری کی	اور اللہ	دوست رکھتا ہے	نیکوکار (جمع)

اور نیک کام کرنے لگے پھر وہ ممنوعات سے ڈرے اور ایمان پر قائم رہے پھر وہ پرہیزگار اور نیک ہو گئے اور اللہ تعالیٰ ایسے نیکوکاروں سے محبت رکھتے ہیں۔

شان نزول

اس آیت کے شان نزول میں مختلف روایات ہیں لیکن سب کا اجمالی خلاصہ یہ ہے کہ جب شراب کی حرمت ہو گئی اور اس کے دینی و دنیوی مفاسد بیان کر دیئے گئے تو بعض صحابہ کو ان لوگوں پر نہایت تاسف ہوا جو اس کی حرمت قطعی سے پہلے اس کو استعمال میں لائے تھے۔ نیز بعض منافقین و یہود نے مسلمانوں پر طعنہ زنی شروع کی اور کہنے لگے کہ اس سے قبل تمہارے جتنے ساتھی کسی جنگ یا اپنی طبعی موت سے مر چکے ان کا کیا بنے گا۔ مسلمانوں کے دل میں بھی شبہ پیدا ہوا اور بعض لوگ آپس میں کہنے لگے کہ خداوند تعالیٰ نے شراب پینے کو شیطانی حرکت قرار دیا ہے حالانکہ بہت سے مسلمان غزوۂ احد اور دیگر جہادوں میں شہید ہو گئے اور ان کے پیٹ میں شراب موجود تھی خدا جانے ان کا کیا حال ہو چنانچہ بعض حضرات نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کے متعلق دریافت کیا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی جس میں صاف صراحت فرما دی گئی کہ اس سے قبل جن لوگوں نے شراب پی یا مال قمار کھایا تو ان سے کوئی مواخذہ نہیں۔

شان صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین

اس آیت میں نہ صرف یہ بتلایا گیا کہ جو پاکباز صحابہ ایمان اور تقویٰ میں عمر گزار کر خدا کی راہ میں شہید ہو چکے ان کی نسبت اس طرح کے شک و شبہات پیدا کرنے کی قطعاً گنجائش نہیں کہ وہ ایک ایسی چیز کا استعمال کرتے ہوئے دنیا سے رخصت ہوئے جو اس وقت تو حرام نہ تھی مگر بعد کو قطعی حرام ہوئی بلکہ ان مرحومین کی فضیلت اور محبوبیت کی طرف لطیف اشارہ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ فرما کر کر دیا۔

ذخیرہ احادیث صحیحہ میں دو موقع ایسے ہیں جہاں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اس قسم کا سوال کیا ہے۔ ایک موقع تو یہی "تحریم خمر" کے متعلق تھا جس کے جواب میں آیت نازل ہوئی اور ایک تحویل قبلہ کے وقت سوال کیا گیا تھا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو لوگ تحویل قبلہ سے پہلے وفات پا گئے اور ایک نماز بھی کعبہ کی طرف نہیں پڑھی ان کی نمازوں کا کیا حال ہوگا۔ چنانچہ اس کے جواب میں سورۂ بقرہ کی آیت وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِيْعَ اِيْمَانَكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ نازل ہوئی تھی کہ جب تم نے بیت المقدس کی طرف نماز محض مقتضائے ایمانی اور اطاعت حکم خداوندی کے سبب پڑھی تو اللہ تعالیٰ تمہارے ایمان اور اجر و ثواب میں کسی طرح کا نقصان نہیں ڈالیں گے۔ تو وہاں پر بھی یہی قانون بیان فرمایا گیا تھا کہ سابقہ پر کوئی گرفت نہیں۔

حضرت علامہ شبیر احمد عثمانیؒ اس آیت کے تحت لکھتے ہیں کہ "اس آیت کے عموم الفاظ اور دوسری روایات کو دیکھتے ہوئے اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ زندہ ہوں یا مردہ جو لوگ ایمان اور عمل صالح رکھتے

ہیں ان کے لئے کسی مباح چیز کے بوقت اباحت کھا لینے میں کوئی مضائقہ نہیں۔ خصوصاً جب کہ وہ لوگ عام احوال میں تقویٰ اور ایمان کی خصال سے متصف ہوں۔ پھر ان خصال میں برابر ترقی کرتے رہتے ہوں حتیٰ کہ مدارج تقویٰ وایمان میں ترقی کرتے کرتے مرتبۂ احسان تک جا پہنچے ہوں جو ایک مومن کے لئے روحانی ترقیات کا انتہائی مقام ہوسکتا ہے۔ جہاں پہنچ کر حق تعالیٰ اپنے بندے کے ساتھ خصوصی محبت کرتا ہے۔ پس جو پاکباز صحابہ ایمان وتقویٰ میں عمر گزار کر اور نسبت احسان حاصل کر کے خدا کی راہ میں شہید ہوچکے ان کی نسبت اس طرح کے خلجان اور توہمات پیدا کرنے کی قطعاً گنجائش نہیں کہ وہ ایک ایسی چیز کا استعمال کرتے ہوئے دنیا سے رخصت ہوئے ہیں جو اس وقت حرام نہیں تھی مگر بعد کو حرام ہوئی۔ اور جن حضرات صحابہ کے متعلق سوال کیا گیا تھا اس کا جواب ایک عام وتام ضابطہ بیان فرما کر ایسے عنوان سے دے دیا گیا جس میں ان مرحومین کی فضیلت ومنقبت کی طرف بھی لطیف اشارہ ہوگیا۔"

دعا کیجئے

حق تعالیٰ ہمیں بھی ہر حال میں اپنے احکام کا اطاعت گزار اور فرمانبردار بندہ بنا کر زندہ رکھیں۔

یا اللہ تقویٰ اور عمل صالح کی توفیق ہم کو نصیب فرما اور جملہ ممنوعات شرعیہ سے ہم کو احتراز اور بچنے کی ہمت اور توفیق عطا فرما۔

یا اللہ اپنے محسنین بندوں میں ہم کو شامل ہونے کی سعادت عطا فرما۔ آمین

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَيَبْلُوَنَّكُمُ اللّٰهُ بِشَيْءٍ مِّنَ الصَّيْدِ تَنَالُهٗۤ اَيْدِيْكُمْ وَرِمَاحُكُمْ

يٰۤاَيُّهَا	الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا	لَيَبْلُوَنَّكُمُ	اللّٰهُ	بِشَيْءٍ	مِّنَ	الصَّيْدِ	تَنَالُهٗۤ	اَيْدِيْكُمْ	وَرِمَاحُكُمْ
اے	ایمان والو	ضرور تمہیں آزمائے گا	اللہ	کچھ (کسی قدر)	سے	شکار	اس تک پہنچتے ہیں	تمہارے ہاتھ	اور تمہارے نیزے

اے ایمان والو اللہ تعالیٰ قدرے شکار سے تمہارا امتحان کرے گا جن تک تمہارے ہاتھ اور تمہارے نیزے پہنچ سکیں گے تاکہ اللہ تعالیٰ معلوم کرلے کہ کون شخص اُس سے

لِيَعْلَمَ اللّٰهُ مَنْ يَّخَافُهٗ بِالْغَيْبِ ۚ فَمَنِ اعْتَدٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَلَهٗ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۹۴﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

لِيَعْلَمَ اللّٰهُ	مَنْ	يَّخَافُهٗ	بِالْغَيْبِ	فَمَنِ	اعْتَدٰى	بَعْدَ ذٰلِكَ	فَلَهٗ	عَذَابٌ	اَلِيْمٌ	يٰۤاَيُّهَا	الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
تاکہ اللہ معلوم کرلے	کون	اس سے ڈرتا ہے	بن دیکھے	سو جو۔ جس	زیادتی کی	اسکے بعد	سو اسکے لئے	عذاب	دردناک	اے	ایمان والو

بن دیکھے ڈرتا ہے سو جو شخص اسکے بعد حد سے نکلے گا اُس کے واسطے دردناک سزا ہے اے ایمان والو وحشی شکار کو قتل مت کرو جبکہ تم حالت احرام میں ہو

لَا تَقْتُلُوا الصَّيْدَ وَاَنْتُمْ حُرُمٌ ۭ وَمَنْ قَتَلَهٗ مِنْكُمْ مُّتَعَمِّدًا فَجَزَاۗءٌ مِّثْلُ مَا قَتَلَ

لَا تَقْتُلُوا	الصَّيْدَ	وَاَنْتُمْ	حُرُمٌ	وَمَنْ	قَتَلَهٗ	مِنْكُمْ	مُتَعَمِّدًا	فَجَزَاۗءٌ	مِّثْلُ	مَا قَتَلَ
نہ مارو	شکار	جبکہ تم	حالتِ احرام میں	اور جو	اس کو مارے	تم میں سے	جان بوجھ کر	تو بدلہ	برابر	جو وہ مارے

اور جو شخص تم میں اُس کو جان بوجھ کر قتل کرے گا تو اُس پر پاداش واجب ہوگی جو کہ مساوی ہوگی اُس جانور کے جس کو اُس نے قتل کیا ہے جس کا فیصلہ تم میں

مِنَ النَّعَمِ يَحْكُمُ بِهٖ ذَوَا عَدْلٍ مِّنْكُمْ هَدْيًۢا بٰلِغَ الْكَعْبَةِ اَوْ كَفَّارَةٌ طَعَامُ مَسٰكِيْنَ

مِنَ النَّعَمِ	يَحْكُمُ	بِهٖ	ذَوَا عَدْلٍ	مِّنْكُمْ	هَدْيًا	بٰلِغَ	الْكَعْبَةِ	اَوْ كَفَّارَةٌ	طَعَامُ	مَسٰكِيْنَ
مویشی سے	فیصلہ کریں	اس کا	دو معتبر	تم سے	نیاز	پہنچائے	کعبہ	یا کفارہ	کھانا	محتاج (جمع)

سے دو معتبر شخص کر دیں خواہ وہ پاداش خاص چوپایوں میں سے ہو بشرطیکہ نیاز کے طور پر کعبہ تک پہنچائی جائے اور خواہ کفارہ مساکین کو دیدیا جاوے

اَوْ عَدْلُ ذٰلِكَ صِيَامًا لِّيَذُوْقَ وَبَالَ اَمْرِهٖ ۭ عَفَا اللّٰهُ عَمَّا سَلَفَ ۭ وَمَنْ عَادَ فَيَنْتَقِمُ اللّٰهُ

اَوْ عَدْلُ	ذٰلِكَ	صِيَامًا	لِّيَذُوْقَ	وَبَالَ اَمْرِهٖ	عَفَا اللّٰهُ	عَمَّا	سَلَفَ	وَمَنْ	عَادَ	فَيَنْتَقِمُ اللّٰهُ
یا برابر	اس	روزے	تاکہ چکھے	اپنے کام (کئے) کی سزا	اللہ نے معاف کیا	اس سے جو	پہلے ہو چکا	اور جو	پھر کرے	تو اللہ بدلہ لے گا

اور خواہ اسکے برابر روزے رکھ لئے جاویں تاکہ اپنے کئے کی شامت کا مزہ ہے اللہ تعالیٰ نے گذشتہ کو معاف فرمادیا اور جو شخص پھر ایسی ہی حرکت کریگا تو اللہ تعالیٰ اس سے انتقام لیں گے

مِنْهُ ۭ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ ذُو انْتِقَامٍ ﴿۹۵﴾

مِنْهُ	وَاللّٰهُ	عَزِيْزٌ	ذُو انْتِقَامٍ
اس سے	اور اللہ	غالب	بدلہ لینے والا

اور اللہ تعالیٰ زبردست ہیں انتقام لے سکتے ہیں۔

شانِ نزول: ان آیات کا نزول حدیبیہ کے موقعہ پر ہوا جب ۶ھ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام کے ہمراہ مکہ سے باہر مقام حدیبیہ میں احرام باندھے رکے ہوئے تھے۔ اس موقعہ پر بہت سے وحشی چرند پرند یعنی شکار کے جانور مسلمانوں کے جائے قیام اور خیموں ڈیروں میں گھس گھس آتے تھے اور ان کے سامان خورد و نوش کو نقصان پہنچاتے تھے۔ چونکہ صحابہ کرام عمرہ کا احرام باندھے ہوئے تھے اس لئے

ان سے تعرض نہ کرتے تھے اور اس طرح سخت تکلیف میں مبتلا تھے۔ اس وقت یہ آیات نازل ہوئیں کہ خداوند تعالیٰ کی طرف سے اے مسلمانو تمہاری یہ آزمائش ہے اس امتحان میں ثابت قدم رہنا۔

حالت احرام میں شکار کی ممانعت کے مسائل

مسئلہ ۱: صید جو کہ حرم اور احرام میں شکار کرنا ممنوع اور حرام ہے وہ عام ہے خواہ ماکول یعنی حلال جانور ہو یا غیر ماکول یعنی حرام جانور ہو۔

مسئلہ ۲: صید یعنی شکار ان جانوروں کو کہا جاتا ہے جو وحشی ہوں۔ عادۃً انسانوں کے پاس نہ رہتے ہوں۔ پس جو جانور خلقۃً اہلی ہوں جیسے بھیڑ بکری گائے اونٹ ان کا ذبح کرنا اور کھانا درست ہے۔

مسئلہ ۳: وحشی شکار جس کا حرم اور احرام میں پکڑنا یا مارنا ممنوع ہے۔ اس میں بعض استثنیٰ بدلیل شریعت ہیں۔ ان کو پکڑنا اور قتل کرنا حلال ہے جیسے دریائی جانور کا شکار جس کی اجازت اگلی آیت اُحِلَّ لَكُمْ صَيْدُ الْبَحْرِ میں دی گئی اور بعضے خشکی کے جانور جیسے کو اچیل۔ بھیڑیا۔ سانپ۔ بچھو۔ اور کاٹنے والا کتا۔ اسی طرح جو درندہ خود حملہ کرے اس کا قتل بھی جائز ہے۔ حدیث میں ان کا استثنا مذکور ہے۔

مسئلہ ۴: جو حلال شکار غیر احرام اور غیر حرم میں کیا جائے اس کا کھانا محرم یعنی احرام میں ہونے والے کو جائز ہے جبکہ یہ اس کے قتل وغیرہ میں معین یا مشیر یا بتلانے والا نہ ہو۔

مسئلہ ۵: شکار حرم کو جس طرح قصداً قتل کرنے پر جزا واجب ہے اسی طرح خطاء اور نسیان میں بھی واجب ہے۔

مسئلہ ۶: جیسا پہلی بار میں حرم یا احرام میں شکار کے قتل پر جزاء واجب ہے اسی طرح دوسری' تیسری بار قتل کرنے میں بھی واجب ہے۔

مسئلہ ۷: حاصل جزاء کا یہ ہے کہ جس زمان اور جس مکان میں یہ جانور قتل ہوا ہے بہتر تو یہ ہے کہ دو عادل شخص سے اور جائز بھی یہ ہے کہ ایک ہی عادل شخص سے اس قتل کئے ہوئے جانور کی قیمت کا تخمینہ کرائے پھر اس میں یہ تفصیل ہے کہ وہ مقتول جانور اگر غیر ماکول ہے تب تو یہ قیمت ایک بکری کی قیمت سے زیادہ واجب نہ ہوگی اور اگر وہ جانور ماکول تھا تو جس قدر تخمینہ ہوگا وہ سب واجب ہوگا اور دونوں حال میں آگے اس کو تین صورتوں میں اختیار ہے خواہ تو (۱) اس قیمت کا کوئی جانور حسب شرائط قربانی کے خرید لے۔ اور حدود حرم کے اندر ذبح کر کے فقراء کو بانٹ دے اور یا (۲) اس قیمت کے برابر غلہ حسب شرائط صدقۂ فطر کے فی مسکین نصف صاع فقراء کو دیدے اور یا (۳) بحساب فی مسکین نصف صاع جتنے مساکین کو وہ غلہ پہنچ سکتا ہوا تنے شمار سے روزہ رکھ لے اور تقسیم غلہ اور روزوں میں حرم کی قید نہیں اور اگر قیمت نصف صاع سے بھی کم واجب ہوئی ہے تو اختیار ہے خواہ ایک مسکین کو دے دے یا ایک روزہ رکھ لے۔ اسی طرح اگر فی مسکین نصف صاع دے کر نصف صاع سے کم بچ گیا تو بھی یہی اختیار ہے کہ خواہ وہ بقیہ ایک مسکین کو دے دے یا ایک روزہ رکھ لے۔ (نصف صاع کا وزن پاکستانی موجودہ وزن کے اعتبار سے ایک قول کے موافق پونے دوسیر ہوتا ہے اور ایک قول کے موافق آدھ چھٹانک اوپر پونے دوسیر ہوتا ہے اس لئے احتیاطاً بعض نے دوسیر لکھا ہے)

مسئلہ ۸: اگر اس قیمت کے برابر ذبح کے لئے جانور تجویز کیا گیا مگر کچھ قیمت بچ گئی تو اس بقیہ میں اختیار ہے خواہ دوسرا جانور خرید لے یا اس کا غلہ دے دے یا غلہ کے حساب سے روزے رکھ لے۔

مسئلہ ۹: جس طرح قتل میں جزاء واجب ہے اسی طرح ایسے جانور کو زخمی کرنے میں بھی تخمینہ کرایا جائے گا کہ اس سے جانور کی کس قدر قیمت کم ہوگئی۔ اس مقدار قیمت میں پھر وہی تین صورتیں مذکور نمبر ۷ جائز ہوں گی۔

مسئلہ ۱۰: محرم کو جس جانور کا شکار کرنا حرام ہے اس کا ذبح کرنا بھی حرام ہے۔ اگر اس کو ذبح کرے گا تو اس کا حکم مردار کا سا ہوگا۔

مسئلہ ۱۱: جس طرح صید یعنی شکار حرم اور احرام میں مارنا یا پکڑنا ممنوع اور حرام ہے اسی طرح اشارہ دلالت و اعانت شکار میں مثل شکار کے حرام ہے۔

دعا کیجئے: یا اللہ شریعت مطہرہ کے احکام کی پابندی زندگی کے ہر شعبہ میں ہم کو نصیب فرما۔
ہم کسی ابتلاء اور امتحان کے قابل نہیں ہمیں ہر حال میں دین پر قائم رہنے میں ہماری مدد فرما۔
اور ہر طرح کی کجی اور گمراہی سے ہماری حفاظت فرما۔ آمین

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

أُحِلَّ لَكُمْ صَيْدُ الْبَحْرِ وَطَعَامُهُ مَتَاعًا لَّكُمْ وَلِلسَّيَّارَةِ ۖ وَحُرِّمَ عَلَيْكُمْ صَيْدُ الْبَرِّ مَا

أُحِلَّ	لَكُمْ	صَيْدُ الْبَحْرِ	وَطَعَامُهُ	مَتَاعًا	لَّكُمْ	وَلِلسَّيَّارَةِ	وَحُرِّمَ	عَلَيْكُمْ	صَيْدُ الْبَرِّ	مَا
حلال کیا گیا	تمہارے لئے	دریا کا شکار	اور اس کا کھانا	فائدہ	تمہارے لئے	اور مسافروں کیلئے	اور حرام کیا گیا	تم پر	جنگل کا شکار	جب تک

تمہارے لئے دریا کا شکار پکڑنا اور اُس کا کھانا حلال کیا گیا ہے تمہارے فائدہ کے واسطے اور مسافروں کے واسطے اور خشکی کا شکار پکڑنا تمہارے لئے حرام کیا گیا ہے

دُمْتُمْ حُرُمًا ۗ وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي إِلَيْهِ تُحْشَرُونَ ﴿٩٦﴾

دُمْتُمْ	حُرُمًا	وَاتَّقُوا	اللَّهَ	الَّذِي	إِلَيْهِ	تُحْشَرُونَ
تم ہو	حالت احرام میں	اور ڈرو	اللہ	وہ جو	اسکی طرف	تم جمع کئے جاؤ گے

جب تک تم حالت احرام میں رہو اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو جس کے پاس جمع کئے جاؤ گے۔

حالت احرام میں سمندر کے شکار کی اجازت

پہلی آیت سے معلوم ہوا کہ حالت احرام میں دریا کا شکار یعنی مچھلی حلال ہے اور مچھلی پانی سے جدا ہو کر مرگئی ہو اور شکار نہ کی گئی ہو وہ بھی حلال ہے۔ اسی طرح تالاب، گڑھے، حوض وغیرہ جہاں پانی بھرا ہو اور اس میں مچھلیاں ہوں سب دریا کے حکم میں ہیں اور ان کے شکار کی اجازت ہے چاہے خود پکڑے یا دوسرے سے پکڑوائے۔ یہ اجازت ہر وقت ہے۔ ممانعت احرام میں وحرم میں صرف خشکی کے جانوروں کی ہے۔

تمہارے لئے حالت احرام میں دریا یعنی پانی کا شکار پکڑنا اور اُس کا کھانا سب حلال کیا گیا ہے تمہارے نفع کے واسطے اور مسافروں کے نفع کے واسطے کہ سفر میں اُس کو توشہ بنا سکیں اور خشکی کا شکار پکڑنا یا اُس میں معین ہونا تمہارے لئے حرام کیا گیا ہے جب تک تم حالت احرام میں رہو۔ اور اللہ تعالیٰ کی مخالفت سے ڈرو جس کے پاس جمع کر کے حاضر کئے جاؤ گے۔

دعا کیجئے:

یا اللہ اپنے جملہ احکام کی اطاعت اور فرمانبرداری کی ہم کو سعادت نصیب فرما اور ہر طرح کی چھوٹی بڑی نافرمانیوں سے کامل طور پر بچنے کا عزم نصیب فرما۔

یا اللہ حرم محترم اور خانہ کعبہ کی عزت وحرمت کی حفاظت آپ ہی نے اب تک فرمائی ہے اور کوئی دشمن دین وایمان اپنے ابلیسانہ مقصد میں اب تک کامیاب نہ ہوسکا۔

یا اللہ آئندہ بھی آپ ہی بیت اللہ شریف کی حفاظت فرمائیں اور اس کی عظمت اور بزرگی کو بلند فرمائیں۔ آمین۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

جَعَلَ اللّٰهُ الْكَعْبَةَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ قِيٰمًا لِّلنَّاسِ وَالشَّهْرَ الْحَرَامَ وَالْهَدْيَ وَالْقَلَآئِدَ ذٰلِكَ

جَعَلَ	اللّٰهُ	الْكَعْبَةَ	الْبَيْتَ الْحَرَامَ	قِيٰمًا	لِّلنَّاسِ	وَالشَّهْرَ الْحَرَامَ	وَالْهَدْيَ	وَالْقَلَآئِدَ	ذٰلِكَ
بنایا	اللہ	کعبہ	احترام والا گھر	قیام کا باعث	لوگوں کیلئے	اور حرمت والے مہینے	اور قربانی	اور پٹے پڑے ہوئے جانور	یہ

خدا تعالیٰ نے کعبہ کو جو کہ ادب کا مکان ہے لوگوں کے قائم رہنے کا سبب قرار دے دیا اور عزت والے مہینہ کو بھی اور حرم میں قربانی ہونے والے جانور کو بھی اور اُن جانوروں کو بھی جن کے گلے میں

لِتَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَاَنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۹۷﴾

	لِتَعْلَمُوْٓا	اَنَّ	اللّٰهَ	يَعْلَمُ	مَا	فِي السَّمٰوٰتِ	وَمَا	فِي الْاَرْضِ	وَاَنَّ	اللّٰهَ	بِكُلِّ	شَيْءٍ	عَلِيْمٌ	
	تاکہ تم جان لو	کہ	اللہ	اسے معلوم ہے	جو	آسمانوں میں	اور جو	زمین میں	اور یہ کہ	اللہ	ہر	چیز	جاننے والا	

پٹے ہوں یہ اس لئے تاکہ تم اِس بات کا یقین کرو کہ بیشک اللہ تعالیٰ تمام آسمانوں اور زمین کے اندر کی چیزوں کا علم رکھتے ہیں اور بیشک اللہ تعالیٰ سب چیزوں کو خوب جانتے ہیں

بیت اللہ کی عظمت

اب چونکہ حالت احرام میں اور حرم میں خشکی کے شکار کو حرام فرمایا اور تحریم اکثر نفس پر گراں ہوتی ہے۔ اس لئے اس ممانعت شکار کے حکم کی گرانی کم کرنے کے لئے بیت اللہ کی عظمت اور اس سے متعلق منافع اور مصالح کی تفصیل بیان فرمائی جاتی ہے چنانچہ دوسری آیت میں کعبہ شریف یعنی بیت اللہ کو لوگوں کے قیام کا باعث فرمایا۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ کعبہ شریف دینی اور دنیوی دونوں حیثیتوں سے لوگوں کے قیام کا باعث ہے۔ حج اور عمرہ تو وہ عبادات ہیں جن کا ادا کرنا براہ راست کعبہ ہی سے متعلق ہے۔ لیکن نماز کے لئے بھی استقبال قبلہ شرط ہے۔ اس طرح کعبہ لوگوں کی دینی عبادات کے قیام کا سبب ہو گیا۔ پھر حج وغیرہ کے موقع پر تمام بلاد اسلامیہ سے لاکھوں مسلمان جب وہاں جمع ہوتے ہیں تو بے شمار تجارتی' سیاسی' اخلاقی مذہبی اور روحانی فوائد حاصل کرتے ہیں۔ خدا نے اس جگہ کو ''حرم آمن'' بنایا۔ اس لئے انسانوں بلکہ بہت سے جانوروں تک کو وہاں رہ کر امن نصیب ہوتا ہے۔ عہد جاہلیت میں جب کہ خون ریزی اور فتنہ فساد محض معمولی بات تھی ایک آدمی اپنے باپ کے قاتل سے بھی حرم شریف میں تعرض نہ کرتا تھا۔ مادی حیثیت سے انسان یہ دیکھ کر حیرت زدہ رہ جاتا ہے کہ اس وادی غیر ذی زرع میں اتنی افراط سے سامان خورد و نوش اور نفیس قسم کے پھل اور میوے کہاں کہاں سے کھنچے چلے آتے ہیں۔ یہ سب حیثیات قِيٰمًا لِّلنَّاسِ میں معتبر ہو سکتی ہیں اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ علم الٰہی میں پہلے ہی مقدر ہو چکا تھا کہ نوع انسان کے لئے اسی جگہ سے عالمگیر اور ابدی ہدایت کا چشمہ پھوٹے گا اور مصلح اعظم سید کائنات محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مولد و مسکن مبارک بننے کا شرف بھی سارے جہاں میں سے اسی خاک پاک کو حاصل ہوگا۔ ان سب وجوہ سے کعبہ کو قِيٰمًا لِّلنَّاسِ کہہ سکتے ہیں کیونکہ کعبہ تمام روئے زمین کے انسانوں کے حق میں اصلاح اخلاق' تکمیل روحانیت اور علوم ہدایت کا مرکزی نقطہ ہے اور کسی چیز کا قیام اپنے مرکز کے بغیر نہیں ہو سکتا۔ اس کے علاوہ بعض محققین کے نزدیک قِيٰمًا لِّلنَّاسِ کا مطلب یہ ہے کہ کعبۃ اللہ کا مبارک وجود کل عالم کے قیام اور بقا کا باعث ہے۔ دنیا کی آبادی اسی وقت تک ہے جب تک خانہ کعبہ اور اس کا احترام کرنے والی مخلوق موجود ہے۔ جس وقت خدا کا ارادہ یہ ہوگا کہ کارخانۂ عالم کو ختم کیا جائے تو سب کاموں سے پہلے اسی مبارک مکان کو جسے بیت اللہ شریف کہتے ہیں اٹھا لیا جائے گا جیسا کہ بنانے کے وقت بھی سب سے پہلے زمین پر پہلا مکان یہی بنایا گیا تھا۔

بخاری شریف کی ایک حدیث ہے کہ ایک سیاہ فام حبشی عمارت کعبہ کا ایک ایک پتھر کھیٹر کر ڈال دے گا۔ جب تک خدا کو اس دنیا کا نظام قائم رکھنا منظور ہے کوئی طاقتور سے طاقتور قوم جس کا ارادہ کعبہ کو ہدم کرنا ہو اپنے اس ناپاک ارادہ میں کامیاب نہیں ہو سکتی۔ اصحاب

فیل کا قصہ تو ہر شخص نے سنا ہے لیکن اُن کے بعد بھی ہر زمانہ میں کتنی قوموں اور شخصوں نے ایسے منصوبے باندھے ہیں اور باندھتے رہیں ہیں۔ یہ محض خدائی حفاظت اور اسلام کی صداقت کا عظیم الشان نشان ہے کہ باوجود سامان اور اسباب ظاہرہ کے کمی اور فقدان کے آج تک کوئی شخص اس ابلیسانہ مقصد میں کامیاب نہ ہوسکا اور نہ ہوسکے گا۔ اور جب عمارت کعبہ کے گرادینے میں قدرت کی طرف سے مزاحمت نہ رہے گی تو سمجھ لو کہ عالم کی ویرانی کا حکم آن پہنچا۔ دنیا کی حکومتیں اپنے دارالسلطنت اور قصر شاہی کی حفاظت کے لئے لاکھوں سپاہی کٹوادیتی ہیں لیکن کبھی اگر خود ہی قصر شاہی کو کسی مصلحت سے تبدیل یا ترمیم کرنا چاہیں تو معمولی مزدوروں سے اُس کے گرادینے کا کام لے لیا جاتا ہے۔ بہرحال اس آیت میں احکام محرم بیان فرمانے کے بعد کعبہ شریف کی عظمت وحرمت بیان کرنا مقصود ہے۔ پھر کعبہ اور احرام کی مناسبت سے شہر حرام۔ ہدی۔ اور قلائد کا بھی ذکر فرمایا۔

محترم مہینے اور قربانی کے جانور وغیرہ

شَهْرَ الْحَرَامَ یعنی عزت اور عظمت کا مہینہ جس سے عام مفسرین نے مراد ذی الحجہ کا مہینہ لیا ہے جسمیں حج کے ارکان واعمال ادا کئے جاتے ہیں۔

ھدی اس جانور کو کہا جاتا ہے جس کی قربانی حرم شرف میں کی جائے ایسے جانور جس شخص کے ساتھ ہوتے ایام جاہلیت میں بھی عام عرب کا معمول تھا کہ اس کو کچھ نہ کہتے تھے اور وہ لوٹ مار سے محفوظ امن و امان کے ساتھ سفر کرتا اور اپنا مقصد پورا کرتا۔

قلائد جمع ہے قلادہ کی جس کے معنیٰ ہیں گلے کا ہار۔ ایام جاہلیت میں عرب میں رسم تھی کہ جو شخص حج کے لئے نکلتا تو اپنے گلے میں ایک ہار بطور علامت کے ڈال لیتا تھا تا کہ اس کو دیکھ کر لوگ سمجھ لیں کہ یہ حج کے لئے جارہا ہے کوئی تکلیف نہ پہنچائیں۔ اسی طرح قربانی کے جانوروں کے گلے میں بھی اس طرح کے ہار ڈالے جاتے تھے۔ یہاں سے معلوم ہوا کہ حج کو جانے والوں کے گلے میں جو ہار ڈالنے کی رسم ہے یہ ایام جاہلیت کی یاد ہے اور اسی وجہ سے اہل اللہ متقی پرہیزگار اور دین دار حضرات اس کو خلاف سنت ہونے کے باعث ناپسند کرتے ہیں۔

یہ تینوں چیزیں بھی یعنی شھر حرام ھدی اور قلائد بیت اللہ ہی کے متعلقات میں سے ہیں۔ ان کا احترام بھی بیت اللہ ہی کے احترام کا ایک شعبہ ہے۔

خلاصہ یہ کہ بیت اللہ اور اس کے متعلقات کو اللہ تعالیٰ نے پورے عالم کے لئے لوگوں کے قیام اور بقاء کا سبب بنادیا ہے اسی لئے آیت کے اخیر میں ارشاد فرمایا ذٰلِكَ لِتَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَاَنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ یعنی ہم نے بیت اللہ کو اور اس کے متعلقات کو لوگوں کے لئے ذریعہ امن وامان اور قیام وبقا بنا دیا ہے جس کا مشاہدہ اہل عرب خصوصیت کے ساتھ کرتے رہتے ہیں یہ اس لئے کہا گیا کہ سب لوگ یہ جان لیں کہ اللہ تعالیٰ زمین وآسمان کی ہر چیز کو پورا پورا جانتے ہیں اور وہی اس کا انتظام کر سکتے ہیں۔

دعا کیجئے: یا اللہ اپنے جملہ احکام کی اطاعت اور فرمانبرداری کی ہم کو سعادت نصیب فرما اور ہر طرح کی چھوٹی بڑی نافرمانیوں سے کامل طور پر بچنے کا عزم نصیب فرما۔ یا اللہ حرم محترم اور خانہ کعبہ کی عزت وحرمت کی حفاظت آپ ہی نے اب تک فرمائی ہے اور کوئی دشمن دین و ایمان اپنے ابلیسانہ مقصد میں اب تک کامیاب نہ ہوسکا۔ یا اللہ آئندہ بھی آپ ہی بیت اللہ شریف کی حفاظت فرمائیں اور اس کی عظمت اور بزرگی کو بلند فرمائیں۔ آمین۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

9

اِعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ وَاَنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۹۸﴾ مَا عَلَى الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ ۭ وَاللّٰهُ

اِعْلَمُوْٓا	اَنَّ	اللّٰهَ	شَدِيْدُ	الْعِقَابِ	وَاَنَّ	اللّٰهَ	غَفُوْرٌ	رَّحِيْمٌ	مَا	عَلَى الرَّسُوْلِ	اِلَّا الْبَلٰغُ	وَاللّٰهُ
جان لو	کہ	اللہ	سخت	عذاب	اور یہ کہ	اللہ	بخشنے والا	مہربان	نہیں	رسولؐ پر۔رسول کے ذمے	مگر پہنچا دینا	اور اللہ

تم یقین جان لو کہ اللہ تعالیٰ سزا بھی سخت دینے والے ہیں اور اللہ تعالیٰ بڑی مغفرت اور رحمت والے بھی ہیں۔رسول کے ذمہ تو صرف پہنچانا ہے اور اللہ تعالیٰ

يَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَمَا تَكْتُمُوْنَ ﴿۹۹﴾ قُلْ لَّا يَسْتَوِي الْخَبِيْثُ وَالطَّيِّبُ وَلَوْ اَعْجَبَكَ كَثْرَةُ الْخَبِيْثِ ۚ

يَعْلَمُ	مَا تُبْدُوْنَ	وَمَا	تَكْتُمُوْنَ	قُلْ	لَّا يَسْتَوِي	الْخَبِيْثُ	وَالطَّيِّبُ	وَلَوْ	اَعْجَبَكَ	كَثْرَةُ	الْخَبِيْثِ
وہ جانتا ہے	جو تم ظاہر کرتے ہو	اور جو	تم چھپاتے ہو	کہہ دیجئے	برابر نہیں	ناپاک	اور پاک	خواہ	تمہیں اچھی لگے	کثرت	ناپاک

سب جانتے ہیں جو کچھ تم ظاہر کرتے ہو اور جو کچھ پوشیدہ رکھتے ہو۔آپ فرما دیجئے کہ ناپاک اور پاک برابر نہیں گو تجھ کو ناپاک کی کثرت تعجب میں ڈالتی ہو۔

فَاتَّقُوا اللّٰهَ يٰٓاُولِي الْاَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۱۰۰﴾ ع

فَاتَّقُوا	اللّٰهَ	يٰٓاُولِي الْاَلْبَابِ	لَعَلَّكُمْ	تُفْلِحُوْنَ
سو ڈرو	اللہ	اے عقل والو	تا کہ تم	تم فلاح پاؤ

تو خدا تعالیٰ سے ڈرتے رہو تا کہ تم کامیاب ہو۔

نجات و بھلائی احکام الٰہی پر عمل میں ہے

گذشتہ آیات میں مختلف احکام ارشاد ہوئے تھے۔ اور ان آیات میں بتلایا جاتا ہے کہ جو احکام حالت احرام یا احترام کعبہ وحرم وغیرہ کے متعلق دیئے گئے ہیں۔عین حکمت و مصلحت ہیں۔ان کی تعمیل ہی میں خیر ہے۔ان کی خلاف ورزی سخت وبال وعذاب ہے۔ ساتھ ہی یہ بھی بتلا دیا کہ انسانی بھول اور غفلت سے کوئی غلطی سرزد ہو جائے تو اللہ تعالیٰ فوراً عذاب نہیں دیتے بلکہ توبہ کرنے والوں اور شرمندہ ہونے والوں کے لئے مغفرت کا دروازہ کھلا ہوا ہے۔اس لئے بھول چوک سے کچھ تقصیر ہو جائے پھر کفارہ وغیرہ سے اس کی تلافی کر لو تو بیشک اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان بھی ہے آگے بتلایا گیا کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ذمہ تو اتنا ہی کام ہے کہ اللہ کے احکام مخلوق کو پہنچا دیں پھر وہ مانیں یا نہ مانیں۔اس کا نفع ضرر انہی کو پہنچتا ہے ان کی نافرمانی سے اللہ کے رسول کا کچھ نقصان نہیں اور یہ بھی سمجھ لو کہ اللہ تعالیٰ کو کوئی فریب نہیں دیا جا سکتا۔وہ تمہارے ظاہر و باطن اور کھلے وچھپے ہر کام سے واقف ہے۔خدا کے پیغمبر علیہ الصلوۃ والسلام نے خدا کا قانون اور پیغام پہنچا کر اپنا فرض ادا کر دیا اور خدا کی حجت بندوں پر تمام ہو چکی۔اب ظاہر و باطن میں جیسا عمل کرو گے وہ سب خدا کے سامنے ہے۔حساب و جزا کے وقت ذرہ ذرہ تمہارے سامنے رکھ دیا جائے گا۔

آخری آیت کا شان نزول:

بعض روایات میں ہے کہ جب اسلام میں شراب کو حرام اور اس کی خرید و فروخت کو بھی ناجائز اور ممنوع قرار دے دیا گیا تو ایک صاحب نے جن کا کاروبار شراب فروشی کا تھا اور اس ذریعہ سے جو کچھ مال دولت انہوں نے جمع کر رکھا تھا۔انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) یہ مال جو شراب کی تجارت سے میرے پاس جمع ہوا ہے اگر میں اس کو کسی نیک کام میں خرچ کروں تو کیا وہ میرے لئے مفید ہو گا؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اگر تم اس کو حج یا جہاد وغیرہ میں بھی خرچ کرو گے تو وہ اللہ کے

نزدیک مچھر کے ایک پر کے برابر بھی قیمت نہ رکھے گا۔ اللہ تعالیٰ پاک اور حلال چیز کے سوا کسی چیز کو قبول نہیں فرماتے۔

حلال مال کی برکت

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے جب سابق امراء کے زمانہ کے عائد کئے ہوئے ناجائز ٹیکس بند کئے اور جن لوگوں سے ناجائز طور پر اموال لئے گئے وہ واپس کئے اور سرکاری بیت المال خالی ہوگیا اور آمدنی بہت محدود ہوگئی تو ایک صوبہ کے گورنر نے ان کی خدمت میں لکھا کہ بیت المال خالی ہوگیا۔ آمدنی بہت گھٹ گئی فکر ہے کہ حکومت کے کاروبار کس طرح چلیں گے۔ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے جواب میں یہی قرآنی آیت تحریر فرمادی لَا يَسْتَوِي الْخَبِيثُ وَالطَّيِّبُ وَلَوْ أَعْجَبَكَ كَثْرَةُ الْخَبِيثِ اور لکھا کہ تم سے پہلے لوگوں نے ظلم و جور کے ذریعہ جتنا خزانہ بھرا تھا تم اس کے بالمقابل عدل وانصاف قائم کر کے اپنے خزانہ کو کم کرلو اور کوئی پروانہ کرو۔ ہماری حکومت کے کام اسی کم مقدار سے پورے ہوں گے۔

اخیر میں اہل عقل کو خطاب فرما کر فَاتَّقُوا اللَّهَ يَا أُولِي الْأَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ کی نصیحت فرمائی جاتی ہے یعنی اے عقل والو اللہ سے ڈرو تا کہ تم کو فلاح نصیب ہو جس میں اشارہ فرما دیا کہ عقلمند دراصل وہی ہے جو اللہ سے ڈرنے والے ہیں اور نجات وفلاح کے حاصل کرنے والے ہیں۔

حق وباطل کا معیار کثرت وقلت نہیں ہے

آخری آیت سے صاف معلوم ہوا کہ دنیا میں پاک کم اور ناپاک زیادہ رہیں گے اور اگر دنیا کے ہر طبقہ کے حالات پر غور سے نظر ڈالی جائے تو سارے عالم میں بھلائی کی تعداد ومقدار کم اور برائی کی تعداد میں کثرت نظر آئے گی۔ ایمان کے مقابلہ میں کفر' تقویٰ وطہارت اور امانت کے مقابلہ میں فسق وفجور' عدل وانصاف کے مقابلہ میں ظلم وجور' علم کے مقابلہ میں جہل۔ عقل کے مقابلہ میں بے عقلی کی کثرت کا مشاہدہ ہوگا جس سے اس کا یقین لازمی ہوجاتا ہے کہ کسی چیز یا کسی جماعت کی تعدادی کثرت اس کے اچھے یا حق پر ہونے کی قطعاً دلیل نہیں ہوسکتی بلکہ کسی چیز کی اچھائی اور بہتری اللہ اور اس کے رسولؐ کے حکم پر موقوف ہے۔ اگر چہ ناپاک ہر طرف پھیل جائے اور لوگ اسے بکثرت کرنے لگیں تو اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ وہ اچھی بھی ہو جائے گی۔ کسی چیز کا اچھا برا ہونا محض اللہ کے حکم پر موقوف ہے۔

دعا کیجئے

یا اللہ ہم سے گذشتہ میں جو کوتاہیاں سرزد ہوچکی ہیں ان پر ہم کو توبہ واستغفار کی توفیق عطا فرما کر ہماری تقصیرات سے درگزر فرمائیے۔

یا اللہ ہم کو حلال اور طیب کو اختیار کرنے کی توفیق نصیب ہو اور ناپاک اور حرام سے کامل طور پر بچنے کا عزم عطا فرمائیے۔

یا اللہ خبیث چیزوں کی کثرت سے ہم مرعوب نہ ہوں۔ ان سے ہماری حفاظت فرمائیے اور ہمیں ہر معاملہ میں انجام آخرت سامنے رکھنے کی توفیق عطا فرمائیے۔ آمین

وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعٰلَمِينَ

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَسْـَٔلُوْا عَنْ اَشْيَآءَ اِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ ۚ وَاِنْ تَسْـَٔلُوْا عَنْهَا حِيْنَ

يٰۤاَيُّهَا	الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا	لَا تَسْـَٔلُوْا	عَنْ	اَشْيَآءَ	اِنْ تُبْدَ	لَكُمْ	تَسُؤْكُمْ	وَاِنْ	تَسْـَٔلُوْا	عَنْهَا	حِيْنَ
اے	ایمان والے	نہ پوچھو	سے۔ متعلق	چیزیں	جو ظاہر کی جائیں	تمہارے لئے	تمہیں بُری لگیں	اور اگر	تم پوچھو گے	انکے متعلق	جب

اے ایمان والو ایسی باتیں مت پوچھو کہ اگر تم سے ظاہر کردی جاویں تو تمہاری ناگواری کا سبب ہو اور اگر تم زمانہ نزول قرآن میں اُن باتوں کو پُوچھو گے تو تم سے ظاہر کردی

يُنَزَّلُ الْقُرْاٰنُ تُبْدَ لَكُمْ ؕ عَفَا اللّٰهُ عَنْهَا ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ ﴿۱۰۱﴾ قَدْ سَاَلَهَا قَوْمٌ مِّنْ قَبْلِكُمْ

يُنَزَّلُ الْقُرْاٰنُ	تُبْدَ لَكُمْ	عَفَا اللّٰهُ	عَنْهَا	وَاللّٰهُ	غَفُوْرٌ	حَلِيْمٌ	قَدْ سَاَلَهَا	قَوْمٌ	مِّنْ قَبْلِكُمْ
نازل کیا جارہا ہے قرآن	ظاہر کردی جائینگی تمہارے لئے	اللہ نے درگزر کی	اس سے	اور اللہ	بخشنے والا	بُردبار	اس کے متعلق پوچھا	ایک قوم	تم سے قبل

جاویں گی سوالات گذشتہ اللہ تعالیٰ نے معاف کردیئے، اور اللہ تعالیٰ بڑی مغفرت والے ہیں بڑے حلم والے ہیں۔ ایسی باتیں تم سے پہلے اور لوگوں نے بھی پوچھی تھیں

ثُمَّ اَصْبَحُوْا بِهَا كٰفِرِيْنَ ﴿۱۰۲﴾

ثُمَّ	اَصْبَحُوْا	بِهَا	كٰفِرِيْنَ
پھر	وہ ہوگئے	اس سے	انکار کرنے والے (منکر)

پھر اُن باتوں کا حق نہ بجالائے۔

فضول سوالات سے پرہیز کرنے کا حکم

ان آیات زیر تفسیر میں غیر ضروری اور لایعنی سوالات سے ممانعت فرمائی جاتی ہے اور تنبیہ فرمائی جاتی ہے کہ اول تو ایمان کا مقتضیٰ یہ ہے کہ اللہ اور اس کے رسول کے ادب کو ملحوظ رکھا جائے اس لئے لایعنی اور فضول سوال کرنا جرات اور جسارت اور گستاخی ہے اور سراسر خلاف ادب ہے۔ جو حکم آ جائے اس پر عمل کرو۔ جو نہ آئے خاموش رہو۔ علاوہ ازیں جب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تم میں موجود ہیں اور نزول وحی کا سلسلہ جاری ہے اس وقت تک اگر تم کوئی بات پوچھو گے تو اس کا جواب تم کو ضرور دیا جائے گا۔ پس تمہارے سوال کے بعد ممکن ہے کہ اللہ کے رسول جواب میں ایسی بات بیان کریں جو تمہارے لئے باعث ناگواری اور موجب شرمساری ہو یا سبب گرانی ہو کہ تمہارے سوال کی وجہ سے وہ چیز تم پر فرض ہو جائے اور پھر تم کو اس پر عمل کرنا دشوار ہو۔ تو یہ سخت شرم کی بات ہوگی کہ جو چیز خود مانگ کرلی ہے اس کو نبھا نہ سکیں اور سہولت واباحت ختم ہو جائے اور تم مشقت میں پڑ جاؤ۔ جس طرح حلال وحرام کے بارہ میں شارع علیہ السلام کا بیان موجب ہدایت وبصیرت ہے۔ اس کا سکوت بھی ذریعہ رحمت وسہولت ہے۔ خدا نے جس چیز کو کمال حکمت وعدل سے حلال یا حرام کردیا وہ حلال یا حرام ہوگئی اور جس میں سکوت کیا اس میں گنجائش اور توسیع رہی۔ اب اگر ایسی چیزوں کے متعلق خوامخواہ کھود کرید اور بحث وسوال کا دروازہ کھولا جائے گا تو بہت ممکن ہے کہ سوالات کے جوابات میں بحالیکہ قرآن شریف کے نزول کا زمانہ جاری ہے بعضے ایسے احکام نازل ہو جائیں جن کے بعد تمہاری سہولت ختم ہو جائے اور آزادی کی گنجائش باقی نہ رہے۔ لہٰذا زمانہ نزول وحی میں اس قسم کے فضول سوالات سے غایت درجہ احتیاط ضروری ہے۔

شان نزول

بعضے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کرتے کہ میرا باپ کون ہے؟ چنانچہ ایک شخص کے نسب میں لوگوں کو شبہ تھا اس لئے یہ سوال کیا تھا۔ کوئی پوچھتا کہ میری اونٹنی گم ہوگئی ہے وہ کہاں ہے؟ اور جب حج کی فرضیت نازل ہوئی تو ایک صحابی نے سوال کیا کہ کیا ہر سال ہمارے ذمہ حج فرض ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سکوت فرمایا اور ان کے سوال کا جواب نہ دیا۔ تو مکرر سوال کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر بھی سکوت فرمایا۔ انہوں نے تیسری مرتبہ پھر سوال کیا تو اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تنبیہ فرمائی کہ اگر میں تمہارے جواب میں یہ کہہ دیتا کہ

ہاں ہر سال فرض ہے تو ایسا ہی ہو جاتا اور پھر تم اس کو پورا نہ کر سکتے اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ جن چیزوں کے متعلق میں تمہیں کوئی حکم نہ دوں ان کو اسی طرح رہنے دو۔ ان میں کھید کرید کر کے سوالات نہ کرو۔ تم سے پہلے بعض امتیں اسی کثرت سوال کے ذریعہ ہلاک ہو چکی ہیں۔ کہ جو چیزیں اللہ اور اس کے رسول نے فرض نہیں کی تھیں سوال کر کر کے ان کے فرض کرالیا اور پھر اس کی خلاف ورزی میں مبتلا ہو گئے۔ تمہارا کام یہ ہونا چاہئے کہ جس کام میں حکم دوں اس کو مقدور بھر پورا کرو اور جس چیز سے منع کر دوں اس کو چھوڑ دو۔ (مراد یہی ہے کہ جن چیزوں سے سکوت کیا جائے ان کے متعلق کھود کرید نہ کرو)

فضول سوال کی وجہ سے سابقہ امتوں پر مشقت

قرآن کریم سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ اگلی امتیں اسی کثرت سوال کی بدولت بہت سختیوں اور مصیبتوں میں گرفتار ہو چکی ہیں۔ بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے گائے کی تشریح میں لایعنی سوالات کئے اور سختی میں مبتلا ہوئے جس کا بیان سورۂ بقرہ میں گزر چکا۔ حضرت صالح علیہ السلام کی قوم نے آپ سے سوال کیا کہ پتھر سے اونٹنی نکالو۔ جب اللہ تعالیٰ نے ان کا سوال پورا کر دیا اور وہ اس معجزہ کے منکر ہوئے اور اونٹنی کو قتل کر ڈالا تو پھر پوری قوم پر عذاب آیا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قوم نے مائدہ کا سوال کیا اور پھر اس کی ناشکری کی تو اس کا انجام بد بھگتا۔

اب بھی فضول سوالات وتحقیقات ممنوع ہیں

یہاں آیت میں جو یہ جملہ ارشاد فرمایا گیا اِنْ تَسْئَلُوْا عَنْهَا حِيْنَ يُنَزَّلُ الْقُرْاٰنُ تُبْدَ لَكُمْ یعنی نزول قرآن کے زمانہ میں اگر تم ایسے سوالات کرو گے تو بذریعہ وحی ان کا جواب آ جائے گا تو اس میں نزول قرآن کے زمانہ کے ساتھ مقید کر کے فضول سوالات کی ممانعت فرمائی گئی۔ ختم نبوت اور سلسلہ وحی کے انقطاع کے بعد ایسے سوالات کا اگرچہ یہ اثر نہ ہوگا کہ نئے احکام آ جائیں جو چیزیں فرض نہیں ہیں وہ فرض ہو جائیں یا بذریعہ وحی کسی کا خفیہ راز آشکارا ہو جائے لیکن بے ضرورت سوالات گھڑ گھڑ کر ان کی تحقیقات میں پڑنا یا بے ضرورت چیزوں کے متعلق سوالات کرنا بعد انقطاع نبوت کے بھی مذموم اور ممنوع ہی رہے گا کیونکہ اس میں اپنا اور دوسروں کا وقت ہی ضائع کرنا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے من حسن اسلام المرء ترکه' مالا یعنیه یعنی مسلمان ہونے کی ایک خوبی یہ ہے کہ آدمی فضول باتوں کو چھوڑ دیتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ بہت سے مسلمان جو بالکل فضول چیزوں کی تحقیق میں لگے رہتے ہیں کہ موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کا کیا نام تھا اور نوح علیہ السلام کی کشتی کا طول وعرض کیا تھا جن کا کوئی اثر انسان کے عمل پر نہیں ایسے سوالات کرنا مذموم ہے۔ خصوصاً جبکہ یہ بھی معلوم ہو کہ ایسے سوالات کرنے والے حضرات اکثر ضروری اور اہم مسائل دین سے بے خبر ہوتے ہیں فضول کاموں میں پڑنے کا نتیجہ یہی ہوتا ہے کہ آدمی ضروری کاموں سے محروم ہو جاتا ہے رہا یہ معاملہ کہ حضرات فقہا نے خود ہی بہت سی مفروضہ صورتیں مسائل کی نکال کر اور سوالات قائم کر کے ان کے احکام بیان کر دیئے ہیں سو یہ بے ضرورت چیز نہ تھی۔ آنے والے واقعات نے بتلا دیا کہ آئندہ نسلوں کو اس کی ضرورت تھی۔ اس لئے وہ فضول اور لایعنی سوالات نہ تھے۔

دعا کیجئے

یا اللہ ہم کو اپنے جملہ احکام کی ظاہراً وباطناً پابندی نصیب فرمائیے۔
یا اللہ گذشتہ امتوں کے حالات سے ہم کو عبرت وسبق حاصل کرنے کی توفیق نصیب ہو اور لایعنی باتوں اور کاموں سے بچنا نصیب ہو۔ یا اللہ ہمیں اپنی رضا کے کاموں اور باتوں میں لگا رہنے کی توفیق میسر ہو اور بے کار فضول باتوں اور کاموں کو چھوڑ دینے کی ہدایت نصیب ہو۔ آمین وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

مَاجَعَلَ اللّٰهُ مِنْۢ بَحِيْرَةٍ وَّلَا سَآئِبَةٍ وَّلَا وَصِيْلَةٍ وَّلَا حَامٍ وَّلٰكِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يَفْتَرُوْنَ

مَاجَعَلَ	اللّٰهُ	مِنْۢ بَحِيْرَةٍ	وَّلَا	سَآئِبَةٍ	وَّلَا	وَصِيْلَةٍ	وَّلَا حَامٍ	وَّلٰكِنَّ	الَّذِيْنَ كَفَرُوْا	يَفْتَرُوْنَ
نہیں بنایا	اللہ	بحیرہ	اور نہ	سائبہ	اور نہ	وصیلہ	اور نہ حام	اور لیکن	جن لوگوں نے کفر کیا	وہ بہتان باندھتے ہیں

اللہ تعالیٰ نے نہ بحیرہ کو مشروع کیا ہے اور نہ سائبہ کو اور نہ وصیلہ کو اور نہ حامی کو لیکن جو لوگ کافر ہیں وہ اللہ تعالیٰ پر جھوٹ لگاتے ہیں،

عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ ؕ وَاَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ (۱۰۳) وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا اِلٰى مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَاِلَى الرَّسُوْلِ

عَلَى اللّٰهِ	الْكَذِبَ	وَ	اَكْثَرُهُمْ	لَا يَعْقِلُوْنَ	وَاِذَا	قِيْلَ	لَهُمْ	تَعَالَوْا	اِلٰى	مَا	اَنْزَلَ اللّٰهُ	وَاِلَى	الرَّسُوْلِ
اللہ پر	جھوٹے	اور	ان کے اکثر	نہیں رکھتے عقل	اور جب	کہا جائے	ان سے	آؤ تم	طرف	جو	اللہ نے نازل کیا	اور طرف	رسول

اور اکثر کافر عقل نہیں رکھتے اور جب اُن سے کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو احکام نازل فرمائے ہیں اُن کی طرف اور رسول کی طرف رجوع کرو

قَالُوْا حَسْبُنَا مَا وَجَدْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا ؕ اَوَلَوْ كَانَ اٰبَآؤُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ شَيْـًٔا وَّلَا يَهْتَدُوْنَ (۱۰۴)

قَالُوْا	حَسْبُنَا	مَا وَجَدْنَا	عَلَيْهِ	اٰبَآءَنَا	اَوَلَوْ كَانَ	اٰبَآؤُهُمْ	لَا	يَعْلَمُوْنَ	شَيْـًٔا	وَّلَا يَهْتَدُوْنَ
وہ کہتے ہیں	ہمارے لئے کافی	جو ہم نے پایا	اس پر	اپنے باپ دادا	کیا خواہ ہوں	انکے باپ دادا	نہ	جانتے	کچھ	اور نہ ہدایت یافتہ ہوں

تو کہتے ہیں کہ ہم کو وہی کافی ہے جس پر ہم نے اپنے بڑوں کو دیکھا ہے۔ کیا اگرچہ اُن کے بڑے نہ کچھ سمجھ رکھتے ہوں اور نہ ہدایت رکھتے ہوں۔

رسم پرستی کی ممانعت

ایام جاہلیت میں اسلام سے کئی سو سال قبل مکہ میں جاہل مشرکوں نے بغیر حکم خداوندی اپنی طرف سے بہت سے بے اصل مراسم ایجاد کر کے اپنی طرف سے چیزیں اپنے اوپر حرام کر لی تھیں۔ اور ان کو مذہب کا جزو قرار دے کر دین ابراہیمی میں ترمیم کر لی تھی اور ستم ظریفی یہ تھی کہ اپنی ان مشرکانہ رسوم کو حق تعالیٰ کی خوشنودی اور قربت کا ذریعہ تصور کرتے تھے اور ان مراسم کو خدا تعالیٰ کی طرف منسوب کرتے تھے ان آیات میں اس کا بھی رد فرمایا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے یہ رسوم ہرگز مقرر نہیں کیں۔ یہ محض افتراء ہے ان کے بڑوں نے اللہ پر یہ بہتان باندھا ہے اور اکثر بے عقل عوام نے اسے قبول کر لیا ہے۔ اور جب ان جاہل مشرکوں سے کہا جاتا ہے کہ اس کو ترک کر کے اللہ اور اس کے رسول کا بتلایا ہوا طریقہ اختیار کرو تو جواب میں سب سے بڑی حجت ان کی یہی ہوتی ہے کہ جو کام باپ دادا سے ہوتا آیا ہے اس کے خلاف کیسے کریں۔ اس پر ان کو بتلایا گیا کہ اگر تمہارے اسلاف بے عقلی یا بے راہی سے ہلاکت کے گڑھے میں جا گرے ہوں تو کیا تم بھی انہی کے راہ چلو گے۔ تقلید اور پیروی تو ایسے کی کرنی چاہیے جو علم و ہدایت پر ہو اور تمہارے آباء اور اجداد تو جاہل اور گمراہ تھے۔ انہیں حق و باطل کی کوئی تمیز نہ تھی تو ان کے پیچھے کیوں چلتے ہو۔

مشرکین کی چار رسوم اور ان کا باطل ہونا

یہاں کفار و مشرکین عرب کے چار رسوم بد یعنی **بحیرہ**، **سائبہ**، **وصیلہ** اور **حام** کا ذکر کیا گیا ہے۔ یہ سب زمانہ جاہلیت کی رسوم و شعائر سے متعلق ہیں۔ **بحیرہ** اس جانور کو کہتے تھے جس کا دودھ بتوں کے نام پر وقف کر دیا جاتا تھا۔ دوسرا کوئی اپنے کام میں نہ لاتا۔ **سائبہ** اس جانور کو کہتے تھے جو بتوں کے نام پر چھوڑ دیئے جاتے تھے اور کوئی کام اس سے نہیں لیتے تھے۔ **وصیلہ** اس اونٹنی کو کہتے تھے جس کے بچہ مسلسل مادہ ہوتے تھے۔ ایسی اونٹنی کو متبرک سمجھ کر بتوں کے نام پر چھوڑ دیتے تھے۔ **حام** اس نر اونٹ کو کہتے تھے جس کی نسل سے متواتر دس بچے پیدا ہو جاتے تھے۔ ایسے اونٹ کو بھی کام کاج سے سبکدوش کر کے بتوں کے نام پر چھوڑ دیا جاتا تھا۔ نہ ایسے جانوروں سے سواری لیتے نہ ان کو ذبح کرتے نہ ان پر بوجھ لادتے۔ نہ ان کو کسی پانی اور چراگاہ سے

روکتے وہ جہاں چاہتے چرتے پھرتے نہ ان کا دودھ حلال سمجھتے۔ یہ رسمیں مشرکین عرب میں مدتوں سے چلی آتی تھیں اور ان کی نسبت ان کا یہ اعتقاد تھا کہ خدا تعالیٰ نے ان رسموں کو مشروع کیا ہے۔ اس کی تردید فرمائی گئی۔ کہ یہ سب جھوٹ اور افتراء ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان رسموں کو ہرگز مشروع نہیں کیا کہ جس جانور کے گوشت یا دودھ یا سواری وغیرہ سے منتفع ہونے کو حق تعالیٰ نے جائز رکھا اس کی حلت پر اپنی طرف سے قیود لگانا اور اپنی رائے سے حلال وحرام تجویز کرنا یہ تو گویا اپنے لئے منصب تشریع تجویز کرنا ہوا جس کا کسی کو حق نہیں۔

جاہل آباؤ اجداد کی پیروی کی ممانعت

یہاں دوسری آیت میں اسلام کی ایک اصولی تعلیم نہایت لطیف انداز میں بتلائی گئی کہ اسلام چاہتا ہے کہ جو کچھ اللہ اور اس کا رسول کہے اس پر عمل کیا جائے۔ باپ دادا کے طریقہ اور رسم ورواج اگر اللہ اور رسول کے احکام کے خلاف ہوں تو انہیں بالکل نظر انداز کر دیا جائے اور چھوڑ دیا جائے۔ کیونکہ ان طریقوں اور رسموں کے اچھا ہونے کی کوئی دلیل نہیں اور اللہ اور اس کا رسول جو کہتے ہیں اس کی دلیل موجود ہے اور اس کیساتھ ہی کامیابی اور نجات کی ذمہ داری بھی ہے۔ اس لئے شریعت کے کسی حکم کے مقابلہ میں یہ کہنا کہ یہ بات ہمارے باپ دادا سے چلی آ رہی ہے اسے کیسے چھوڑ دیں سراسر لغو۔ بالکل لچر، بے عقلی اور جہالت کی بات ہے اور اس کی لغویت ظاہر کرنے کے لئے قرآن کریم نے یہ دلیل دی کہ کوئی ان بے عقلوں سے یہ تو پوچھے کہ تمہارے باپ دادا کا اصلی باتوں سے ناواقف ہونا ممکن ہے یا نہیں؟ کیا یہ ممکن نہیں کہ انہیں ٹھیک راستہ کا پتہ ہی نہ چلا ہو تو کیا ایسی حالت میں بھی تم ان ہی کے پیچھے چلنا پسند کرو گے۔ یہ بات تو عقل کے خلاف ہے آدمی کو اچھے برے پر خود بھی غور کرنا چاہیے۔ محض آباواجداد کے رسوم کی پیروی اور بغیر سوچے سمجھے اور بغیر دلیل کے ان کی رفتار زندگی اور راہ عمل کو حق جان لینا گمراہی ہے۔ ایسی کورانہ اور اندھی تقلید کی آیت سے ممانعت صاف ظاہر ہے۔

مجتہد حضرات کی تقلید ممنوع نہیں ہے

ارشاد فرمایا اَوَلَوْ كَانَ اٰبَآؤُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ شَيْـًٔا وَّلَا يَهْتَدُوْنَ (اگرچہ ان کے بڑے دین کی نہ کچھ سمجھ رکھتے ہوں اور نہ کسی آسمانی کتاب کی ہدایت رکھتے ہوں)۔ غور کرنے کے لئے قرآن کے اس ایک جملہ نے کسی شخص یا جماعت کی اقتداء کرنے کا ایک صحیح اصول بیان کر کے اندھوں کے لئے بینائی کا اور جاہل و غافل کے لئے انکشاف حقیقت کا مکمل سامان فراہم کر دیا ہے۔ وہ یہ کہ یہ بات تو معقول ہے کہ نہ جاننے والے جاننے والوں کی ناواقف لوگ واقف کاروں کی پیروی کریں۔ جاہل آدمی عالم کی اقتدا کرے لیکن یہ کوئی معقول بات نہیں کہ علم وعقل اور ہدایت کے معیار سے ہٹ کر اپنے باپ دادا یا کسی بھائی بند کی اقتدا کو اپنا طریقہ کار بنا لیا جائے۔ قرآن کریم کے اس جملہ نے سب کو ایک واضح حکمت کا سبق دیا کہ ان میں سے کوئی چیز مقتدا و پیشوا بنانے کے لئے ہرگز کافی نہیں۔ بلکہ ہر انسان پر سب سے پہلے تو یہ لازم ہے کہ اپنی زندگی کا مقصد اور اپنے سفر کا رخ متعین کرے۔ پھر اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے یہ دیکھے کہ کون ایسا انسان ہے جو اس مقصد کا راستہ جاننے والا بھی ہو اور اس راستہ پر چل بھی رہا ہو۔ جب کوئی ایسا انسان مل جائے تو بے شک اس کے پیچھے لگ لینا اس کو منزل مقصود پر پہنچا سکتا ہے۔

یہی حقیقت ہے ائمہ مجتہدین کی تقلید کی کہ وہ دین کو جاننے والے بھی ہیں اور اس پر عمل پیرا بھی۔ اس لئے نہ جاننے والے ان کا اتباع کر کے دین کے مقصد یعنی اتباع خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل کر سکتے ہیں۔

قرآن کریم کے اس جملہ نے اقتدا کا نہایت معقول اور واضح معیار دو چیزوں کو بنایا ہے۔ علم اور اہتداعلم سے مراد منزل مقصود اور اس تک پہنچنے کے طریقوں کا جاننا ہے۔ اہتداء سے مراد اس مقصد کی راہ چلنا یعنی صحیح علم پر عمل مستقیم۔

دعا کیجئے: یا اللہ گمراہ مقتدا اور لیڈروں کا اتباع جو اس ملک اور قوم کی خرابی کا سب سے بڑا سبب بنا ہے اس سے قوم کو بچنا نصیب فرمائیے۔ اور اپنی رحمت سے اس ملک اور قوم کو صاحب فہم وعقل اور دین دار مقتدا اور رہبران نصیب فرمائیے۔ آمین وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا عَلَيْكُمْ اَنْفُسَكُمْ لَا يَضُرُّكُمْ مَّنْ ضَلَّ اِذَا اهْتَدَيْتُمْ اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ

يٰۤاَيُّهَا	الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا	عَلَيْكُمْ	اَنْفُسَكُمْ	لَا يَضُرُّكُمْ	مَّنْ	ضَلَّ	اِذَا	اهْتَدَيْتُمْ	اِلَى اللّٰهِ	مَرْجِعُكُمْ
اے	ایمان والے	تم پر	اپنی جانیں	نہ نقصان پہنچائے گا	جو	گمراہ ہوا	جب	ہدایت پر ہو	اللہ کی طرف	تمہیں لوٹنا ہے

اے ایمان والو اپنی فکر کرو جب تم راہ پر چل رہے ہو تو جو شخص گمراہ رہے تو اس سے تمہارا کوئی نقصان نہیں، اللہ ہی کے پاس تم سب کو جانا ہے

جَمِيْعًا فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۰۵﴾

جَمِيْعًا	فَيُنَبِّئُكُمْ	بِمَا	كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ
سب	پھر وہ تمہیں جتلاوے گا	جو	تم کرتے تھے

وہ تم سب کو جتلاویں گے جو جو کچھ تم سب کیا کرتے تھے۔

کافروں کی ضد اور ہٹ دھرمی سے تمہیں کوئی نقصان نہیں ہے

گذشتہ آیات میں رسم پرست کفار کی ایک جہالت کا ذکر تھا کہ جب ان سے کہا جاتا کہ اللہ تعالیٰ نے جو احکام نازل فرمائے ہیں ان کی طرف اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف رجوع کرو۔ حق کو حق اور باطل کو باطل سمجھو تو وہ جواباً کہتے ہم کو ان احکام اور رسول کی ضرورت نہیں ہم کو تو اپنے باپ دادوں کا طریقہ کافی ہے۔ تو کفار کی یہ جہالت اور ایسی ایسی جہالتیں ان کی بکثرت تھیں۔ جن کو سن کو مومنین کو رنج وافسوس ہوتا اس لئے مومنین کو اس آیت میں بتلایا جاتا ہے کہ کفار رسوم شرکیہ اور آباء واجداد کی اندھی تقلید سے باوجود اس قدر نصیحت اور فہمائش کے باز نہیں آتے تو تم زیادہ ان معاندین کی فکر میں مت پڑو۔ تم اپنی اصلاح اور ہدایت کی فکر کرو۔ کسی کی گمراہی سے تمہارا کوئی نقصان نہیں بشرطیکہ تم سیدھی راہ پر چل رہے ہو۔ سیدھی راہ یہی ہے کہ آدمی ایمان وتقویٰ اختیار کرے۔ خود برائی سے رکے اور دوسروں کو روکنے کی امکانی کوشش کرے۔ پھر بھی لوگ اگر برائی سے نہ رکیں تو اس کا کوئی نقصان نہیں۔ سب اگلے پچھلے جب خداوند قدوس کے سامنے پیش ہوں گے تب ہر ایک کو اپنا عمل اور انجام نظر آ جائے گا۔

نیکی کا حکم کرنا اور برائی سے منع کرنا ضروری ہے

آیت کا یہ مطلب نہیں کہ کسی کو برا کام کرتے دیکھا جائے تو اس کو منع نہ کیا جائے کہ ہمیں اس کی برائی کیا نقصان کرے گی بلکہ مطلب یہ ہے کہ تم امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرو اس کے بعد بھی اگر کوئی ضد وعناد اور ہٹ دھرمی سے اپنی گمراہی پر جما رہے تو پھر اس کی گمراہی تمہیں نقصان نہیں پہنچائے گی کیونکہ تم امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ ادا کر چکے۔

حضرت قیس ابی حازمؓ کہتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے ایک خطبہ کے دوران حمد وثنا کے بعد فرمایا۔ لوگو! تم یہ آیت يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا عَلَيْكُمْ اَنْفُسَكُمْ پڑھتے ہو اور اس کا مطلب غلط سمجھتے ہو کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ضروری نہیں حالانکہ میں نے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ جو لوگ کوئی گناہ ہوتا ہوا دیکھیں اور مقدور بھر اس کو روکنے کی کوشش نہ کریں تو قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ مجرموں کے ساتھ ان دوسرے لوگوں کو بھی عذاب عام میں پکڑ لے۔

دعا کیجئے: یا اللہ اسلام وایمان پر ہم کو استقامت نصیب فرمایئے اور ہر حال میں شریعت مطہرہ کے احکام کی پابندی نصیب فرمایئے۔ یا اللہ اس وقت اس ملک اور قوم میں جو خلاف شرع رسوم جاری اور ساری ہیں ان کے اصلاح کی توفیق ہماری قوم کو نصیب فرمایئے۔ یا اللہ ایسے غلط کاروں کو ہم کو مقدور بھر حق کی تبلیغ وتعلیم نصیحت وخیر خواہی سے سمجھانے کی توفیق وصلاحیت عطا فرمایئے۔ آمین۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا شَهَادَةُ بَيْنِكُمْ اِذَا حَضَرَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ حِيْنَ الْوَصِيَّةِ اثْنٰنِ ذَوَا عَدْلٍ

يٰٓاَيُّهَا	الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا	شَهَادَةُ	بَيْنِكُمْ	اِذَا	حَضَرَ	اَحَدَكُمُ	الْمَوْتُ	حِيْنَ	الْوَصِيَّةِ	اثْنٰنِ	ذَوَا عَدْلٍ
اے	ایمان والے	گواہی	تمہارے درمیان	جب	آئے	تم میں سے کسی کو	موت	وقت	وصیت	دو	انصاف والے (معتبر)

اے ایمان والو تمہارے آپس میں دو شخص وصی ہونا مناسب ہے جبکہ تم میں سے کسی کو موت آنے لگے جب وصیت کرنے کا وقت ہو وہ دو شخص ایسے ہوں کہ دیندار ہوں

مِّنْكُمْ اَوْ اٰخَرٰنِ مِنْ غَيْرِكُمْ اِنْ اَنْتُمْ ضَرَبْتُمْ فِي الْاَرْضِ فَاَصَابَتْكُمْ مُّصِيْبَةُ الْمَوْتِ

مِنْكُمْ	اَوْ	اٰخَرٰنِ	مِنْ	غَيْرِكُمْ	اِنْ	اَنْتُمْ	ضَرَبْتُمْ فِي الْاَرْضِ	فَاَصَابَتْكُمْ	مُصِيْبَةُ	الْمَوْتِ
تم سے	یا	اور دو	سے	تمہارے سوا	اگر	تم	سفر کر رہے ہو + زمین میں	پھر تمہیں پہنچے	مصیبت	موت

اور تم میں سے ہوں یا غیر قوم کے دو شخص ہوں اگر تم کہیں سفر میں گئے ہو پھر تم پر واقعہ موت کا پڑ جاوے

تَحْبِسُوْنَهُمَا مِنْۢ بَعْدِ الصَّلٰوةِ فَيُقْسِمٰنِ بِاللّٰهِ اِنِ ارْتَبْتُمْ لَا نَشْتَرِيْ بِهٖ ثَمَنًا

تَحْبِسُوْنَهُمَا	مِنْۢ بَعْدِ	الصَّلٰوةِ	فَيُقْسِمٰنِ	بِاللّٰهِ	اِنِ	ارْتَبْتُمْ	لَا نَشْتَرِيْ	بِهٖ	ثَمَنًا
ان دونوں کو روک لو	بعد	نماز	دونوں قسم کھائیں	اللہ کی	اگر	تمہیں شک ہو	ہم مول نہیں لیتے	اسکے عوض	کوئی قیمت

اگر تم کو شبہ ہو تو ان دونوں کو بعد نماز روک لو پھر دونوں خدا کی قسم کھاویں کہ ہم اس قسم کے عوض کوئی نفع نہیں لینا چاہتے

وَلَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰى ۙ وَلَا نَكْتُمُ شَهَادَةَ اللّٰهِ اِنَّآ اِذًا لَّمِنَ الْاٰثِمِيْنَ ۝۱۰۶ فَاِنْ عُثِرَ عَلٰٓى اَنَّهُمَا

وَلَوْ كَانَ	ذَا قُرْبٰى	وَلَا نَكْتُمُ	شَهَادَةَ	اللّٰهِ	اِنَّآ	اِذًا	لَّمِنَ	الْاٰثِمِيْنَ	فَاِنْ	عُثِرَ	عَلٰى	اَنَّهُمَا
خواہ ہوں	رشتہ دار	اور ہم نہیں چھپاتے	گواہی	اللہ	بیشک ہم	اس وقت	سے	گنہ گاروں	پھر اگر	خبر ہو جائے	اس پر	کہ وہ دونوں

اگرچہ کوئی قرابتدار بھی ہوتا اور اللہ کی بات کو ہم پوشیدہ نہ کریں گے ہم اس حالت میں سخت گنہگار ہوں گے۔ پھر اگر اسکی اطلاع ہو

اسْتَحَقَّآ اِثْمًا فَاٰخَرٰنِ يَقُوْمٰنِ مَقَامَهُمَا مِنَ الَّذِيْنَ اسْتَحَقَّ عَلَيْهِمُ الْاَوْلَيٰنِ فَيُقْسِمٰنِ بِاللّٰهِ

اسْتَحَقَّا	اِثْمًا	فَاٰخَرٰنِ	يَقُوْمٰنِ	مَقَامَهُمَا	مِنَ	الَّذِيْنَ	اسْتَحَقَّ	عَلَيْهِمُ	الْاَوْلَيٰنِ	فَيُقْسِمٰنِ بِاللّٰهِ
دونوں سزاوار ہوئے	گناہ	تو دو اور	کھڑے ہوں	ان کی جگہ	سے	وہ لوگ	حق مارنا چاہا	اُن پر	سب سے زیادہ قریب	پھر وہ قسم کھائیں اللہ کی

کہ وہ دونوں وصی کسی گناہ کے مرتکب ہوتے ہیں تو ان لوگوں میں سے جن کے مقابلہ میں گناہ کا ارتکاب ہوا تھا اور دو شخص جو سب میں قریب تر ہیں جہاں وہ

لَشَهَادَتُنَآ اَحَقُّ مِنْ شَهَادَتِهِمَا وَمَا اعْتَدَيْنَآ ۖ اِنَّآ اِذًا لَّمِنَ الظّٰلِمِيْنَ ۝۱۰۷ ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَنْ

لَشَهَادَتُنَا	اَحَقُّ	مِنْ	شَهَادَتِهِمَا	وَمَا	اعْتَدَيْنَا	اِنَّا	اِذًا	لَّمِنَ	الظّٰلِمِيْنَ	ذٰلِكَ	اَدْنٰى	اَنْ
کہ ہماری گواہی	زیادہ صحیح	سے	ان دونوں کی گواہی	اور نہیں	ہم نے زیادتی کی	بیشک ہم	اس صورت میں	البتہ سے	ظالم (جمع)	یہ	زیادہ قریب	کہ

دونوں کھڑے ہوئے تھے یہ دونوں کھڑے ہوں پھر دونوں خدا کی قسم کھاویں کہ بالیقین ہماری یہ قسم اُن دونوں کی اُس قسم سے زیادہ راست ہے اور ہم نے ذرا تجاوز

يَّاْتُوْا بِالشَّهَادَةِ عَلٰى وَجْهِهَاۤ اَوْ يَخَافُوْۤا اَنْ تُرَدَّ اَيْمَانٌۢ بَعْدَ اَيْمَانِهِمْ ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ

يَاْتُوْا	بِالشَّهَادَةِ	عَلٰى	وَجْهِهَا	اَوْ	يَخَافُوْا	اَنْ	تُرَدَّ	اَيْمَانٌ	بَعْدَ	اَيْمَانِهِمْ	وَاتَّقُوا اللّٰهَ	
وہ لائیں (ادا کریں)	گواہی	پر	اسکا رخ (صحیح طریقہ)	یا	وہ ڈریں	کہ رد کردی جائے گی	قسم	بعد	اُن کی قسم	اور ڈرو	اللہ	

نہیں کیا ہم اس حالت میں سخت ظالم ہوں گے۔ یہ بہت قریب ذریعہ ہے اس امر کا کہ وہ لوگ واقعہ کو ٹھیک طور پر ظاہر کریں یا اس بات سے ڈر جائیں کہ الٹی پڑے

وَاسْمَعُوْا ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ﴿۱۰۸﴾

وَاسْمَعُوْا	وَاللّٰهُ	لَا	يَهْدِى	الْقَوْمَ	الْفٰسِقِيْنَ	
اور سنو	اور اللہ	نہیں	ہدایت دیتا	قوم	نافرمان (جمع)	

گی قسم ہماری اُن کی قسم کے بعد اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور سنو اور اللہ تعالیٰ فاسق لوگوں کو رہنمائی نہ کریں گے۔

شان نزول

قبیلہ بنی سہم کے ایک مسلمان کچھ مال تجارت لے کر شام کو تجارت کرنے گئے۔ ان کے پاس ایک چاندی کا کٹورا بھی تھا جس میں سونے کا کام ہوا تھا اور وہ بادشاہ شام کے پاس اس کو لے جانا چاہتے تھے۔ ان کے ساتھ دو عیسائی سوداگر تمیم داری اور عدی بھی تھے۔ جو ملک شام کو تجارت کرنے جا رہے تھے اور جو مدینہ کے باشندے تھے دوران سفر میں سہمی اتفاق سے بیمار ہو گئے اور ان کا آخری وقت آ پہنچا چونکہ وہاں کوئی دوسرا مسلمان موجود نہ تھا اس لئے سہمی نے اپنا تمام مال جس میں وہ چاندی کا کٹورہ بھی تھا انہی دو عیسائیوں تمیم اور عدی کے سپرد کر دیا اور وصیت کر دی کہ وطن پہنچ کر میرے وارثوں کو یہ مال دے دینا اور چھپا کر مال کی فہرست مال میں رکھ دی۔ اس کے بعد سہمی کا انتقال ہو گیا۔ تمیم اور عدی عیسائیوں نے سہمی کا مال مدینہ پہنچ کر ان کے وارثوں کے حوالہ کیا لیکن کٹورا چرا کر ایک ہزار درہم کو فروخت کر دیا۔ سہمی کے وارثوں نے جب فہرست سے مال ملایا تو کٹورا ندارد تھا چنانچہ ان وارثوں نے ان دونوں عیسائیوں پر کٹورے کا دعویٰ کیا اور بارگاہ نبوت میں مقدمہ پیش ہوا۔ سہمی کے وارث چونکہ مدعی تھے کہ دونوں نصرانیوں نے خیانت کی ہے اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عدم خیانت پر تمیم اور عدی کو قسم دلائی اور دونوں نے قسم کھالی کہ ہم کو کٹورا کا حال معلوم نہیں۔ چونکہ مدعیان کے پاس گواہ نہ تھے اس لئے تمیم اور عدی سے جو کہ مدعا علیہ تھے قسم لی گئی اور جب ان دونوں نے قسم کھالی معاملہ ختم ہو گیا۔ مگر تھوڑے ہی دنوں بعد وہ کٹورا مکہ میں ایک سنار کے ہاں برآمد ہوا۔ سنار سے دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ تمیم اور عدی نے ایک ہزار درہم کو فروخت کیا ہے اور قیمت وصول کر چکے ہیں۔ اسی عرصہ میں تمیم داری تو مسلمان ہو گئے اور اس کٹورا کی قیمت میں سے ۵۰۰ درہم جو ان کے حصہ میں آئے تھے وہ سہمی کے وارثوں کے پاس لا کر حاضر کر دئے لیکن عدی نے اقرار نہ کیا اگرچہ تمیم داری نے تمام قصہ ظاہر کر دیا اور سہمی کے ہاتھ کی لکھی ہوئی فہرست بھی نکل آئی مگر عدی منکر ہی رہا۔ اس لئے دوبارہ یہ مقدمہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش ہوا۔ سہمی کے ورثا میں سے دو نزدیکی قرابتدار تھے۔ انہوں نے قسم کھا کر کہا کہ ہماری قسم عدی کی قسم سے زیادہ قابل اعتبار ہے۔ اس پر عدی سے ۵۰۰ درہم لئے گئے اور معاملہ طے ہو گیا۔ سرقہ کا چونکہ کوئی چشم دید گواہ نہ تھا اس لئے ہاتھ نہیں کاٹا گیا۔

دوران سفر اگر موت کا خدشہ ہو تو وصیت کا حکم

اس واقعہ کے موقعہ پر یہ آیات نازل ہوئیں۔ اہل ایمان کو خطاب کر کے ہدایت دی گئی کہ جب تم سفر میں ہو اور اتفاقاً موت کا وقت

قریب آ جائے اور تم اپنے مال کے متعلق کچھ وصیت کرنا چاہو جب مال ورثاء کے سپرد کرنے کی ضرورت ہو تو اس کو چاہیے کہ مسلمانوں میں سے دو معتبر شخصوں کو وصیت کرے تاکہ وہ اس کی وصیت کو پورا کریں اور اس کے مال میں کسی قسم کی خیانت نہ کریں۔ یا اگر مسلمان نہ ملیں اور رفیق سفر سب غیر یعنی کفار میں سے ہوں تو دو شخص انہی میں سے گواہ بنا لئے جائیں یعنی ان دونوں کو وصیت کر کے ان کو اپنی وصیت پر گواہ بنا لیا کرو۔ تو معلوم ہوا کہ ایسی حالت میں جب مسلمان موجود نہ ہو تو غیر مسلم کو وصی بنانا جائز ہے۔ اب اگر وصی حسب مال واسباب وارثوں کو پہنچا دیں اور وارث اس کو قبول کر لیں اور کوئی جھگڑا او رنزاع نہ پیدا ہو تو خیر ورنہ اگر وارثوں کو ان وصی پر کچھ خیانت کا شبہ ہو اور ان کی امانت وصداقت کے بارہ میں شک وتردد ہو تو ایسی حالت میں ان دونوں کو نماز عصر یا کسی اور نماز کے بعد روک لیا جائے اور وہ دونوں خدا کی قسم کھائیں کہ ہم اس خیانت کے جس کا ہم پر الزام لگایا گیا ہے مرتکب نہیں ہوئے۔ ہم جھوٹ نہیں اور نہ ہم جھوٹی قسم کھاتے ہیں۔ نہ ہم خدا کی فرض کی ہوئی شہادت کو چھپائیں گے۔ اگر ہم ایسا کریں تو بلاشبہ ہم سخت گنہ گار ہوں گے۔ جب وہ قسم کھالیں تو اس وقت تو وہ بری ہو گئے پھر اگر بعد میں کسی طریقہ سے یہ اطلاع ملے کہ وہ دونوں شاہد یعنی وصی گناہ کے مرتکب ہوئے ہیں یعنی انہوں نے میت کے مال میں خیانت کی ہے اور جھوٹی قسم کھائی ہے تو میت کے ورثہ میں سے دو شخص جو میت کے سب سے زیادہ قریبی رشتہ دار ہوں وہ کھڑے ہوں اور خدا کی قسم کھا کر یہ کہیں کہ ہماری شہادت اور قسم ان اوصیا کی شہادت سے زیادہ معتبر ہے اور ہم جھوٹ نہیں کہہ رہے۔ ہم نے اپنی قسم میں کسی قسم کی زیادتی نہیں کی اگر ہم نے ایسا کیا ہو تو بیشک ہم ظالموں میں سے ہیں۔ اگر اس طرح کی قسم یہ قربت دار کھالیں گے اور مال خیانت برآمد بھی ہو گیا تو بقدر دعویٰ ان کو وصی سے مال دلوایا جائے گا چنانچہ جب یہ آیات نازل ہوئیں تو سہمی کے دو وارث کھڑے ہوئے اور نماز عصر کے بعد انہوں نے یہ قسم کھائی کہ ہماری شہادت ان کی شہادت سے زیادہ معتبر ہے تب اس پیالہ کی قیمت ورثاء کو دلوائی گئی۔

تمام نیکیوں کی بنیاد تقویٰ ہے

اخیر میں ہدایت کی گئی کہ تم سب کو خدا سے ڈرنا چاہیے اور احکام کو بگوش ہوش سننا چاہیے۔ ایسی حالت میں نہ کوئی خیانت کرے گا۔ نہ قسموں کی ضرورت ہوگی۔ نہ کوئی جھوٹا الزام لگائے گا اور یہ احکام بھی انہی کے لئے مفید ہیں جو اطاعت پر آمادہ ہیں ورنہ جو لوگ خدا کا حکم ماننا ہی نہیں چاہتے ان کے لئے یہ بھی مفید نہیں۔ اللہ تعالیٰ ایسے نافرمانوں کو ہدایت نہیں کرتے جو نافرمانی پر مصر ہوں۔

غیر مسلموں کی گواہی مسلمانوں کے بارے میں

تفسیر مظہری میں ہے کہ ''کسی معاملہ میں مسلمان کے خلاف کافر کی شہادت قابل قبول نہیں یہ مسئلہ مسلمہ ہے لیکن اکثر اہل تفسیر نے مذکورہ آیت کی تفسیر میں منکم سے مراد مسلمانوں میں سے اور من غیرکم سے مراد کافروں (غیر مسلموں) میں سے ہونے کی صراحت کی ہے اس تفسیر پر لازم آتا ہے کہ مسلمان پر کافر کی شہادت قابل قبول ہو لہذا علماء کی ایک جماعت نے تو اس آیت کو منسوخ قرار دیا ہے اور بیان کیا ہے کہ ابتدائی دور میں یہ حکم تھا اور مسلمان پر کافر کی شہادت مان لینے کا جواز تھا لیکن پھر یہ حکم منسوخ کر دیا گیا اب مسلمان پر کافر کی شہادت ناقابل سماعت ہے۔ بعض علماء کا قول ہے کہ آیت محکم ہے۔ اگر مسلمان نہ ملیں تو کافروں کو شاہد بنانا درست ہے اور یہ حکم صرف وصیت کا گواہ بنانے کا ہے وصیت کے علاوہ اور کسی مسئلہ کا گواہ کافروں کو نہیں بنایا جاسکتا۔''

دعا کیجئے: اللہ تعالیٰ تقویٰ اور خوف خداوندی ہمارے دلوں میں پیدا فرمادیں کہ ہم سے کسی حال اور کسی معاملہ میں احکام کی نافرمانی نہ ہو۔ یا اللہ ہم کو ہر حال میں سچی شہادت ادا کرنے اور حق کو ظاہر کرنے کی توفیق نصیب فرما۔ آمین وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

يَوْمَ يَجْمَعُ اللّٰهُ الرُّسُلَ فَيَقُوْلُ مَاذَآ اُجِبْتُمْ قَالُوْا لَا عِلْمَ لَنَا اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ﴿١٠٩﴾

يَوْمَ	يَجْمَعُ	اللّٰهُ	الرُّسُلَ	فَيَقُوْلُ	مَاذَآ	اُجِبْتُمْ	قَالُوْا	لَا عِلْمَ	لَنَا	اِنَّكَ	اَنْتَ	عَلَّامُ	الْغُيُوْبِ
دن	جمع کرے گا	اللہ	رسول (جمع)	پھر کہے گا	کیا	تمہیں جواب ملا	وہ کہیں گے	نہیں خبر	ہمیں	بیشک تو	تو	جاننے والا	چھپی باتیں

جس روز اللہ تعالیٰ تمام پیغمبروں کو جمع کریں گے پھر ارشاد فرمادیں گے کہ تم کو کیا جواب ملا تھا وہ عرض کریں گے کہ ہم کو کچھ خبر نہیں آپ بیشک پوشیدہ باتوں کے پورے جاننے والے ہیں۔

قیامت کے دن انبیاء کرام علیہم السلام سے امتوں کے بارے میں سوال

اس آیت میں قیامت کے متعلق ایک مضمون کو اس طرح واضح کیا گیا ہے کہ محشر کے ہولناک دن میں جب خدائے قہار کی شان جلالی کا انتہائی ظہور ہوگا۔ اکابر و اعاظم کبھی ہوش بجا نہ رہیں گے۔ الوالعزم انبیاء کی زبان پر بھی اس وقت نفسی نفسی ہوگا۔ اور حق تعالیٰ جل شانہٗ کے انتہائی خوف وخشیت سے متاثر ہوں گے۔ پھر جب نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم اور محبوب رب العالمین۔ شافع محشر کے طفیل میں سب کی طرف اللہ تبارک وتعالیٰ کی نظر لطف و رحمت ہوگی تب کچھ عرض کرنے کی جرأت کریں گے۔ تو قیامت میں اگرچہ اول سے آخر تک دنیا میں پیدا ہونے والے تمام جن وانس ایک میدان میں کھڑے ہوں گے اور سب سے ان کے عمر بھر کے اعمال کا حساب لیا جائے گا۔

لیکن یہاں آیت میں خصوصیت کے ساتھ انبیاء علیہم السلام کا ذکر کیا گیا اور فرمایا گیا يَوْمَ يَجْمَعُ اللّٰهُ الرُّسُلَ یعنی وہ دن بھی کیسا ہولناک ہوگا جس دن اللہ تعالیٰ تمام پیغمبروں کو جمع کریں گے۔ مراد یہ ہے کہ جمع تو سارے عالم کے اولین وآخرین کو کیا جائے گا مگر سب سے پہلے سوال انبیاء علیہم السلام سے ہوگا۔ پھر رسولوں سے جو سوال کیا جائے گا وہ یہ کہ مَاذَآ اُجِبْتُمْ یعنی جب آپ لوگوں نے اپنی اپنی امتوں کو اللہ تعالیٰ اور اس کے دین حق اور اسکے احکام کی طرف بلایا تو ان لوگوں نے آپ کو کیا جواب دیا تھا اور کیا انہوں نے آپ کے بتلائے ہوئے احکام پر عمل کیا؟ تمہارے وعظ ونصیحت اور تبلیغ کا کیا جواب دیا تھا؟ اس سوال کے مخاطب اگرچہ انبیاء علیہم السلام ہوں گے لیکن درحقیقت سنانا ان کی امتوں کو مقصود ہوگا کہ ان کی امتوں نے جو نیک یا بد اعمال کئے ہیں ان کی شہادت سب سے پہلے ان کے رسولوں سے لی جائے گی۔

انبیائے کرام کا جواب

آگے بتلایا گیا ہے کہ انبیاء علیہم السلام اس سوال کا جواب یہ دیں گے قَالُوْا لَا عِلْمَ لَنَا اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ یعنی پیغمبر کہیں گے کہ خداوندا آپ کے علم کامل اور محیط کے سامنے ہمارا علم کچھ بھی نہیں آپ عالم الغیب ہیں۔ آپ کے مقابلہ میں ہم کیا جان سکتے ہیں۔ ہمارے علم کی کیا حقیقت۔ ہمارے علم کی بنیاد محض ظاہر پر ہے اور آپ کا علم تو باطن اور چھپی ہوئی باتوں پر بھی ہے۔ آپ جانتے ہیں کہ جو کچھ جواب انہوں نے دیا ہمارا کام یہ تھا کہ جب تک ہم ان میں رہے ان کو آپ کا پیغام پہنچاتے رہے اور اس پر خود عمل کر کے انہیں دکھاتے رہے۔ اس مدت میں بھی ان کے دل کا اصلی پوشیدہ حال ہمیں معلوم نہ تھا۔ پھر جب ہماری وفات ہوگئی اس کے بعد تو ان کے ماننے نہ ماننے کا حال آپ ہی کو معلوم ہے جو چیز ہماری نظروں سے غائب رہی اس کا علم آپ ہی رکھتے ہیں۔

الغرض مقصود بیان آیت سے یہی ہے کہ ایک دن ایسا ہوگا کہ سب جمع کئے جاؤ گے اور ہر ایک کے تمام اعمال واحوال ظاہری و باطنی کی تفتیش ہوگی اس لئے ہر کسی کو مخالفت احکام الٰہی اور معصیت خداوندی سے ڈرتے رہنا چاہئے اور اس سے باز رہنا چاہئے۔ اور اخلاص کے ساتھ اطاعت خداوندی بجالانا چاہئے۔

دعا کیجئے: یا اللہ ہماری تقصیرات اور کوتاہیوں پر میدان حشر میں گرفت اور مواخذہ نہ فرمایئے گا یا اللہ ہم اپنی بداحوالی اور بداعمالی کے معترف ہیں۔ یا اللہ ہماری اس ندامت قلب پر ہم پر رحم فرمایئے اور آخرت کی ذلت اور رسوائی سے ہم کو بچا لیجئے۔ یا اللہ ہم کو اس دنیا میں توفیق نصیب فرما دیجئے کہ ہم اپنی بقیہ زندگی آپ کی مرضیات میں خرچ کر دیں اور آپ کی رضا حاصل کرنے کے لئے اخلاص کے ساتھ اعمال صالحہ بجالائیں۔ آمین وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

إِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ اذْكُرْ نِعْمَتِي عَلَيْكَ وَعَلٰى وَالِدَتِكَ ۘ إِذْ أَيَّدْتُّكَ

اِذْ قَالَ	اللّٰهُ	يٰعِيسَى	ابْنَ مَرْيَمَ	اذْكُرْ	نِعْمَتِي	عَلَيْكَ	وَ	عَلٰى	وَالِدَتِكَ	اِذْ اَيَّدْتُّكَ
جب کہا	اللہ	اے عیسیٰ	ابن مریم	یاد کر	میری نعمت	تجھ (آپ) پر	اور	پر	تیری (اپنی) والدہ	جب میں نے تیری مدد کی

جبکہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماویں گے اے عیسیٰؑ ابن مریمؑ میرا انعام یاد کرو جو تم پر اور تمہاری والدہ پر ہوا ہے جبکہ میں نے تم کو روح القدس سے تائید دی

بِرُوحِ الْقُدُسِ ۙ تُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ وَكَهْلًا ۚ وَإِذْ عَلَّمْتُكَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ

بِرُوحِ الْقُدُسِ	تُكَلِّمُ	النَّاسَ	فِي الْمَهْدِ	وَكَهْلًا	وَاِذْ	عَلَّمْتُكَ	الْكِتٰبَ	وَالْحِكْمَةَ
روح پاک	تو باتیں کرتا تھا	لوگ	پنگھوڑہ میں	اور بڑھاپا	اور جب	تجھے سکھائی	کتاب	اور حکمت

تم آدمیوں سے کلام کرتے تھے گود میں بھی اور بڑی عمر میں بھی اور جبکہ میں نے تم کو کتابیں اور سمجھ کی باتیں

وَالتَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ ۚ وَاِذْ تَخْلُقُ مِنَ الطِّيْنِ كَهَيْـَٔةِ الطَّيْرِ بِاِذْنِيْ فَتَنْفُخُ فِيْهَا فَتَكُوْنُ

وَالتَّوْرٰىةَ	وَالْاِنْجِيْلَ	وَاِذْ	تَخْلُقُ	مِنَ	الطِّيْنِ	كَهَيْـَٔةِ الطَّيْرِ	بِاِذْنِيْ	فَتَنْفُخُ فِيْهَا	فَتَكُوْنُ
اور توریت	اور انجیل	اور جب	تو بناتا تھا	سے	مٹی	پرندہ کی صورت	میرے حکم سے	پھر پھونک مارتا تھا اس میں	تو وہ ہو جاتا

اور توریت اور انجیل تعلیم کیں اور جبکہ تم گارے سے ایک شکل بناتے تھے جیسے پرندہ کی شکل ہوتی ہے میرے حکم سے پھر تم اسکے اندر پھونک مار دیتے تھے

طَيْرًاۢ بِاِذْنِيْ وَتُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ بِاِذْنِيْ ۚ وَاِذْ تُخْرِجُ الْمَوْتٰى بِاِذْنِيْ ۚ وَاِذْ كَفَفْتُ

طَيْرًا	بِاِذْنِيْ	وَتُبْرِئُ	الْاَكْمَهَ	وَالْاَبْرَصَ	بِاِذْنِيْ	وَاِذْ	تُخْرِجُ	الْمَوْتٰى	بِاِذْنِيْ	وَاِذْ	كَفَفْتُ
اُڑنے والا	میرے حکم سے	اور شفا دیتا	مادرزاد اندھا	اور کوڑھی	میرے حکم سے	اور جب	نکال کھڑا کرتا	مُردہ	میرے حکم سے	اور جب	میں نے روکا

جس سے وہ پرندہ بن جاتا تھا میرے حکم سے اور تم اچھا کر دیتے تھے مادرزاد اندھے کو اور برص کے بیمار کو میرے حکم سے، اور جبکہ تم مُردوں کو نکال کر کھڑا کر لیتے تھے

بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ عَنْكَ اِذْ جِئْتَهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ اِنْ هٰذَآ اِلَّا

بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ	عَنْكَ	اِذْ جِئْتَهُمْ	بِالْبَيِّنٰتِ	فَقَالَ	الَّذِيْنَ كَفَرُوْا	مِنْهُمْ	اِنْ	هٰذَآ	اِلَّا
بنی اسرائیل	تجھ سے	جب تو ان کے پاس آیا	نشانیوں کے ساتھ	تو کہا	جن لوگوں نے کفر کیا (کافر)	اُن سے	نہیں	یہ	مگر (صرف)

میرے حکم سے، اور جبکہ میں نے بنی اسرائیل کو تم سے باز رکھا جب تم اُن کے پاس دلیلیں لے کر آئے تھے پھر اُن میں جو کافر تھے انہوں نے کہا تھا کہ یہ بجز

سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ۝۱۱۰ وَاِذْ اَوْحَيْتُ اِلَى الْحَوَارِيّٖنَ اَنْ اٰمِنُوْا بِيْ وَبِرَسُوْلِيْ ۚ قَالُوْٓا اٰمَنَّا

سِحْرٌ	مُّبِيْنٌ	وَاِذْ	اَوْحَيْتُ	اِلَى	الْحَوَارِيّٖنَ	اَنْ	اٰمِنُوْا بِيْ	وَبِرَسُوْلِيْ	قَالُوْٓا	اٰمَنَّا
جادو	کھلا	اور جب	میں نے دل میں ڈال دیا	طرف	حواری (جمع)	کہ	ایمان لاؤ مجھ پر	اور میرے رسول پر	انہوں نے کہا	ہم ایمان لائے

کھلے جادو کے اور کچھ بھی نہیں۔ اور جبکہ میں نے حواریین کو حکم دیا کہ تم مجھ پر اور میرے رسول پر ایمان لاؤ انہوں نے کہا کہ ہم ایمان لائے

وَاشْهَدْ بِاَنَّنَا مُسْلِمُوْنَ ﴿١١١﴾	وَاشْهَدْ	بِاَنَّنَا	مُسْلِمُوْنَ
اور آپ شاہد رہیے کہ ہم پورے فرمانبردار ہیں۔	اور آپ گواہ رہیں	کہ بیشک ہم	فرمانبردار

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے خصوصی انعامات کا تذکرہ:

گذشتہ آیت میں بالا جمال تمام انبیاء کرام سے روز محشر سوال کا ذکر فرمایا تھا اور اس کے بعد انبیاء میں سے خاص طور پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر فرمایا جاتا ہے جن کو عیسائیوں نے خدائی درجہ دے رکھا ہے اور خدا کا بیٹا بنا رکھا ہے (نعوذ باللہ) اس لئے حق تعالیٰ نے ان آیات میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر اپنے متعدد انعامات واحسانات کا ذکر فرمایا جس سے اصل مقصود تو نصاریٰ کے عقائد کی تردید ہے جو انہیں خدا یا خدا کا بیٹا سمجھتے ہیں۔

یہاں ان آیات میں حق تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر اپنے انعامات واحسانات ذکر فرما کر ایک طرف تو ان کا بندہ اور محتاج خدا ہونا ثابت فرمایا اس لئے کہ انعام واحسان کی ضرورت بندہ کو ہے نہ کہ خدا تعالیٰ کو اور دوسری طرف ان کا اللہ کا برگزیدہ رسول ہونا ظاہر ہو گیا۔ پھر قیامت کے دن ان احسانات کے یاد دلانے سے یہود ونصاریٰ کی زجر وتوبیخ بھی مقصود ہو گی یعنی ان احسانات وانعامات کو یاد دلا کر اُن پر یہ امر ظاہر کیا جائے گا کہ دنیا میں عیسیٰ علیہ السلام کے بارہ میں دونوں گروہ غلطی پر تھے۔ عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے بندے ہیں اور خدا تعالیٰ اُن کا محسن ہے اُن میں جو خوبی تھی وہ خدا ہی کی دی ہوئی تھی پس نصاریٰ کو کیا حق تھا کہ انہوں نے عیسیٰ علیہ السلام کو تو خدا بنا لیا اور عیسیٰ علیہ السلام کے محسن کو بھول گئے اور یہودیوں کے لئے کب مناسب تھا کہ جس ذات پر خدا تعالیٰ کے ایسے عجیب وغریب انعامات واحسانات ہوئے ہوں اُس کو مفتری۔ کذاب اور ساحر سمجھیں اور اُن کی نبوت ورسالت سے انکار کریں۔

غرض کہ اس تذکرہ سے مقصود یہ ہے کہ عیسائی جو عیسیٰ علیہ السلام کو خدا یا خدائی کا حصہ دار سمجھتے ہیں اُن کے عقائد باطلہ کو غلط ثابت کیا جائے۔ ابتدائے ولادت سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی اخیر عمر تک کا حال جو سراسر اُن کی عبودیت پر دلالت کرتا ہے قیامت میں ان کو گنا کر اور جتلا کر سوال کیا جائے گا کہ کیا آپ نے لوگوں سے کہا تھا کہ مجھ کو اور میری ماں کو خدا بنا لیجیو۔ اس کا جو کچھ جواب حضرت عیسیٰ علیہ السلام دیں گے اُن کا بیان ان شاء اللہ اگلے رکوع میں آئے گا۔ یہاں ان آیات میں پہلے وہ انعامات بیان کئے جاتے ہیں جو حق تعالیٰ قیامت کے دن حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو جتلا دیں گے۔

قیامت کے دن حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خصوصی انعامات کی یاددہانی

یہاں حسب ذیل وہ آٹھ انعامات گنائے گئے ہیں جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قیامت میں جتلائے جائیں گے۔

پہلا انعام:۔ روح القدس یعنی جبرئیل علیہ السلام سے تمہاری مدد کی گئی یعنی جو تمہاری تائید اور تقویت کے لئے ہر وقت تمہارے ساتھ رہتے تھے اور ان کے انوار وبرکات ہر وقت تمہارے محافظ اور نگہبان تھے۔ نیز منجانب اللہ یہ روح القدس کی تائید اس کی دلیل تھی کہ آپ خدا کے برگزیدہ بندے ہیں۔ معاذ اللہ خدا نہیں۔ خدا کو کسی کی تائید وتقویت کی کیا ضرورت۔

دوسرا انعام:۔ یہ کہ آپ گہوارے یعنی شیر خوارگی کے زمانہ میں بھی لوگوں سے ایسی ہی باتیں کرتے تھے جیسے بڑی عمر میں۔ یعنی زمانہ طفولیت اور زمانہ کہولت کے کلام میں باعتبار فصاحت وبلاغت وباعتبار موعظت وحکمت کوئی فرق نہ تھا۔ دونوں یکساں تھے۔ یہ بھی من جانب اللہ ایک عظیم معجزہ تھا۔ جو آپ کے حق میں اور آپ کی والدہ حضرت مریم کے حق میں نعمت عظیمہ تھی۔

تیسرا انعام:۔ یہ کہ حق تعالیٰ نے آپ کو توریت وانجیل کی تعلیم دی اور حکمت الٰہیہ کے معلومات عطا کئے۔

چوتھا انعام:۔ یہ کہ تم میرے حکم سے مٹی سے پرندے کی شکل

وصورت بناتے پھر اس مصنوعی شکل وصورت میں پھونک مارتے تو تمہاری بنائی ہوئی صورت حقیقۃً پرندہ بن جاتی تھی۔اوران معجزات کو دیکھ کرکسی کوان کی خدائی پر شبہ نہ ہواس لئے ہرجگہ باذنی کی قید ارشاد فرمائی یعنی میرے حکم سے یہ ہوتا تھا۔

پانچواں انعام:۔یہ کہ تم مادرزاد اندھےاورکوڑھی کو میرے حکم سے ہاتھ پھیر کراچھا اور چنگا کردیتے تھے یعنی بیمار پر ہاتھ پھیرنا تمہارا کام تھا اور شفا اور تندرستی عطا کرنا اور چنگا کردینا یہ حق تعالیٰ ہی کا کام تھا۔

چھٹا انعام: عیسیٰ علیہ السلام جب یہ چاہتے کہ کوئی مردہ زندہ ہوتو اول نماز پڑھتے اور خدا سے دعا مانگتے اس کے بعد وہ مردہ زندہ ہوجاتا۔

ساتواں انعام:۔یہ کہ بنی اسرائیل کے شر سے تم کو محفوظ رکھا یعنی یہود نے جو تمہارے قتل اور صلب کا منصوبہ بنایا تھا اس کو حق تعالیٰ نے ملیا میٹ کردیا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو صحیح سالم زندہ آسمان پر اٹھالیا۔

آٹھواں انعام:۔یہ کہ جب یہودیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے واضح معجزات کو دیکھ کر یہ کہہ دیا کہ یہ صریح جادو ہے تو اس وقت میں نے اپنے خاص لطف وعنایت سے حواریین کے دل میں یہ القا کیا کہ تم مجھ پر اور میرے رسول پر ایمان لاؤ چنانچہ وہ ایمان لے آئے۔

یہود ونصاریٰ کو تنبیہ

یہ مخاطبت جو اس آیت میں بیان فرمائی گئی اگرچہ قیامت میں حق تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے فرمائیں گے مگر سنانا یہود ونصاریٰ کو مقصود ہے جس سے ایک طرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا برگزیدہ خداوندی ہونا ثابت ہوا جس سے یہود کا رد ہوا اور دوسری طرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی عبدیت ثابت ہوئی اوران کی الوہیت کی نفی ہوئی جس سے نصاریٰ کی تردید ہوئی۔

دعا کیجئے:

یا اللہ اس وقت دنیا میں جو نصرانیت ویہودیت کا فتنۂ عظیم پھیلا ہوا ہے اس سے ہم کو کامل طور پر بچنا نصیب فرمایئے۔یا اللہ یہود ونصاریٰ جس افراط وتفریط میں گرفتار ہوکر گمراہ ہوئے اس سے امت مسلمہ کے ہر فرد کو بچنا نصیب فرمایئے اور صراط مستقیم پر ہم کو استقامت عطا فرمایئے۔آمین

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

إِذْ قَالَ الْحَوَارِيُّونَ يٰعِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ هَلْ يَسْتَطِيعُ رَبُّكَ أَنْ يُنَزِّلَ عَلَيْنَا مَائِدَةً

إِذْ قَالَ	الْحَوَارِيُّونَ	يٰعِيسَى	ابْنَ مَرْيَمَ	هَلْ	يَسْتَطِيعُ	رَبُّكَ	أَنْ	يُنَزِّلَ	عَلَيْنَا	مَائِدَةً
جب کہا	حواری (جمع)	اے عیسیٰؑ	ابن مریم	کیا	کر سکتا ہے	تمہارا رب	کہ وہ	اتارے	ہم پر	خوان

وہ وقت قابل یاد ہے جبکہ حواریین نے عرض کیا اے عیسیٰؑ ابن مریمؑ کیا آپ کے رب ایسا کر سکتے ہیں کہ ہم پر آسمان سے کچھ کھانا نازل فرمادیں

مِنَ السَّمَاءِ ۖ قَالَ اتَّقُوا اللَّهَ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ ﴿١١٢﴾ قَالُوا نُرِيدُ أَنْ نَأْكُلَ مِنْهَا وَتَطْمَئِنَّ

مِنَ	السَّمَاءِ	قَالَ	اتَّقُوا اللَّهَ	إِنْ	كُنْتُمْ	مُؤْمِنِينَ	قَالُوا	نُرِيدُ	أَنْ	نَأْكُلَ	مِنْهَا	وَ	تَطْمَئِنَّ
سے	آسمان	اس نے کہا	اللہ سے ڈرو	اگر	تم ہو	مومن (جمع)	انہوں نے کہا	ہم چاہتے ہیں	کہ	ہم کھائیں	اس سے	اور	مطمئن ہوں

آپ نے فرمایا کہ خدا سے ڈرو اگر تم ایماندار ہو۔ وہ بولے کہ ہم یہ چاہتے ہیں کہ اُس میں سے کھائیں اور ہمارے دلوں کو پورا اطمینان ہوجاوے

قُلُوبُنَا وَنَعْلَمَ أَنْ قَدْ صَدَقْتَنَا وَنَكُونَ عَلَيْهَا مِنَ الشَّاهِدِينَ ﴿١١٣﴾ قَالَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ

قُلُوبُنَا	وَنَعْلَمَ	أَنْ	قَدْ صَدَقْتَنَا	وَنَكُونَ	عَلَيْهَا	مِنَ	الشَّاهِدِينَ	قَالَ	عِيسَى	ابْنُ مَرْيَمَ
ہمارے دل	اور ہم جان لیں	کہ	تم نے ہم سے سچ کہا	اور ہم رہیں	اس پر	سے	گواہ (جمع)	کہا	عیسیٰؑ	ابن مریم

اور ہمارا یہ یقین اور بڑھ جاوے کہ آپ نے ہم سے سچ بولا ہے اور گواہی دینے والوں میں سے ہو جاویں عیسیٰ ابن مریم نے دُعا کی

اللَّهُمَّ رَبَّنَا أَنْزِلْ عَلَيْنَا مَائِدَةً مِنَ السَّمَاءِ تَكُونُ لَنَا عِيدًا لِأَوَّلِنَا وَآخِرِنَا وَآيَةً

اللَّهُمَّ	رَبَّنَا	أَنْزِلْ	عَلَيْنَا	مَائِدَةً	مِنَ	السَّمَاءِ	تَكُونُ	لَنَا	عِيدًا	لِأَوَّلِنَا	وَآخِرِنَا	وَآيَةً
اے اللہ	ہمارے رب	اُتار	ہم پر	خوان	سے	آسمان	ہو	ہمارے لئے	عید	ہمارے پہلوں کے لئے	اور ہمارے پچھلے	اور نشان

کہ اے اللہ اے ہمارے پروردگار ہم پر آسمان سے کھانا نازل فرمایئے کہ وہ ہمارے لئے یعنی ہم میں جو اول ہیں اور جو بعد ہیں سب کے لئے ایک خوشی کی بات ہوجاوے

مِنْكَ ۖ وَارْزُقْنَا وَأَنْتَ خَيْرُ الرَّازِقِينَ ﴿١١٤﴾ قَالَ اللَّهُ إِنِّي مُنَزِّلُهَا عَلَيْكُمْ ۖ فَمَنْ يَكْفُرْ بَعْدُ

مِنْكَ	وَارْزُقْنَا	وَأَنْتَ	خَيْرُ	الرَّازِقِينَ	قَالَ	اللَّهُ	إِنِّي	مُنَزِّلُهَا	عَلَيْكُمْ	فَمَنْ	يَكْفُرْ	بَعْدُ
تجھ سے	اور ہمیں روزی دے	اور تو	بہتر	روزی دینے والا	کہا	اللہ	بیشک میں	وہ اتاروں گا	تم پر	پھر جو	ناشکری کریگا	بعد

اور آپ کی طرف سے ایک نشان ہوجاوے اور آپ ہم کو عطا فرمایئے اور آپ سب عطا کرنے والوں سے اچھے ہیں۔ حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ میں وہ کھانا تم لوگوں پر نازل

مِنْكُمْ فَإِنِّي أُعَذِّبُهُ عَذَابًا لَا أُعَذِّبُهُ أَحَدًا مِنَ الْعَالَمِينَ ﴿١١٥﴾

مِنْكُمْ	فَإِنِّي	أُعَذِّبُهُ عَذَابًا	لَا	أُعَذِّبُهُ	أَحَدًا	مِنَ	الْعَالَمِينَ	
تم سے	تو میں	اسے عذاب دوں گا ایسا عذاب	نہ	عذاب دوں گا	کسی کو	سے	جہان والے	

کرنیوالا ہوں پھر جو شخص تم میں سے اُسکے بعد ناحق شناسی کریگا تو میں اُس کو ایسی سزا دونگا کہ وہ سزا دُنیا جہاں والوں میں سے کسی کو نہ دونگا

حواریوں کی تمنا کے مطابق آسمان سے دسترخوان کا اترنا

مائدہ عربی زبان میں کھانے سے سجے ہوئے خوان کو کہتے ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواریوں نے ان سے درخواست کی تھی کہ آسمان سے ان پر کھانا چنا ہوا خوان اترے۔ اسی مائدہ کے نازل ہونے کے درخواست کے واقعہ کی نسبت سے اس سورۃ کا نام بھی سورہ مائدہ ہو گیا۔

حواری حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لانے والے اور ان کا ساتھ دینے والوں کا خطاب ہے۔ تو ان آیات میں حواریوں کی طرف سے درخواست مائدہ کا واقعہ بیان کیا گیا ہے اور وہ یہ ہے کہ حواریوں نے عیسیٰ علیہ السلام سے درخواست کی کہ آسمان سے ہمارے لئے پکا پکایا تیار کھانا اترے اور اس درخواست کا منشا یہ بیان کیا کہ ہم چاہتے ہیں کہ ہم اس میں سے کھائیں کہ بے مشقت رزق حاصل ہو جائے اور ہمارے دلوں کو اطمینان حاصل ہو جائے اور ہمارے ایمان اور یقین میں اضافہ ہو جائے۔ اور ہم کو آپ کی نبوت کا اور آپ کی سچائی کا پورا یقین ہو جائے اور ہم کو قدرت الٰہی کا مشاہدہ ہو جائے۔ حضرت عیسیٰؑ نے ان کے جواب میں فرمایا کہ اللہ سے ڈرو اگر تم میری نبوت و رسالت پر یقین رکھتے ہو یعنی اول تو یہ تمہارا سوال خلاف ادب ہے۔ خلاف عادت امور کی فرمائش خلاف ادب ہے۔ اس قسم کی فرمائشیں معاندین کا طریقہ ہے۔ علاوہ ازیں اس سوال سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ تمہیں میری نبوت و رسالت میں شک ہے جب ہی تو تم نے مجھ سے اس معجزہ اور خارق عادت امر کی فرمائش کی۔ نیز مجھ کو یہ ڈر ہے کہ یہ خوان تمہارے فتنہ کا سامان نہ بن جائے لہٰذا تم اللہ سے ڈرو اور ایسی چیز کا سوال نہ کرو جو تمہارے لئے فتنہ کا سبب بنے۔ اور میری نسبت شک میں پڑ کر اپنے ایمان کو متزلزل نہ کرو۔ اس پر حوارین بولے کہ ہم آپ پر پورا ایمان رکھتے ہیں اور ہمیں ذرہ برابر شک نہیں لیکن ہم یہ چاہتے ہیں کہ اس خوان میں سے کھائیں جو آسمان سے نازل ہو کیونکہ جو رزق آسمان سے نازل ہوگا وہ سراسر مبارک ہوگا اور اس کے کھانے سے ظاہری و باطنی صحت و شفا حاصل ہوگی۔ اور اللہ کی عبادت اور بندگی میں قوت کا ذریعہ بنے گا۔ بہرحال ان کی درخواست پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بارگاہ الٰہی میں عرض کیا کہ اے ہمارے پروردگار ہم پر آسمان سے ایک خوان کھانے کا نازل فرما۔ اس کے جواب میں حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ اچھا میں تمہاری درخواست کے مطابق تم پر اس کو اتار دوں گا مگر اس کے اترنے کے بعد اس کا پورا حق ادا کرنا ہوگا ورنہ جو شخص اس کے نزول کے بعد ناقدری کرے گا تو سزا بھی پھر ایسی ملے گی کہ جہان بھر میں ایسی سزا کسی کو نہ ملے گی۔ اب قرآن پاک اس بارہ میں خاموش ہے کہ آیا یہ مائدہ نازل ہوا یا نہیں مگر حدیث کی بعض رویت سے پتہ چلتا ہے کہ مائدہ نازل ہوا اور صرف ایک دن ہی نہیں بلکہ بہت دنوں تک اترتا رہا۔ بالآخر بنی اسرائیل نے شرائط معاہدہ کی خلاف ورزی کی کہ اس میں خیانت کی اور چرا کر دوسرے روز کے واسطے رکھ چھوڑا جس پر نزول مائدہ موقوف ہو گیا اور خلاف ورزی کرنے والو ل پر عذاب الٰہی نازل ہوا اور ان کی صورتوں کو مسخ کر کے سور اور بندر بنا دیا گیا اور تین دن کے بعد وہ ہلاک ہو گئے۔ حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جو مائدہ آسمان سے نازل ہوا اس میں روٹی اور گوشت تھا۔

مذکورہ قصہ کی عبرتیں

اس قصۂ نزول مائدہ کو جو کہ دنیا میں ہوا یہاں لانے سے ایک امر تو یہ ثابت کرنا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام خود اپنا رازق اور معبود اللہ تعالیٰ کو جانتے تھے جب تو اللہ کے حضور میں درخواست پیش کی اور اپنے مدعا اور حاجت کو عرض کیا جس سے ان کی عبودیت ثابت ہوئی نہ کہ الوہیت جس کا کہ نصاریٰ دعویٰ کرتے ہیں۔ دوسرے اس واقعہ کو یہاں اطلاع دینے سے ایک تاکید یہ بھی مقصود معلوم ہوتی ہے کہ دیکھو جس طرح اصحاب مائدہ کو کفر آیات الٰہیہ سے دنیا میں کیسی سخت سزا دی گئی اسی طرح ان افراط و تفریط کرنے والوں کو (مراد یہود و نصاریٰ ہیں) کفر آیات الٰہیہ سے عقبیٰ میں سزا دی جائے گی۔

ان آیات زیر تفسیر میں یہی مضمون بیان فرمایا گیا ہے چنانچہ ارشاد ہوتا ہے۔ ''وہ وقت قابل یاد ہے جبکہ حوارین نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے عرض کیا کہ اے عیسیٰ ابن مریمؑ کیا آپ کے رب ایسا کر سکتے ہیں کہ ہم پر آسمان سے کچھ کھانا پکا پکایا نازل فرما دیں آپ

10 نے فرمایا کہ خدا سے ڈرو اگر تم ایماندار ہو۔ مطلب یہ کہ تم ایماندار ہو اس لئے خدا سے ڈرو اور معجزات کی فرمائش سے کہ یہ بات ادب کے خلاف ہے بچو۔ وہ بولے کہ ہمارا مقصود بے ضرورت فرمائش کرنا نہیں ہے جو کہ خلاف ادب ہے بلکہ ایک مصلحت سے اس کی درخواست کرتے ہیں وہ یہ کہ ہم ایک تو یہ چاہتے ہیں کہ برکت حاصل کرنے کو اُس میں سے کھائیں اور دوسرے یہ چاہتے ہیں کہ ہمارے دلوں کو ایمان پر پورا اطمینان ہو جائے اور ہمارا یہ یقین اور بڑھ جائے کہ آپ نے دعویٰ رسالت میں ہم سے سچ بولا ہے اور تیسرے یہ چاہتے ہیں کہ ہم اور لوگوں کے سامنے جنہوں نے یہ معجزہ نہیں دیکھا گواہی دینے والوں میں سے ہو جائیں کہ ہم نے ایسا معجزہ دیکھا ہے۔ عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام نے جب یہ دیکھا کہ اس درخواست میں ان کی غرض صحیح ہے تو حق تعالیٰ سے دعاء کی کہ اے اللہ اے ہمارے پروردگار ہم پر آسمان سے کھانا نازل فرمائیے کہ وہ مائدہ ہمارے لئے یعنی ہم میں جو اوّل موجودہ زمانہ میں ہیں اور جو بعد کے زمانہ میں آنے والے ہیں سب کے لئے ایک خوشی کی بات ہو جاوے اور میری پیغمبری پر آپ کی طرف سے ایک نشان ہو جاوے اور آپ ہم کو وہ فائدہ عطا فرمائیے اور آپ سب عطا کرنے والوں سے بڑھ کر ہیں۔ حق تعالیٰ نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ آپ ان لوگوں سے کہہ دیجئے کہ میں وہ کھانا تم لوگوں پر آسمان سے نازل کرنے والا ہوں پھر جو شخص تم میں سے اس کے بعد اُس کی ناحق شناسی کرے گا یعنی اس کے حقوق واجبہ عقلاً ونقلاً ادا نہ کرے گا تو میں اُس کو ایسی سزا دوں گا کہ وہ سزا اس وقت کے جہان والوں میں سے کسی کو نہ دوں گا"۔

دعا کیجئے:

یا اللہ آپ ہم کو ناشکری کے عذاب میں گرفتار نہ فرمائیے۔ ہماری کوتاہیوں سے درگزر فرمائیے۔ اور ہم کو اپنے رسولؐ پاک کے بتلائے طریقہ پر ہر نعمت کی شکر گزاری کی توفیق نصیب فرمائیے۔ آمین

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

وَاِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِيْ وَاُمِّيَ اِلٰهَيْنِ مِنْ دُوْنِ

وَاِذْ	قَالَ	اللّٰهُ	يٰعِيْسَى	ابْنَ مَرْيَمَ	ءَاَنْتَ	قُلْتَ	لِلنَّاسِ	اتَّخِذُوْنِيْ	وَاُمِّيَ	اِلٰهَيْنِ	مِنْ	دُوْنِ
اور جب	کہا	اللہ	اے عیسیٰؑ	ابن مریم	کیا۔تو	تونے کہا	لوگوں سے	مجھے ٹھہرالو	اور میری ماں	دو معبود	سے	سوائے

اور وہ وقت بھی قابل ذکر ہے جبکہ اللہ تعالیٰ فرمادیں گے کہ اے عیسیٰؑ ابن مریمؑ کیا تم نے ان لوگوں سے کہہ دیا تھا کہ مجھ کو اور میری ماں کو بھی علاوہ خدا کے معبود قرار دے لو

اللّٰهِ ؕ قَالَ سُبْحٰنَكَ مَا يَكُوْنُ لِيْۤ اَنْ اَقُوْلَ مَا لَيْسَ لِيْ ۗ بِحَقٍّ ؕ اِنْ كُنْتُ قُلْتُهٗ فَقَدْ عَلِمْتَهٗ ؕ تَعْلَمُ

اللّٰهِ	قَالَ	سُبْحٰنَكَ	مَا	يَكُوْنُ	لِيْ	اَنْ	اَقُوْلَ	مَا لَيْسَ	لِيْ	بِحَقٍّ	اِنْ	كُنْتُ قُلْتُهٗ	فَقَدْ عَلِمْتَهٗ	تَعْلَمُ
اللہ	اس نے کہا	تو پاک ہے	نہیں	ہے	میرے لئے	کہ	میں کہوں	نہیں	میرے لئے	حق	اگر	میں نے یہ کہا ہوتا	تو تجھے ضرور اسکا علم ہوتا	تو جانتا ہے

عیسیٰ علیہ السلام عرض کریں گے کہ میں تو آپ کو منزّہ سمجھتا ہوں مجھ کو کسی طرح زیبا نہ تھا کہ میں ایسی بات کہتا جس کے کہنے کا مجھ کو کوئی حق نہیں۔اگر میں نے کہا ہوگا تو آپ کو اُس کا علم ہوگا

مَا فِيْ نَفْسِيْ وَلَاۤ اَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِكَ ؕ اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ﴿۱۱۶﴾ مَا قُلْتُ لَهُمْ اِلَّا

مَا	فِيْ	نَفْسِيْ	وَ	لَاۤ اَعْلَمُ	مَا	فِيْ نَفْسِكَ	اِنَّكَ	اَنْتَ	عَلَّامُ	الْغُيُوْبِ	مَا قُلْتُ	لَهُمْ	اِلَّا
جو	میں	میرا دل	اور	میں نہیں جانتا	جو	تیرے دل میں	بیشک تو	تو	جاننے والا	چھپی باتیں	میں نے نہیں کہا	انہیں	مگر

آپ تو میرے دل کے اندر کی بات بھی جانتے ہیں اور میں آپ کے علم میں جو کچھ ہے اُس کو نہیں جانتا، تمام غیبوں کے جاننے والے آپ ہیں۔میں نے تو اُن سے اور کچھ نہیں کہا

مَاۤ اَمَرْتَنِيْ بِهٖۤ اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبَّكُمْ ۚ وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا مَّا دُمْتُ فِيْهِمْ ۚ

مَاۤ اَمَرْتَنِيْ	بِهٖ	اَنِ	اعْبُدُوا	اللّٰهَ	رَبِّيْ	وَرَبَّكُمْ	وَكُنْتُ	عَلَيْهِمْ	شَهِيْدًا	مَا دُمْتُ	فِيْهِمْ
جو تونے مجھے حکم دیا	اسکا	کہ	تم عبادت کرو	اللہ	میرا رب	اور تمہارا رب	اور میں تھا	ان پر	خبردار	جب تک میں رہا	اُن میں

مگر وہی جو آپ نے مجھ سے کہنے کو فرمایا تھا کہ تم اللہ تعالیٰ کی بندگی اختیار کرو جو میرا بھی رب ہے اور تمہارا بھی رب ہے، میں اُن پر مطلع رہا جب تک اُن میں رہا

فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِيْ كُنْتَ اَنْتَ الرَّقِيْبَ عَلَيْهِمْ ؕ وَاَنْتَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ﴿۱۱۷﴾

	فَلَمَّا	تَوَفَّيْتَنِيْ	كُنْتَ	اَنْتَ	الرَّقِيْبَ	عَلَيْهِمْ	وَاَنْتَ	عَلٰى	كُلِّ شَيْءٍ	شَهِيْدٌ	
	پھر جب	تونے مجھے اٹھالیا	تو تھا	تو	نگران	ان پر	اور تو	پر۔سے	ہر شے	باخبر	

پھر جب آپ نے مجھ کو اٹھا لیا تو آپ اُن پر مطلع رہے اور آپ ہر چیز کی پوری خبر رکھتے ہیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے عیسائیوں کے عقیدۂ الوہیت مسیح کے متعلق سوال اور عیسائیوں کے جرم کا حتمی ثبوت

گذشتہ آیات میں ان احسانات اور انعامات کا ذکر تھا جو حق تعالیٰ قیامت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو یاد دلائیں گے۔ان عظیم الشان احسانات اور ممتاز انعامات کو یاد دلا کر حق تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے دریافت فرمائیں گے کہ اے عیسیٰ ابن مریم بتلاؤ کہ کیا تم نے لوگوں سے کہا تھا کہ مجھ کو اور میری ماں کو معبود بنالو یا ان لوگوں نے خود اپنی طرف سے یہ عقیدہ تراش لیا تھا؟ اللہ تعالیٰ تو علیم وخبیر ہیں وہ تو ہر چیز کو جاننے والے ہیں۔لہٰذا عیسیٰ علیہ السلام سے یہ سوال اس لئے نہیں فرمائیں گے کہ اس کا جواب معلوم نہیں بلکہ درحقیقت قیامت کے دن یہ سوال

حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے محض ان کی امت کی ملامت اور سرزش کے لئے کیا جائے گا۔ تاکہ عیسیٰ علیہ السلام کے جواب سے وہ جھوٹے ٹھہریں اور ان پر اللہ کی حجت قائم ہو۔

الغرض جب اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے یہ سوال کریں گے تو لکھا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس سوال سے کانپ اٹھیں گے اور تمام بدن پر لرزہ طاری ہو جائے گا۔ جب سکون ہو جائے گا تو نہایت ادب سے عرض کریں گے۔ سُبْحٰنَكَ یعنی آپ پاک ہیں میں آپ کی پاکی بیان کرتا ہوں کہ آپ شریک سے پاک اور منزہ ہیں۔ یہ ممکن ہی نہیں کہ آپ کی ذات وصفات اور افعال میں شریک ہو سکے۔ نیز میرے لئے یہ ممکن ہی نہیں کہ میں زبان سے ایسی بات کہتا کہ جو میرے لئے کسی طرح زیبا نہیں اور پھر میں آپ کا نبی ہو کر ایسی جھوٹی بات کیوں کہنے لگا جو نہ بحیثیت عبدیت مجھ کو سزاوار ہے اور نہ بحیثیت نبوت کے۔ اس لئے کہ منصب نبوت ہدایت خلق کے لئے عطا کیا گیا تھا نہ کہ بندوں کو گمراہ کرنے کے لئے اور شرک کی دعوت دینے کے لئے۔ اگر بالفرض محال میں نے یہ بات کہی ہوگی تو آپ کے علم میں ہوگی اس لئے کہ آپ تو میرے باطن اور ضمیر کے حال کو خوب جانتے ہیں کیونکہ آپ تو علام الغیوب ہیں۔ پس جب میں اس قدر عاجز اور لاچار ہوں اور اس درجہ بے خبر ہوں کہ بغیر آپ کے بتلائے ہوئے کسی غیب کا مجھے علم نہیں ہو سکتا تو میں الوہیت کا دعویٰ کیسے کر سکتا تھا۔ اے خداوند عالم آپ نے لوگوں کی ہدایت کے لئے مجھے رسول بنا کر بھیجا تھا۔ میں نے ان سے صرف وہی کہا تھا جس کا آپ نے مجھ کو حکم دیا تھا اور وہ یہی کہ اللہ کی عبادت کرو جو میرا بھی پروردگار ہے اور تمہارا بھی پروردگار ہے۔ یہاں تک تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے متعلق عرض معروض کی آگے قوم کے متعلق عرض کریں گے کہ اے پروردگار عالم میں قوم کا نگراں اور نگہبان تھا۔ جب تک میں ان میں رہا یعنی مجھے ان کے صرف وہ حالات معلوم ہیں جو میرے سامنے پیش آئے پھر جب آپ نے مجھے دنیا سے اٹھا لیا تو میری نگرانی ختم ہوگئی اور اس وقت آپ ہی ان پر نگران اور نگہبان تھے یعنی آسمان پر اٹھائے جانے کے بعد جو کچھ ہوا مجھے اس کی خبر نہیں کہ کس طرح یہ لوگ گمراہ ہوئے اور ان کی گمراہی کا کیا سبب ہوا۔ مجھے معلوم نہیں کہ انہوں نے کس طرح مجھ کو اور میری والدہ کو خدائی کا درجہ دیدیا۔ یہ جو کچھ کیا سب میری تعلیم وتلقین کے خلاف کیا۔

یہ سوال اور جواب بھی اسی امر کو ثابت ہو چکا کہ عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے بندے اور پیغمبر تھے اور خدا کے فرمان کے مطابق اپنی زندگی میں توحید کا اعلان اور تبلیغ فرمائی اور نصاریٰ کا عقیدۂ تثلیث یہ محض افتراء بندی ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس بہتان سے بری ہیں۔ پس معلوم ہوا کہ نصاریٰ کا عقیدۂ الوہیت مسیح اور عقیدۂ ابنیت اور عقیدۂ تثلیث یہ سب بدعتیں اور گمراہیاں ہیں جو حضرت مسیح علیہ السلام کے بعد دین مسیح میں داخل ہوئیں اور عیسیٰ علیہ السلام ان سب سے بری اور بیزار ہیں۔ یہ سارا رکوع اللہ تبارک وتعالیٰ کی عظمت وجلال اور اُس کے سامنے انسان کی بندگی وعاجزی سے پر ہے اور نہایت بلیغ انداز میں عیسائیوں کے باطل عقائد کی تردید کر دی گئی اور بتلایا گیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی جو دعوت تھی وہ ایک رسول ہی کی دعوت تھی یعنی یہ کہ ہمیشہ توحید الٰہی کی دعوت دیتے رہے اور شرک سے منع کرتے رہے اور اپنی عبدیت کا اقرار کرتے رہے اور دن رات خدائے قدوس ہی کی عبادت اور بندگی میں لگے رہے اور قیامت کے دن حضرت عیسیٰ علیہ السلام اُن لوگوں سے براءت وبیزاری ظاہر فرمائیں گے جنہوں نے اُن کو اُلوہیت کا درجہ دیا۔

یہاں تک تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنا اور اپنی امت کا معاملہ عرض کیا آگے اپنی امت کے جزا وسزا کے متعلق عرض ہے۔ اور پھر اُس پر حق تعالیٰ جو ارشاد فرمائیں گے وہ اگلی خاتمہ کی آیات میں ظاہر کیا گیا ہے جس کا بیان ان شاء اللہ آئندہ درس میں ہوگا۔

دعا کیجئے: حق تعالیٰ ہم کو سچی توحید کا عقیدہ رکھنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ اور قیامت کے روز ہم کو اپنے نبی پاک، فخر الانبیاء، سید المرسلین، رحمت اللعالمین، محبوب رب العالمین کے جھنڈے کے نیچے جمع ہونا نصیب فرمائیں۔ یا اللہ ہم کو دنیا میں ایسے اعمال وعقائد کی توفیق عطا فرمایئے کہ جو میدان حشر میں ہم کو شافع محشر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سرخروئی نصیب ہو۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی اور شفاعت نصیب ہو۔ آمین وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ ۚ وَاِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿١١٨﴾ قَالَ اللّٰهُ

اِنْ	تُعَذِّبْهُمْ	فَاِنَّهُمْ	عِبَادُكَ	وَاِنْ	تَغْفِرْ	لَهُمْ	فَاِنَّكَ	اَنْتَ	الْعَزِيْزُ	الْحَكِيْمُ	قَالَ	اللّٰهُ
اگر	تو انہیں عذاب دے	تو بیشک وہ	تیرے بندے	اور اگر	تو بخشدے	انکو	تو بیشک تو	تو	غالب	حکمت والا	فرمایا	اللہ

اگر آپ اُن کو سزا دیں تو یہ آپ کے بندے ہیں اور اگر آپ اُن کو معاف فرما دیں تو آپ زبردست ہیں حکمت والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائیں گے

هٰذَا يَوْمُ يَنْفَعُ الصّٰدِقِيْنَ صِدْقُهُمْ ۚ لَهُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ

هٰذَا	يَوْمُ	يَنْفَعُ	الصّٰدِقِيْنَ	صِدْقُهُمْ	لَهُمْ	جَنّٰتٌ	تَجْرِيْ	مِنْ تَحْتِهَا	الْاَنْهٰرُ	خٰلِدِيْنَ	فِيْهَا
یہ	دن	نفع دے گا	سچے	انکا سچ	انکے لئے	باغات	بہتی ہیں	انکے نیچے	نہریں	ہمیشہ رہیں گے وہ	ان میں

کہ یہ وہ دن ہے کہ جو لوگ سچے تھے اُن کا سچا ہونا اُن کے کام آوے گا اُن کو باغ ملیں گے جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی جن میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے

اَبَدًا ۗ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ۗ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿١١٩﴾ لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

اَبَدًا	رَضِيَ	اللّٰهُ	عَنْهُمْ	وَ رَضُوْا	عَنْهُ	ذٰلِكَ	الْفَوْزُ	الْعَظِيْمُ	لِلّٰهِ	مُلْكُ	السَّمٰوٰتِ	وَالْاَرْضِ
ہمیشہ	راضی ہوا	اللہ	ان سے	اور وہ راضی ہوئے	اس سے	یہ	کامیابی	بڑی	اللہ کیلئے	بادشاہت	آسمانوں	اور زمین

اللہ تعالیٰ اُن سے راضی اور خوش اور یہ اللہ سے راضی اور خوش، یہ بڑی بھاری کامیابی ہے۔ اللہ ہی کی ہے سلطنت آسمانوں کی اور زمین کی۔ اور اُن

وَمَا فِيْهِنَّ ۚ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿١٢٠﴾

وَ	مَا	فِيْهِنَّ	وَهُوَ	عَلٰى	كُلِّ شَيْءٍ	قَدِيْرٌ
اور	جو	انکے درمیان	اور وہ	پر	ہر شے	قدرت والا۔قادر

چیزوں کی جو اُن میں موجود ہیں، اور وہ ہر شے پر پوری قدرت رکھتے ہیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی اپنی امت کے لئے سفارش

جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام سوال کے جوابات عرض کر کے حق تعالیٰ کے حضور میں اپنا بے قصور ہونا ظاہر فرما دیں گے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خیال آئے گا کہ حق تعالیٰ کا اتنا بڑا سوال بے وجہ نہیں۔ ضرور اس سوال سے یہ غرض ہوگی کہ میری امت ہونے کے دعویداروں کا اس طریقہ سے قصور ثابت کر کے ان کو ان کے کرتوتوں کی سزا دی جائے۔ اس لئے ایک رحم دل پیغمبر کی حیثیت سے آپ نہایت مناسب الفاظ میں انکی سفارش فرمائیں گے جو ان آیات میں بیان فرمایا گیا ہے۔

ایک زبردست حاکم کے سامنے مجرم کی بخشش کی درخواست کرنے کے لئے اس سے بہتر طریقہ نہیں ہوسکتا خصوصاً جب کسی مجرم کا جرم بلاشبہ ثابت ہو جائے اور حاکم بھی ایسا ہو کہ جس کے فیصلہ کو نہ کوئی ٹال سکے نہ اس کی اپیل ہو سکے تو سفارش کرنے کا بہترین طریقہ یہی ہے کہ جہاں تک ہو سکے مجرم کی بے بسی کا اور حاکم کی بے پناہ قدرت و طاقت کا اقرار کیا جائے چنانچہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا یہ کلام اسی طرز کا ہوگا اور چونکہ محشر میں کفار کے حق میں کوئی شفاعت اور استدعا رحم وغیرہ نہیں ہوسکتی اس لئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی درخواست میں غفور و رحیم وغیرہ صفات باری تعالیٰ کو اختیار نہیں فرمایا بلکہ عزیز حکیم فرمایا یعنی آپ زبردست غالب اور حکمت والے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا جواب

ان تمام مکالمات کے بعد اللہ تعالیٰ ارشاد فرماویں گے کہ یہ قیامت کا دن وہ دن ہے کہ جو لوگ دنیا میں باعتبار عقائد و اعمال و اقوال کے سچے تھے کہ وہ سچا ہونا اب ظاہر ہو رہا ہے جن میں انبیاء جن سے خطاب ہو رہا ہے اور مومنین جن کے ایمان کی انبیاء و ملائکہ سب شہادت دیں گے سب داخل ہیں ان کا سچا ہونا آج ان کے کام آوے گا اور وہ کام آنا یہ ہے کہ ان کو جنت کے باغ رہنے کو ملیں گے جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی جن میں وہ ہمیشہ ہمیشہ کو رہیں گے۔ اور یہ نعمتیں ان کو کیوں نہ ملیں کیونکہ اللہ تعالیٰ ان سے راضی اور خوش ہوں گے اور یہ اللہ تعالیٰ سے راضی اور خوش ہوں گے اور یہ جو کچھ مذکور ہوا بڑی بھاری کامیابی ہے یعنی دنیا کی کوئی کامیابی اس کے برابر نہیں ہو سکتی۔

سورۂ مائدہ کا تتمہ

اس تمام سورۃ کے خاتمہ پر ارشاد ہوتا ہے لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَ مَا فِيْهِنَّ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ گویا یہ آیت پوری سورۃ کا تتمہ ہے۔ اس سورۃ میں چند خصوصی مباحث کا بیان تھا یعنی بندوں کو میثاق الٰہی کی تکمیل کی ہدایت۔ بیان بعض احکام شرعیہ۔ اہل کتاب کے باطل عقائد کا رد۔ خصوصاً نصاریٰ کے عقائد کی بیخ کنی۔ اخیر میں قیام حشر کا بیان۔ توحید پرستوں کی وحدانیت اور صداقت کا سودمند ہونا اور ان کو سعادت ابدی حاصل ہونا۔ سورۃ کی ابتدا اللہ سے کئے ہوئے عہدوں کو پورا کرنے کی ہدایت سے ہوئی تھی اور خاتمہ پر اس کا نتیجہ بیان کر دیا گیا یعنی ابدی سعادت کا حاصل ہونا۔ جب یہ امور مکمل طور پر بیان کر دیئے گئے تو اخیر میں ذات پاک کی عظمت و کبریائی کا اظہار اور قدرت و جلال کا بیان کر کے اسی پر کلام کو ختم کیا جاتا ہے تو اس اخیر آیت کا حاصل مطلب یہ ہے کہ کائنات و موجودات سب خدا کی مخلوق اور مملوک اور ان کی مطیع فرمان ہے وہ ہر طرح اس میں تصرف کر سکتا ہے اور کرتا ہے کسی کو سرتابی کی مجال نہیں۔ تمام عالم اس کے دائرہ قدرت کے اندر ہے اور وہ ہر چیز پر پورا اختیار رکھتا ہے۔ اس لئے افراد انسانی کو بھی اس کے احکام سے سرتابی کسی طرح درست نہیں۔

ان آیات زیر تفسیر میں پہلی آیت اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَاِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ جن الفاظ میں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنی امت کی سفارش کی درخواست پیش کریں گے عجیب شان کی آیت ہے۔ حدیث میں ہے کہ ایک رات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صبح تک اسی آیت کو نماز میں پڑھتے رہے۔ حضرت ابوذرؓ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک رات اسی آیت کو پڑھتے رہے حتیٰ کہ رکوع اور سجدے میں بھی یہی آیت پڑھی۔ صبح کو جب اس کی وجہ میں نے پوچھی تو آپ نے فرمایا کہ میں رب عزوجل سے شفاعت امت کے لئے سوال کرتا رہا چنانچہ شرک کے سوا سب کو بخشنے کا اُس نے وعدہ فرمایا۔ ایک دوسری طویل حدیث میں حضرت ابوذرؓ کا بیان مروی ہے کہ حضرت ابوذرؓ کہہ رہے تھے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عشاء کی نماز پڑھائی۔ اُس کے بعد لوگ اپنی اپنی الگ نمازیں پڑھنے لگے اب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مسکن پر جا بیٹھے اور جب دیکھا کہ لوگ اپنے گھر چلے گئے ہیں تو پھر مصلے پر آ کر نماز میں مشغول ہو گئے اب میں بھی آ گیا اور آپ کے پیچھے نماز پڑھنے لگا۔ آپ نے داہنی طرف ہو جانے کا اشارہ کیا۔ میں داہنی طرف ہو گیا پھر ابن مسعودؓ ہمارے پیچھے کھڑے ہو گئے تو اُنہیں بائیں طرف ہو جانے کا اشارہ کیا۔ اب ہم تینوں اپنی الگ الگ نمازیں پڑھنے لگے لیکن آپ نے نماز میں ایک ہی آیت جو شروع کی تو اُسے کو پڑھتے پڑھتے صبح کر دی۔ میں نے عبداللہ ابن مسعودؓ سے کہا کہ رات بھر ایک ہی آیت پڑھنے کا سبب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھیں تو انہوں نے کہا کہ نہیں جب تک حضور خود ہی بیان نہ فرمائیں میں تو نہیں پوچھوں گا۔ اب میں نے جرات کر کے دریافت کیا یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر قربان۔ سارا قرآن اپ کے سینہ میں ہے لیکن آپ قرآن کی صرف ایک ہی آیت پڑھ رہے تھے۔ اگر ہم میں سے کوئی ایسا کرتا تو اُس پر اعتراض ہوتا تو آپ نے فرمایا کہ میں خدا سے امت کے لئے دعا کر رہا تھا میں نے پوچھا کہ پھر خدا سے کیا جواب ملا تو فرمایا جس

بات کا مجھ سے وعدہ کیا گیا ہے اگر اُس کو تم لوگ سن پاؤ تو اکثر تو نماز پڑھنا ہی چھوڑ دو گے اور خدا کی رحمت کا بہانہ لے لو گے۔ میں نے کہا کہ لوگوں کو کیا اس کی خوشخبری نہ پہنچادوں؟ فرمایا ہاں پہنچادو۔ میں کچھ دور ہی چلا تھا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہنے لگے یا رسول اللہ اگر لوگوں کو یہ بات پہنچا دی جائے گی تو عبادت ہی چھوڑ بیٹھیں گے تو آپ نے مجھے واپس بلالیا اور وہ یہ آیت تھی اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَاِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ پھر آپ نے اپنے ہاتھ اٹھائے اور فرمایا اَللّٰهُمَّ اُمَّتِيْ (اے میرے اللہ۔ میری امت) اور زار وقطار رو رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے جبرئیل علیہ السلام کو بھیجا۔ جبرئیل علیہ السلام نے رونے کی وجہ دریافت کی تو آپ نے جو جواب دینا تھا جبرئیل علیہ السلام کو دیا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے جبرئیل محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے جا کر کہو کہ ہم تمہاری امت کے بارے میں تمہیں راضی کر دیں گے اور آزردہ نہ کریں گے۔ اَللّٰهُمَّ رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰى رَسُوْلِ اللهِ۔

اب یہاں ہمیں بھی اپنے گریبانوں میں منہ ڈال کر غور کرنا چاہئے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تو اپنی امت کے لئے رات رات بھر دعائیں فرماتے رہیں تو کچھ ہم امتیوں پر بھی حق ایسے رسول رؤف الرحیم علیہ الصلوٰة والتسلیم کا ہے یا نہیں۔ اگر ہے اور یقیناً ہے تو پھر ہمیں بھی اُن حقوق کی ادائیگی کی فکر ہونی چاہئے۔ اے اللہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے اُن آنسوؤں کے طفیل میں کہ جو امت کے درد میں آپ نے بہائے ہم کو بھی اپنے رسول پاک کی سچی محبت عطا فرمادے اور آپ کی محبت وعظمت کے ساتھ آپ کے اتباع کی بھی توفیق عطا فرمادے۔ آمین

دعا کیجئے

اے اللہ قیامت کے جو احوال آپ نے اپنے کلام پاک میں بیان فرمائے ہیں اے اللہ ہم اس پر صدق دل سے ایمان لاتے ہیں۔

اے اللہ میدان حشر میں ہمیں شافع محشر علیہ الصلوٰة والسلام کے جھنڈے تلے جمع فرمائیے گا۔

اے اللہ آپ نے اس امت کی مغفرت کے لئے جو وعدہ اپنے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمائے ہیں ہمیں بھی ان وعدوں کا مصداق بنادیجئے۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

تفسیر وتشریح: بفضلہٖ تعالیٰ سورۂ مائدہ جو چھٹے پارہ لَا يُحِبُّ اللّٰهُ کے قریب رُبع سے شروع ہوئی تھی اور ساتویں پارہ وَاِذَا سَمِعُوْا کے قریب رُبع کے گذشتہ درس پر ختم ہوئی۔ اُس کا بیان پورا ہو گیا تھا جس میں ۱۶ رکوع تھے۔ اب ہر رکوع کا خلاصہ عرض کیا جاتا ہے تا کہ پوری سورۃ کے جملہ مضامین کا مفہوم پھر تازہ ہو جائے۔

اِس سورۃ کی ابتدا ایمان والوں سے مخاطب سے ہوئی تھی جس میں کہا گیا تھا کہ جو عہد و پیمان تم اپنے ذمہ لے لو اُسے پورا کرو پھر کھانے پینے میں بعض حرام چیزوں کو بیان کیا گیا جیسے مُردار۔ خون۔ سُور کا گوشت وغیرہ۔ عورتوں سے حسن سلوک کی تعلیم دی گئی نیز بتلایا گیا کہ عورت و مرد کے درمیان نکاح ہی کے ذریعہ جائز تعلق ہونا چاہیئے پھر اسی پہلے رکوع میں اسلام کے آخری مذہب ہونے اور اس دین کے مکمل ہونے کا اعلان کیا گیا۔

دوسرے رکوع میں وضو اور غسل کا طریقہ و احکام بتلائے گئے۔ پھر حالتِ مرض میں یا پانی نہ ملنے کی شکل میں تیمم کی اجازت دی گئی۔ پھر اُمّتِ مُسلمہ کے فریضہ عدل و انصاف اور شہادتِ حق کی یاد دہانی کرائی گئی عدل و انصاف کی تلقین کے ساتھ توکل علی اللہ کا درس دیا گیا۔

تیسرے رکوع میں اُن صفات و شرائط کو بتایا گیا ہے جن کی وجہ سے رضائے الٰہی اور قربِ الٰہی کا درجہ حاصل ہو سکتا ہے اور وہ یہ ہیں نماز۔ زکوٰۃ۔ سارے انبیاء پر ایمان صادق۔ تبلیغ دین۔ جہاد۔ جہاد کے لئے مالی امداد۔ پھر یہود کی دنیا پرستی کا تذکرہ ہے کہ انہوں نے چند روزہ زندگی کے عوض آخرت بیچ ڈالی ہے۔ ساتھ میں یہود کو اسلام کی دعوت دی گئی اور کہا گیا کہ کل قیامت میں نہ کہنا کہ کوئی نذیر و بشیر نہ آیا۔ دیکھ لو یہ نبی آخر الزمان آ گئے اور اب اتمام حجت ہو گئی ہے۔

چوتھے رکوع میں اُس واقعہ کا تذکرہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعوت اور جہاد کے لئے اُن کی پکار کا جواب کس طرح اور کتنے حیلوں اور بہانوں سے یہودیوں نے دیا تھا کیونکہ یہود کی تو ہمیشہ سے یہ خصلت رہی کہ حق اختیار نہ کرتے تھے۔ طرح طرح کے حیلہ اور بہانہ نکالتے تھے یہاں تک کہ ایک موقع پر اُنہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے یہ تک کہہ دیا کہ آپ اور آپ کا رب دونوں جاؤ اور لڑو ہم تو یہیں بیٹھے ہیں۔ ساتھ ہی بُزدلی کی مذمت کی گئی اور بتایا گیا کہ دنیا و اخرت میں فوز و فلاح دلیری اور ثبات قدمی سے حاصل ہو سکتی ہے۔

پانچویں رکوع میں حضرت آدم علیہ السلام کے دو بیٹے ہابیل و قابیل کے مشہور واقعہ کا تذکرہ کرتے ہوئے سبق دیا گیا ہے کہ حسد نہایت بُری چیز ہے اس سے بچے رہنا چاہیئے۔ پھر بتایا گیا کہ کسی برائی اور گناہ کی بنیاد جو قائم کرتا ہے تو جب تک دنیا میں وہ بُرائی اور گناہ ہوتا رہے گا اس کے عذاب میں وہ بانی بھی شریک رہے گا۔ اِسی طرح جو نیکی کی کوئی بنیاد رکھے گا تو جب تک وہ نیکی ہوتی رہے گی اس کے ثواب کا ایک حصہ اُس بانی کو بھی ملتا رہے گا۔ پھر اللہ اور رسول سے دشمنی اور ان کے احکام سے سرتابی کی قیامت میں ہولناک سزا کا تذکرہ کیا گیا۔

چھٹے رکوع میں اللہ کے راستہ میں جہاد کرنے کی تلقین ہے۔ پھر چوری کی سزا کا بیان ہے۔ چور مَرد ہو یا عورت ہو اُن کے ہاتھ کاٹنے کا حکم ہے۔ پھر یہودیوں کی شرارتوں اور بداعمالیوں کا ذکر ہے۔ اور اکثر و بیشتر جو اہل کتاب کی ضلالات و شرارت کے تذکرے ہوئے ہیں وہ مسلمانوں کو خبردار کرنے کیلئے ہیں تا کہ یہ امت یہود و نصاریٰ جیسی سرگرمیوں میں مبتلا نہ ہو جائے۔

ساتویں رکوع میں توراۃ کا ذکر کرتے ہوئے بتایا گیا کہ توراۃ میں بھی اللہ کے دین کو ہی قائم کرنے کی ہدایت تھی اور قرآن میں بھی یہی حکم ہے۔ لہٰذا اللہ کے دین کو قائم کرنا مسلمانوں کا اولین فریضہ ہے اور جو اللہ کے احکام کے مطابق فیصلے نہیں کرتے وہ کفر کی روش پر ہیں۔ پھر قصاص کے متعلق چند احکام بیان ہوئے جان کے بدلے جان۔ آنکھ کے بدلے آنکھ۔ ناک کے بدلے ناک اور کان کے بدلے کان۔

آٹھویں رکوع میں یہود و نصاریٰ سے دوستی رکھنے کو منع کیا گیا اور اس کی وجہ یہ بتائی گئی کہ منجملہ اور خرابیوں کے یہ بھی ہوگا کہ صحبت کے اثر سے تم بھی اُنہیں کی طرح ہو جاؤ گے۔ پھر اسلام سے پھرنے یعنی مُرتد ہونے کی مذمت بیان کر کے اُس پر دردناک عذاب کی خبر دی گئی۔

نویں رکوع میں تمام ایسے لوگوں سے دوستی کے تعلقات رکھنے سے منع کیا گیا جو دین کو مذاق بنائے ہوئے ہیں۔ پھر قرآن سے سرکشی کرنیوالوں کو سخت تنبیہ کی گئی ہے۔ ساتھ ہی اہل کتاب کے مقتدا اور علماء کا بیان ہے کہ وہ حرام کھاتے ہیں اور وہ بھی دنیا پرستی میں گرفتار ہیں۔

دسویں رکوع میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دعوت کا حکم دیا گیا ہے۔ پھر عیسائیوں کے مشرکانہ عقائد کا تذکرہ ہے۔ پھر حضرت عیسیٰ کے اصل منصب کا بیان ہے اور فرمایا گیا کہ وہی شخص کامیاب ہوگا جو اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہو۔

گیارھویں رکوع میں یہودیوں اور عیسائیوں کی خصلتوں کے بیان کا سلسلہ جاری رہا۔ ساتھ ہی اہل کتاب کی گمراہی کا یہ سب سے بڑا سبب بتایا گیا کہ قوم میں گناہ ہوتے رہتے تھے مگر اُس سے روکنے والا کوئی نہ تھا۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر سے غفلت قوم کو ہلاکت کے قریب کر دیتا ہے۔ نیز اِس رکوع میں بعض عیسائی نو مسلموں کی ایک صفت بیان کی گئی ہے کہ جب وہ قرآن سنتے ہیں تو اُن کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگتے ہیں اور ان کی سلامت روی کا تذکرہ ہے اور یہ کہ یہ لوگ قبولیت حق کی استعداد رکھتے ہیں۔

بارھویں رکوع میں مسلمانوں کو نصیحت کی گئی کہ وہ شریعت کی حدود کو نہ توڑیں۔ کسب حلال اور اکل حلال کی تلقین کی گئی ہے۔ شراب۔ جوا۔ پانسہ وغیرہ شیطانی کاموں سے روکا گیا ہے نیز اللہ اور اُس کے رسول کی سختی کے ساتھ اطاعت کا حکم ہے اور ایمان تقویٰ کی تلقین کی گئی ہے۔

تیرھویں رکوع میں احرام کی حالت میں جو کام کرنا ممنوع ہیں اُن کا بیان ہے اور جو جائز ہیں اُن کا تذکرہ ہے مثلاً خشکی کا شکار ممنوع ہے لیکن مچھلی کا شکار جائز ہے پھر خانہ کعبہ کی عظمت بیان کی گئی ہے۔

چودھویں رکوع میں بیکار اور لغو باتوں کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوالات کرنے سے منع کیا گیا۔ پہلی امتیں اِسی قسم کے سوالات کرنے سے گمراہ ہوئیں۔ پھر چند مشرکانہ رسموں کا بیان ہے اور اُن سے بچنے کی تاکید ہے۔ پھر وصیت کے متعلق گواہی کا بیان ہے اور گواہی کے بعض احکام بیان ہوئے۔

پندرھویں رکوع میں قیامت اور اُس کی ہولناکیوں کا تذکرہ کر کے سبق دیا گیا ہے کہ اگر آخرت میں سُرخروئی کی تمنا ہے تو اللہ اور رسول کی اطاعت کرو پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق بیان ہوا کہ وہ خدا یا خدا کے بیٹے نہ تھے بلکہ اللہ کے بندے اور رسول تھے اور اُن کے چند معجزوں کا بیان ہوا جیسے گہوارہ میں بات کرنا۔ اندھوں اور کوڑھیوں کو اچھا کر دینا۔ مُردوں کو زندہ کر دینا اللہ کے حکم سے۔ پھر چونکہ حضرت عیسیٰ کی بشریت و رسالت کا ذکر آ گیا تو یہ سمجھانے کیلئے کہ اُن کے حواری بھی اُن کو اللہ کا رسول اور بندہ ہی سمجھتے تھے مائدہ کے نازل ہونے کا واقعہ بیان فرمایا جس کے لئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے دعاء کی۔

سولھویں اور آخری رکوع میں نہایت بلیغ انداز میں عیسائیوں کے باطل عقیدوں کی تردید کی گئی ہے اور بتایا گیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی جو دعوت تھی وہ ایک رسول ہی کی دعوت تھی یعنی یہ کہ ایک خدا کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو۔ اُسی کی اطاعت و بندگی کرو۔ پھر خاتمہ پر اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنی کبریائی اور عظمت بیان کر کے سورۃ کو ختم فرمایا۔ **فَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ.**

اب اگلی سورۃ اَنعام کا بیان ان شاء اللہ آئندہ درس سے شروع ہوگا۔

دعا کیجئے: حق تعالیٰ قرآن پاک کا ذوق و شوق ہم کو عطا فرمائیں۔ اس کا علم اور اس پر عمل نصیب فرمائیں۔ جو احکام اور نصیحتیں اس سورۃ میں پڑھی اور سنی گئیں اُن کا ہم کو اتباع نصیب فرمائیں۔ یا اللہ ہم کو ایمان کامل اور اسلام صادق نصیب فرما اِسی پر جینا اور اُسی پر مرنا نصیب فرما۔ یا اللہ اس وقت یہودیت و نصرانیت کا جو فتنہ عظیم پھیل رہا ہے اُس سے امت مسلمہ کے ہر فرد کو بچنا نصیب فرما۔ یا اللہ اِس مُلک اور قوم میں بے دینی کی جو فضا پھیلی ہوئی ہے اُس کو مٹنا اور اس کی جگہ دین کی فضا کا پھیلنا ہم کو دیکھنا نصیب فرما۔ وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

سُوْرَةُ الْاَنْعَامِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ مِائَةٌ وَّخَمْسٌ وَّسِتُّوْنَ اٰيَةً وَّعِشْرُوْنَ رُكُوْعًا بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَجَعَلَ الظُّلُمٰتِ وَالنُّوْرَ ۬ ثُمَّ الَّذِيْنَ

اَلْحَمْدُ	لِلّٰهِ	الَّذِيْ	خَلَقَ	السَّمٰوٰتِ	وَالْاَرْضَ	وَجَعَلَ	الظُّلُمٰتِ	وَالنُّوْرَ	ثُمَّ	الَّذِيْنَ
تمام تعریفیں	اللہ کیلئے	وہ جس نے	پیدا کیا	آسمان (جمع)	اور زمین	اور بنایا	اندھیروں	اور روشنی	پھر	جنہوں نے

تمام تعریفیں اللہ ہی کیلئے لائق ہیں جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور تاریکیوں کو اور نور کو بنایا پھر بھی

كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ يَعْدِلُوْنَ ①

كَفَرُوْا	بِرَبِّهِمْ	يَعْدِلُوْنَ
کفر کیا (کافر)	اپنے رب کے ساتھ	برابر کرتے ہیں

کافر لوگ اپنے رب کے برابر قرار دیتے ہیں

سورۃ کا نام انعام کیوں رکھا گیا

اس سورۃ کا نام انعام ہے۔ انعام نعم کی جمع ہے۔ نعم کے معنیٰ ہیں جانور، چوپایہ، مویشی، اس سورۃ کے سولھویں اور سترھویں رکوع میں بعض جانور اور مویشیوں کے حرام ہونے اور بعض کے حلال ہونے کے متعلق اہل عرب کے ایام جاہلیت کے توہمات کی تردید کی گئی ہے۔ اس سلسلہ میں انعام کا لفظ کئی جگہ آیا ہے۔ اس لئے اس سورۃ کا نام ہی انعام قرار پایا۔

سورۃ کا نزول فضیلت وغیرہ

یہ سورت مکی ہے اور ایک ہی دفعہ ساری کی ساری مکہ میں نازل ہوئی۔ بجز ۶ آیتوں کے جو مدینہ میں نازل ہوئیں۔ اس سورت کے نزول کا زمانہ ہجرت سے ایک سال پہلے کا ہے۔ گویا مکی دور کے آخری زمانے میں نازل ہوئی۔ مکہ میں ایک ہی رات کے اندر اس شان سے نازل ہوئی کہ اس کو ستر ہزار فرشتے لے کر حاضر ہوئے تھے اور تسبیح پڑھتے جا رہے تھے۔ ملائکہ زمین و آسمان کو گھیرے ہوئے تھے اور فرشتوں کی تسبیح **سبحان اللہ و بحمدہ سبحان اللہ العظیم** کی گونج سے زمین و آسمان میں ہنگامہ تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی یہی تسبیح پڑھتے ہوئے سجدہ میں چلے گئے اور اسی وقت رات میں اس سورت کو لکھ لینے کا حکم دیا۔ پس جو سورۃ ۷۰ ہزار فرشتوں کی تسبیح و تحمید کی گونج کے ساتھ اتری ہو تو اس کی عظمت ظاہر ہے۔

اس سورت میں ۲۰ رکوعات ۱۶۵ آیات ۳۱۰۰ کلمات اور ۱۲۹۳۵ حروف ہونا بیان کئے گئے ہیں۔

سورۃ انعام کے مضامین

اس سورۃ کا اصل مضمون توحید کی تعلیم ہے اور ان سب غلط خیالات کا رد ہے۔ جن میں ایک سے زیادہ خدا مانے جاتے ہیں اور لوگ اللہ کے سوا دوسری چیزوں کے سامنے جھکتے ہیں۔ اور ان کی پرستش کرتے ہیں۔ عقیدہ توحید کی دعوت کے ساتھ عقیدۂ رسالت کا اثبات۔ عقیدۂ آخرت کی تبلیغ جاہلیت کے بعض توہمات کی تردید۔ اسلامی معاشرہ کی تعمیر جن بڑے بڑے اصول و بنیاد پر ہے ان کا تذکرہ دعوت نبوی اور منکرین رسالت کے اعتراضات کا جواب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کو جو مشکلات پیش آ رہی تھیں۔ ان پر ان کی تسلی، منکرین اور مخالفین کی غفلت پر تنبیہ و وعید۔ بت پرستی کی مذمت خدا پرستی کی دعوت۔ حضرت ابراہیمؑ کا بت پرستوں اور ستارہ پرستوں سے مباحثہ اور مناظرہ کے مضامین بھی بیان فرمائے گئے ہیں۔

سورۃ انعام کی پہلی آیت کا خلاصہ

پہلی آیت میں وہ اصل بات جو اسلام انسانوں کو سکھانا چاہتا ہے

بڑی خوبی سے بیان کردی گئی ہے۔ یعنی تمام جہان کا اور اس کی ساری چیزوں کا پیدا کرنے والا اور خالق صرف ایک اللہ ہے کیونکہ وہی ایک ذات ہے جس میں ساری خوبیاں' ساری صفات' ساری تعریفیں' ساری قوتیں اور ساری قدرتیں موجود ہیں۔ قرآن مجید کے نازل ہونے سے پہلے دنیا میں شاید ہی کوئی چیز بچی ہو جسے معبود بنا کر اس کی پرستش اور عبادت نہ کی گئی ہو۔

وہ ذات پاک جو تمام صفات و کمال کی جامع اور ہر قسم کی خوبیوں کا منبع ہونے کی وجہ سے سب تعریفوں اور ہر طرح کی حمد وثنا کی بلاشرکت غیرے مستحق ہے جس نے آسمان و زمین اور رات دن اندھیرا اجالا علم و جہل ہدایت و ضلالت موت و حیات غرض متقابل کیفیات اور متضاد احوال ظاہر فرمائے۔

نہ اس کی معبودیت اور الوہیت میں کوئی شریک۔ نہ اس کی ربوبیت میں کوئی ساتھی۔ اس لئے سب کا معبود وہی ایک ذات بننے کے لائق ہے۔ اس کے سوا کوئی قابل پرستش نہیں پھر تعجب ہے کہ ان حقائق کے ہوتے ہوئے کس طرح لوگ کسی چیز کو خدائی کا مرتبہ دے دیتے ہیں۔

غرضیکہ مقصود اس آیت کا توحید کی حقیقت اور اس کی واضح دلیل کو بیان فرما کر دنیا کے تمام انسانوں کو تنبیہ کرنا ہے کہ یہ زمین و آسمان کی وسیع عمارت خود بخود بن کر نہیں کھڑی ہوگئی بلکہ ان کا صانع کوئی ضرور ہے۔

دعا کیجئے

یا اللہ ہماری آئندہ نسلوں کو بھی توحید پر قائم رکھنا اور صرف اپنی بندگی اور اطاعت اور پرستش و عبادت ان کو نصیب فرمانا۔

یا اللہ آپ ہی کی وہ ذات پاک ہے جو تمام خوبیوں' صفات و کمال کی جامع ہے اور ہر طرح کی حمد وثنا کا مستحق ہے۔

یا اللہ ہماری اس حمد وثنا کو قبول فرما لے اور اپنے مومن بندوں میں ہمارا شمار فرمالے۔ آمین۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

هُوَ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ مِّنْ طِیْنٍ ثُمَّ قَضٰۤی اَجَلًا ؕ وَاَجَلٌ مُّسَمًّی عِنْدَهٗ ثُمَّ اَنْتُمْ تَمْتَرُوْنَ ۝۲

هُوَ	الَّذِیْ	خَلَقَکُمْ	مِنْ	طِیْنٍ	ثُمَّ	قَضٰی	اَجَلًا	وَاَجَلٌ	مُسَمًّی	عِنْدَهٗ	ثُمَّ	اَنْتُمْ	تَمْتَرُوْنَ
وہ	جس نے	تمہیں پیدا کیا	سے	مٹی	پھر	مقرر کیا	ایک وقت	اور ایک وقت	مقرر	اسکے ہاں	پھر	تم	شک کرتے ہو

وہ ایسا ہے جس نے تم کو مٹی سے بنایا پھر ایک وقت معین کیا اور دوسرا معین وقت خاص اللہ ہی کے نزدیک ہے پھر بھی تم شک رکھتے ہو۔

وَهُوَ اللّٰهُ فِی السَّمٰوٰتِ وَفِی الْاَرْضِ ؕ یَعْلَمُ سِرَّکُمْ وَجَهْرَکُمْ وَیَعْلَمُ مَا تَکْسِبُوْنَ ۝۳

وَهُوَ	اللّٰهُ	فِی	السَّمٰوٰتِ	وَ	فِی	الْاَرْضِ	یَعْلَمُ	سِرَّکُمْ	وَجَهْرَکُمْ	وَیَعْلَمُ	مَا تَکْسِبُوْنَ
اور وہ	اللہ	میں	آسمان (جمع)	اور	میں	زمین	وہ جانتا ہے	تمہارا باطن	اور تمہارا ظاہر	اور جانتا ہے	جو تم کماتے ہو

اور وہی ہے معبود برحق آسمانوں میں بھی اور زمین میں بھی وہ تمہارے پوشیدہ احوال کو بھی اور تمہارے ظاہر احوال کو بھی جانتے ہیں اور تم جو عمل کرتے ہو اُس کو جانتے ہیں

وَمَا تَاْتِیْهِمْ مِّنْ اٰیَةٍ مِّنْ اٰیٰتِ رَبِّهِمْ اِلَّا کَانُوْا عَنْهَا مُعْرِضِیْنَ ۝۴ فَقَدْ کَذَّبُوْا بِالْحَقِّ

وَ	مَا تَاْتِیْهِمْ	مِنْ	اٰیَةٍ	مِنْ	اٰیٰتِ	رَبِّهِمْ	اِلَّا	کَانُوْا	عَنْهَا	مُعْرِضِیْنَ	فَقَدْ کَذَّبُوْا	بِالْحَقِّ
اور	انکے پاس نہیں آئی	سے۔کوئی	نشانی	سے	نشانیاں	انکا رب	مگر	وہ ہوتے ہیں	اس سے	منہ پھیرنے والے	پس بیشک انہوں نے جھٹلایا	حق کو

اور اُن کے پاس کوئی نشانی بھی اُن کے رب کی نشانیوں میں سے نہیں آتی مگر وہ اُس سے اعراض ہی کیا کرتے ہیں سو انہوں نے اس سچی کتاب کو بھی جھوٹا بتلایا

لَمَّا جَآءَهُمْ ؕ فَسَوْفَ یَاْتِیْهِمْ اَنْۢبٰٓؤُا مَا کَانُوْا بِهٖ یَسْتَهْزِءُوْنَ ۝۵ اَلَمْ یَرَوْا کَمْ اَهْلَکْنَا مِنْ

لَمَّا	جَآءَهُمْ	فَسَوْفَ	یَاْتِیْهِمْ	اَنْۢبٰٓؤُا	مَا کَانُوْا	بِهٖ	یَسْتَهْزِءُوْنَ	اَلَمْ یَرَوْا	کَمْ	اَهْلَکْنَا	مِنْ
جب	اُن کے پاس آیا	سو جلد	انکے پاس آجائے گی	خبر (حقیقت)	جو وہ تھے	اسکا	مذاق اُڑاتے وہ	کیا انہوں نے نہیں دیکھا	کتنی	ہم نے ہلاک کردیں	سے

جبکہ وہ اُن کے پاس پہنچی سو جلد ہی ان کو خبر مل جاوے گی اُس چیز کی جس کے ساتھ یہ لوگ استہزا کیا کرتے تھے۔کیا انہوں نے دیکھا نہیں کہ ہم اُن سے

قَبْلِهِمْ مِّنْ قَرْنٍ مَّکَّنّٰهُمْ فِی الْاَرْضِ مَا لَمْ نُمَکِّنْ لَّکُمْ وَاَرْسَلْنَا السَّمَآءَ عَلَیْهِمْ مِّدْرَارًا ۪

قَبْلِهِمْ	مِنْ	قَرْنٍ	مَکَّنّٰهُمْ	فِی الْاَرْضِ	مَا	لَمْ نُمَکِّنْ	لَکُمْ	وَاَرْسَلْنَا	السَّمَآءَ	عَلَیْهِمْ	مِدْرَارًا
ان سے قبل	سے	امتیں	ہم نے انہیں جمادیا تھا	زمین (ملک) میں	جو	نہیں جمایا	تمہیں	اور ہم نے بھیجا	بادل	اُن پر	موسلا دھار

پہلے کتنی جماعتوں کو ہلاک کر چکے ہیں جن کو ہم نے دُنیا میں ایسی قوت دی تھی کہ تم کو وہ قوت نہیں دی اور ہم نے اُن پر خوب بارشیں برسائیں

وَّجَعَلْنَا الْاَنْهٰرَ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهِمْ فَاَهْلَکْنٰهُمْ بِذُنُوْبِهِمْ وَاَنْشَاْنَا مِنْۢ بَعْدِهِمْ قَرْنًا اٰخَرِیْنَ ۝۶

وَجَعَلْنَا	الْاَنْهٰرَ	تَجْرِیْ	مِنْ	تَحْتِهِمْ	فَاَهْلَکْنٰهُمْ	بِذُنُوْبِهِمْ	وَاَنْشَاْنَا	مِنْ	بَعْدِهِمْ	قَرْنًا	اٰخَرِیْنَ
اور ہم نے بنائیں	نہریں	بہتی ہیں	سے	انکے نیچے	پھر ہم نے انہیں ہلاک کیا	ان کے گناہوں کے سبب	اور ہم نے کھڑی کیں	سے	اُنکے بعد	امتیں	دوسری

اور ہم نے اُن کے نیچے سے نہریں جاری کیں پھر ہم نے اُن کو اُن کے گناہوں کے سبب ہلاک کر ڈالا اور اُن کے بعد دوسری جماعتوں کو پیدا کر دیا۔

انسان کی پیدائش و موت کا تذکرہ کر کے انسان کو غفلت سے بیدار کرنا

گذشتہ آیت میں تمام عالم و جہان کی پیدائش کا ذکر تھا۔اب ان آیات میں انسان کی پیدائش اور خلقت کو بیان فرمایا جاتا ہے اور بتلایا جاتا ہے کہ دیکھو شروع میں بیجان مٹی سے حضرت آدم علیہ السلام جو اول انسان ہیں ان کا پتلا تیار کر کے کس طرح حیاۃ اور کمالات انسانی فائض کئے اور آج بھی مٹی سے غذائیں نکلتی ہیں اور غذاؤں سے نطفہ اور نطفہ سے انسان بحکم الٰہی بنتے رہتے ہیں غرضیکہ اس طرح انسان کو عدم سے وجود میں لایا گیا۔ پھر ہر انسان کی موت کا ایک وقت مقرر کر دیا جبکہ آدمی دوبارہ اسی مٹی میں جا ملتا ہے جس سے پیدا کیا گیا تھا۔تو جہان کی پیدائش کا تذکرہ کرنے اور یہ بتلانے میں کہ ہر شخص کو ایک معین وقت تک زندہ رہنے کے بعد موت ہے۔ مقصد یہ ہے کہ انسان کی طرح اس جہان کا بھی فنا کا ایک وقت مقرر ہے جسے قیامت کبریٰ کہتے ہیں۔ قیامت صغریٰ یعنی شخصی موتیں چونکہ ہمیں پیش آتی رہتی ہیں۔ان کا علم بھی لوگوں کو ہوتا رہتا ہے۔لیکن قیامت کبریٰ کی ٹھیک مدت کا علم صرف اللہ تعالیٰ ہی کے پاس ہے۔ پھر اس پر تنبیہ کی جاتی ہے کہ انسانوں میں زندگی اور فنا کا سلسلہ دیکھتے ہوئے بھی اس تمام عالم کی فنا میں آدمی کیوں شک و تردد کرتا ہے۔تو گویا اس لطیف پیرایہ میں آثار قدرت بیان کر کے انسان فانی کو خواب غفلت سے بیدار کیا جاتا ہے اور تنبیہ کی جاتی ہے کہ انسان کے پیدا ہونے کے بعد موت آنی لازمی ہے اور اسی طرح سارا عالم ایک دن فنا ہو جائے گا اور قیامت آ جائے گی اس لئے شرک و کفر سے پرہیز کرو اور توحید خداوندی قبول کرو۔

معبود فقط اللہ ہے پھر تم کیوں شرک کرتے ہو

پھر آگے توحید الٰہی پر زور دیا جاتا ہے اور اوپر کے مضمون سے بطور نتیجہ بتلایا جاتا ہے کہ اللہ ہی وہ ذات ہے جو آسمانوں اور زمین میں لائق عبادت و طاعت ہے اور وہی تمہارے ظاہر و باطن کے ہر حال اور ہر قول و فعل سے پورا واقف ہے۔ مطلب یہ کہ تمہاری ذات اور تمہارا عمل اس کے احاطہ قدرت اور علم سے خارج نہیں پھر کیوں اس کو چھوڑ کر دوسروں کی پرستش کرتے ہو اور صفات الوہیت میں بتوں اور خیالی معبودوں کو اس کا شریک جانتے ہو۔حاصل کلام یہ کہ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا اعتراف کرنا چاہئے کہ وہی تمام نفوس کا خالق اور غیب و شہادت کا عالم ہے اور ایسی ہی ذات مستحق الوہیت و عبادت ہوسکتی ہے۔

کافروں کو تنبیہ کہ سابقہ اقوام سے عبرت پکڑو

آگے کفار مشرکین کا آیات الٰہیہ سے اعراض کرنا۔قرآن کی صداقت سے منہ موڑنا اور رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت سے انکار کرنا اور اس کی وجہ سے وہ جس سزا کے مستحق اپنے کو بنا رہے تھے اس کو بتلایا جاتا ہے اور اگرچہ یہ آیات مشرکین مکہ کے حق میں نازل ہوئی ہیں مگر حکم میں عموم ہے اور ہر سرکش و معاند کو شامل ہیں۔تو ان مشرکین اور معاندین کے بارے میں حق تعالیٰ خبر دے رہے ہیں کہ جب بھی اللہ تعالیٰ کی وحدانیت پر کوئی دلیل واضح یا رسول کی صداقت کی کوئی نشانی یا معجزہ یا حق بات ان کے پاس آئی تو وہ اس سے اعراض کرتے ہیں اور اس کی پرواہ تک نہیں کرتے اور حق کو جھٹلانے اور تکذیب کرنے لگتے ہیں اور اس سے بڑھ کر حق کا استہزا اور اس سے تمسخر کرتے ہیں۔اس لئے ان منکرین اور تکذیب کرنے والوں کو وعید شدید سنائی جارہی ہے کہ اس تکذیب کا نتیجہ انہیں دیکھنا ضروری ہے۔اور ان کو ڈرانے اور سمجھانے کے لئے پہلے لوگوں کا حال بتلایا جاتا ہے کہ جو ان سے زیادہ قوی۔اور کثیر التعداد تھے اور اموال و اولاد بھی زیادہ رکھتے تھے۔دولت و حکومت بھی حاصل تھی۔ پھر بھی انہیں ان کی نافرمانیوں اور گناہوں اور تکذیب انبیاء کے سبب ہلاک و تباہ و برباد کیا گیا اور ان کی جگہ دوسری قومیں آباد کی گئیں۔اس طرح کفار کو عذاب الٰہی سے ڈرایا گیا کہ اے اہل مکہ پہلی امتوں کے حالات پر نظر کرو کہ کس طرح عیش و آرام میں تھیں۔ جب انہوں نے خدا کے پیغمبروں کو جھٹلایا تو ان کا انجام کیسا خراب ہوا۔پس جب وہ امتیں ہلاکت سے نہ بچ سکیں جو ہر بات میں تم

سے بڑھ چڑھ کر تھیں تو تمہاری ہلاکت کیا مشکل ہے اور تم پر عذاب الٰہی نازل ہو جائے تو کیا تعجب ہے۔

کافروں کے لئے دنیا کی ذلت

یہاں ان آیات میں معاندین اور منکرین و مکذبین کے متعلق جو یہ فرمایا فَسَوْفَ يَأْتِيهِمْ أَنبَاءُ مَا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِءُونَ سو عنقریب ہی ان کو خبر مل جائے گی اس چیز کی جس کی وہ ہنسی اڑاتے تھے یعنی اس تمسخر اور عناد کا انجام ان کی نظر کے سامنے آ جائے گا تو اس میں عذاب آخرت کی تہدید تو موجود ہی ہے لیکن مفسرین نے اس کو آئندہ واقعات کے واسطے ایک پیشین گوئی بھی قرار دیا ہے یعنی دنیوی عذاب اور پکڑ کی طرف بھی اشارہ ہے۔ اور مشرکین مکہ کے متعلق اس پیشین گوئی کا پورا ہونا اس طرح لکھا ہے کہ مکہ کے بڑے بڑے کافر سرداروں کا جنگ بدر میں ذلت سے مارا جانا۔ قریش کا ہمت شکن مصائب اور قحط میں مبتلا ہونا اور نہایت ذلت کے ساتھ فتح مکہ کے بعد اہل اسلام کا مسخر ہونا اور بالآخر چار و ناچار قرآن کی صداقت کو ماننا یہ سب کچھ ان کی نظروں کے سامنے پورا ہوا۔ ان آیات میں فَأَهْلَكْنَاهُم بِذُنُوبِهِمْ (پھر ان کے گناہوں پر ہم نے ان کو ہلاک کر دیا) کی خبر سے معلوم ہوا کہ گناہوں کی شامت اعمال دنیا میں بھی تباہی و بربادی لاتی ہے۔

دعا کیجئے

اے اللہ! ہم آپ ہی کو اپنا خالق و رازق مانتے ہیں آپ ہی نے ہمیں مقررہ زندگی عطا فرمائی ہے اور آپ ہی کے پاس بیشک ہم کو دوبارہ مرنے کے بعد پھر زندہ ہو کر پہنچنا ہے۔

اے اللہ جب ہم آپ کے پاس حاضر ہوں تو ہم پر اپنا فضل و کرم فرمایئے گا۔

اے اللہ ہمارے عیوب کی پردہ پوشی فرمایئے گا اور اپنے اطاعت گزار بندوں کے ساتھ ہمارا حشر نشر فرمایئے گا۔

یا اللہ گذشتہ امتوں کی ہلاکت و تباہی کی جو خبر قرآن پاک نے دی ہے اس سے ہم کو عبرت و نصیحت حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمایئے۔ آمین

وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِينَ

وَلَوْ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ كِتٰبًا فِيْ قِرْطَاسٍ فَلَمَسُوْهُ بِاَيْدِيْهِمْ لَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ هٰذَآ اِلَّا

وَلَوْ	نَزَّلْنَا	عَلَيْكَ	كِتٰبًا	فِيْ	قِرْطَاسٍ	فَلَمَسُوْهُ	بِاَيْدِيْهِمْ	لَقَالَ	الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا	اِنْ هٰذَآ	اِلَّا
اور اگر	ہم اتاریں	تم پر	کچھ لکھا ہوا	میں	کاغذ	پھر اُسے چھولیں	اپنے ہاتھوں سے	البتہ کہیں گے	جن لوگوں نے کفر کیا (کافر)	نہیں یہ	مگر

اور اگر ہم کاغذ پر لکھا ہوا کوئی نوشتہ آپ پر نازل فرماتے پھر اُس کو یہ لوگ اپنے ہاتھوں سے چھو بھی لیتے تب بھی یہ کافر لوگ یہی کہتے کہ یہ کچھ بھی نہیں مگر

سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۷﴾ وَقَالُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ مَلَكٌ ۭ وَلَوْ اَنْزَلْنَا مَلَكًا لَّقُضِيَ الْاَمْرُ ثُمَّ لَا يُنْظَرُوْنَ ﴿۸﴾

سِحْرٌ	مُّبِيْنٌ	وَقَالُوْا	لَوْ	لَآ اُنْزِلَ	عَلَيْهِ	مَلَكٌ	وَلَوْ	اَنْزَلْنَا	مَلَكًا	لَّقُضِيَ	الْاَمْرُ	ثُمَّ	لَا يُنْظَرُوْنَ
جادو	کھلا	اور وہ کہتے ہیں	کیوں	نہیں اتارا گیا	اس پر	فرشتہ	اور اگر	ہم اتارتے	فرشتہ	تو تمام ہوگیا ہوتا	کام	پھر	انہیں مہلت نہ دی جاتی

صریح جادو ہے اور یہ لوگ یوں کہتے ہیں کہ اُن کے پاس کوئی فرشتہ کیوں نہیں بھیجا گیا اور اگر ہم کوئی فرشتہ بھیج دیتے تو سارا قصہ ہی ختم ہو جاتا پھر اُن کو ذرا مہلت نہ دی جاتی

وَلَوْ جَعَلْنٰهُ مَلَكًا لَّجَعَلْنٰهُ رَجُلًا وَّلَلَبَسْنَا عَلَيْهِمْ مَّا يَلْبِسُوْنَ ﴿۹﴾ وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ

وَلَوْ	جَعَلْنٰهُ	مَلَكًا	لَّجَعَلْنٰهُ	رَجُلًا	وَ	لَلَبَسْنَا	عَلَيْهِمْ	مَّا يَلْبِسُوْنَ	وَلَقَدِ	اسْتُهْزِئَ	بِرُسُلٍ
اور اگر	ہم اُسے بناتے	فرشتہ	تو ہم اُسے بناتے	آدمی	اور	ہم شبہ ڈالتے	ان پر	جو وہ شبہ کرتے ہیں	اور البتہ	ہنسی کی گئی	رسولوں کیساتھ

اور اگر ہم اُس کو فرشتہ تجویز کرتے تو ہم اُس کو آدمی ہی بناتے اور ہمارے اس فعل سے پھر اُن پر وہی اشکال ہوتا جو اب اشکال کر رہے ہیں۔ اور واقعی آپ سے پہلے جو پیغمبر ہوئے ہیں

مِّنْ قَبْلِكَ فَحَاقَ بِالَّذِيْنَ سَخِرُوْا مِنْهُمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۱۰﴾ قُلْ سِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ

مِّنْ	قَبْلِكَ	فَحَاقَ	بِالَّذِيْنَ	سَخِرُوْا	مِنْهُمْ	مَا	كَانُوْا	بِهٖ	يَسْتَهْزِءُوْنَ	قُلْ	سِيْرُوْا	فِي الْاَرْضِ
سے	آپ سے پہلے	تو گھیر لیا	ان لوگوں کو جنہوں نے	ہنسی کی	ان سے	جو۔جس	وہ تھے	اس پر	ہنسی کرتے	آپ کہہ دیں	سیر کرو	زمین (ملک)

اُن کے ساتھ بھی استہزا کیا گیا ہے پھر جن لوگوں نے اُن سے تمسخر کیا تھا انکو اُس عذاب نے آگھیرا جس کا تمسخر اُڑاتے تھے آپ فرما دیجئے کہ ذرا زمین میں چلو پھرو

ثُمَّ انْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۱۱﴾

ثُمَّ	انْظُرُوْا	كَيْفَ	كَانَ	عَاقِبَةُ	الْمُكَذِّبِيْنَ
پھر	دیکھو	کیسا	ہوا	انجام	جھٹلانے والے

پھر دیکھ لو کہ تکذیب کرنے والوں کا کیا انجام ہوا۔

کفار مکہ کے عناد کا اظہار اور اس کا جواب

کفار مکہ قرآن کے کلام الٰہی ہونے میں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت میں کبھی تو یہ شبہ کرتے کہ آسمان سے لکھی ہوئی کتاب کیوں نہیں اتری۔ کبھی یہ مطالبہ کرتے کہ چار فرشتہ اپنی اصلی شکل میں نمودار ہو کر ہمارے سامنے آ کر آپ کے صدق کی گواہی دیں۔ کبھی یہ کہتے کہ نبی بشری اور انسانی صورت میں کیوں بھیجا گیا۔ کسی فرشتہ کو نبی بنا کر کیوں نہیں بھیجا۔ ان آیات میں کفار کی ان خرافات و مہملات کا رد فرمایا گیا اور حق تعالیٰ شانہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تسلی کے لئے جواباً بتلایا کہ یہ سب ان کفار معاندین کی مسخرے پن کی باتیں ہیں۔ ان کے یہ

مطالبات کسی غرض اور مقصد کے لئے نہیں۔ یہ لوگ تو اس درجہ معاند اور ضدی ہٹ دھرم ہیں کہ جو کچھ یہ طلب کر رہے ہیں اگر اس سے بھی زیادہ واضح صورتیں آپ کی سچائی کی ان کے سامنے آ جائیں جب بھی یہ قبول نہ کریں۔ مثلاً اگر ہم ان کی فرمائش کے مطابق آسمان سے لکھی ہوئی کتاب بھی اتار دیں اور یہ لوگ اپنے ہاتھوں سے اس کتاب کو چھو بھی لیں کہ محض تخیل یا نظر بندی نہیں ہے تب بھی یہ یہی کہیں گے کہ یہ تو کھلا ہوا صریح جادو ہے۔ رہا فرشتہ کا آنا اور ان کا یہ مطالبہ کرنا کہ آپ پر کوئی فرشتہ ایسا کیوں نہیں اتارا گیا جو ہمارے روبرو ہو کر آپ کی صداقت کی شہادت دے اس کے متعلق جواب دیا گیا کہ اگر ہم ان کی فرمائش کے مطابق اسی طرح کوئی فرشتہ اتارتے تو بات فیصل ہو جاتی اور سارا قصہ ہی ختم ہو جاتا اور وہ اس طرح کہ اگر فرشتہ اپنی اصلی صورت میں آئے تو یہ لوگ ایک منٹ کے لئے بھی اس کا تحمل نہ کر سکیں۔ اس کے رعب و ہیبت سے ان کا دم نکل جائے چنانچہ یہ حقیقت ہے کہ یہ صرف انبیاء علیہم السلام کا ہی ظرف ہوتا ہے جو اصلی صورت میں فرشتہ کی رویت کا تحمل کر سکتے ہیں۔

پھر اگر ان لوگوں کی ایسی فرمائش پوری کر دیجائے اور اس پر بھی نہ مانے جیسا کہ ان کے معاندانہ احوال و اطوار سے ظاہر ہے تو پھر سنت اللہ کے موافق ان کو مہلت قطعاً نہیں دی جائے گی اور ایسا عذاب آئے گا جو فرمائش کرنے والوں کو بالکل نیست و نابود کر دے گا۔ اس لحاظ سے بھی اس طرح کی فرمائشوں کا پورا نہ کرنا عین رحمت ہے۔

اب چونکہ فرشتہ کو اصلی صورت میں نہ بھیجنے کی وجہ بتلا دی گئی۔ اس لئے کفار معاندین کے دوسرے احتمال کا جواب بھی دیا گیا وہ یہ کہ اگر کفار کے سمجھانے کے لئے اگر فرشتہ ہی بھیج دیں تو بھی وہ اپنا کام اسی صورت میں کر سکتا ہے جب وہ ان کے درمیان آدمی کی شکل وصورت میں آئے اور رہے اور پھر ان کے لئے اس کے بعد بھی یہ کہنے کا موقع رہے گا کہ ہمیں کیسے یقین ہو یہ آدمی نہیں فرشتہ ہے۔ تو اس وقت بھی یہی کہیں گے کہ فرشتہ ہوتا تو ہم مان لیتے۔ نہ ماننے کا بہانہ جیسا اب کر رہے ہیں ویسے ہی جب بھی کریں گے کیونکہ جب ارادہ دل میں ماننے کا نہیں ہوتا تو ہر دلیل میں کوئی نہ کوئی بات نکال لی جاتی ہے۔ خلاصہ یہ کہ غایت عناد سے یہ ایسی باتیں نکالتے ہیں جو ہدایت اور حق واضح ہونے کا طریق نہیں اور جو اس کا طریقہ ہے کہ آیات الٰہیہ و معجزات موجودہ میں غور کریں اس سے کام نہیں لیتے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تسلی

چونکہ کفار کے انکار و تکذیب سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو رنج و غم ہوتا تھا اس لئے آپ کی تسلی کے لئے آپ کو خطاب فرمایا گیا کہ آپ ان کفار کے استہزا اور تمسخر سے مغموم اور دلگیر نہ ہوں۔ یہ کوئی نئی بات نہیں اور آپ کے ساتھ مخصوص نہیں۔ انبیاء سابقین کو بھی انہی حالات سے دوچار ہونا پڑا ہے۔ پھر جو ان مکذبین اور دشمنان انبیاء کا حشر ہوا وہ سب کے سامنے ہے۔ ان موجودہ کفار کو بھی خدا اسی طرح سزا دے سکتا ہے جو اگلے مجرموں کو دی گئی۔ انبیاء کی تکذیب کرنے والی قوموں کا جو انجام دنیا میں ہوا وہ ملکوں کی سیر و سیاحت اور تباہ شدہ اقوام کے آثار کا ملاحظہ کرنے سے اور نظر عبرت سے ان کے واقعات دیکھنے سے صاف نظر آ جائے گا کہ تکذیب انبیاء نے ان کو کس طرح برباد کیا کہ ان کا نام لینے والا باقی نہ رہا۔

دعا کیجئے

یا اللہ ہم کو ہر حال میں حق کا اتباع نصیب فرما اور کفار کی خصلت عناد اور ضد سے کامل طور پر بچا۔

ہم کو اپنے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا پکا اور سچا امتی بن کر زندہ رہنے اور اسی پر مرنے کی سعادت نصیب فرما۔ آمین

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

قُلْ لِّمَنْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ قُلْ لِّلّٰهِ ۭ كَتَبَ عَلٰي نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ ۭ لَيَجْمَعَنَّكُمْ

قُلْ	لِمَنْ	مَا	فِي السَّمٰوٰتِ	وَ	الْاَرْضِ	قُلْ	لِلّٰهِ	كَتَبَ	عَلٰى نَفْسِهٖ	الرَّحْمَةَ	لَيَجْمَعَنَّكُمْ
آپ پوچھیں	کس کیلئے	جو	آسمانوں میں	اور	زمین	کہدیں	اللہ کیلئے	لکھی ہے	اپنے (نفس) آپ+پر)	رحمت	تمہیں ضرور جمع کریگا

آپ کہیئے کہ جو کچھ آسمانوں اور زمین میں موجود ہے یہ سب کس کی ملک ہے آپ کہہ دیجئے کہ سب اللہ ہی کی مِلک ہے اللہ تعالیٰ نے مہربانی فرمانا اپنے اوپر لازم فرمالیا ہے

اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَا رَيْبَ فِيْهِ ۭ اَلَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۲﴾ وَلَهٗ مَا سَكَنَ

اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ	لَا رَيْبَ	فِيْهِ	اَلَّذِيْنَ	خَسِرُوْٓا	اَنْفُسَهُمْ	فَهُمْ	لَا يُؤْمِنُوْنَ	وَلَهٗ	مَا	سَكَنَ
قیامت کادن	نہیں شک	اسمیں	جولوگ	خسارہ میں ڈالا	اپنے آپ	تو وہی	ایمان نہیں لائیں گے	اوراسکے لئے	جو	بستا ہے

تم کو خدا تعالیٰ قیامت کے روز جمع کریں گے اس میں کوئی شک نہیں جن لوگوں اپنے کو ضائع کرلیا ہے سو وہ ایمان نہ لاویں گے اللہ ہی کی مِلک ہے سب جو کچھ

فِي الَّيْلِ وَالنَّهَارِ ۭ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۱۳﴾ قُلْ اَغَيْرَ اللّٰهِ اَتَّخِذُ وَلِيًّا فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ

فِي	الَّيْلِ	وَالنَّهَارِ	وَهُوَ	السَّمِيْعُ	الْعَلِيْمُ	قُلْ	اَغَيْرَ	اللّٰهِ	اَتَّخِذُ	وَلِيًّا	فَاطِرِ	السَّمٰوٰتِ
میں	رات	اوردن	اوروہ	سُننے والا	جاننے والا	آپ کہدیں	کیا سوائے	اللہ	میں بناؤں گا	کارساز	بنانے والا	آسمان (جمع)

رات میں اور دن میں رہتے ہیں اور وہی ہے بڑا سننے والا بڑا جاننے والا آپ کہیئے کہ کیا اللہ کے سوا جو کہ آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے والے ہیں

وَالْاَرْضِ وَهُوَ يُطْعِمُ وَلَا يُطْعَمُ ۭ قُلْ اِنِّىْٓ اُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ اَوَّلَ مَنْ اَسْلَمَ وَلَا تَكُوْنَنَّ

وَالْاَرْضِ	وَهُوَ	يُطْعِمُ	وَلَا يُطْعَمُ	قُلْ	اِنِّىْٓ اُمِرْتُ	اَنْ	اَكُوْنَ	اَوَّلَ	مَنْ	اَسْلَمَ	وَ	لَا تَكُوْنَنَّ
زمین	اوروہ	کھلاتا ہے	اوروہ کھاتا نہیں	آپ کہدیں	بیشک مجھ حکم دیا گیا	کہ	میں ہوجاؤں	سب سے پہلا	جو۔جس	حکم مانا	اور	توہرگز نہ ہو

اور جو کہ کھانے کو دیتے ہیں اور انکو کوئی کھانے کو نہیں دیتا اور کسی کو معبود قرار دوں، آپ فرمادیجئے کہ مجھ کو یہ حکم ہوا ہے کہ سب سے پہلے میں اسلام قبول کروں

مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۱۴﴾ قُلْ اِنِّىْٓ اَخَافُ اِنْ عَصَيْتُ رَبِّيْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ﴿۱۵﴾ مَنْ يُّصْرَفْ

مِنَ	الْمُشْرِكِيْنَ	قُلْ	اِنِّىْٓ	اَخَافُ	اِنْ	عَصَيْتُ	رَبِّيْ	عَذَابَ	يَوْمٍ عَظِيْمٍ	مَنْ	يُّصْرَفْ
سے	شرک کرنے والے	آپ کہدیں	بیشک میں	میں ڈرتا ہوں	اگر	میں نافرمانی کروں	اپنا رب	عذاب	بڑا دن	جو۔جس	پھیر دیا جائے

اور تم مشرکین میں سے ہرگز نہ ہونا آپ کہہ دیجئے کہ میں اگر اپنے رب کا کہنا نہ مانوں تو میں ایک بڑے دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں۔ جس شخص سے

عَنْهُ يَوْمَىِٕذٍ فَقَدْ رَحِمَهٗ ۭ وَذٰلِكَ الْفَوْزُ الْمُبِيْنُ ﴿۱۶﴾ وَاِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ

عَنْهُ	يَوْمَىِٕذٍ	فَقَدْ	رَحِمَهٗ	وَذٰلِكَ	الْفَوْزُ الْمُبِيْنُ	وَاِنْ	يَّمْسَسْكَ	اللّٰهُ	بِضُرٍّ	فَلَا	كَاشِفَ
اس سے	اس دن	تحقیق	اس پر رحم کیا	اور یہ	کامیابی کھلی	اور اگر	تمہیں پہنچائے	اللہ	کوئی سختی	تو نہیں	دور کرنے والا

اُس روز وہ عذاب ہٹا دیا جاوے گا تو اُس پر اللہ تعالیٰ نے بڑا رحم کیا اور یہ صریح کامیابی ہے۔ اور اگر تجھ کو اللہ تعالیٰ کوئی تکلیف پہنچاویں تو اُس کا دور کرنے والا

لَهٗٓ اِلَّا هُوَ ۭ وَاِنْ يَّمْسَسْكَ بِخَيْرٍ فَهُوَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝۱۷ وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهٖ ۭ 11

لهٗ	اِلّا هُوَ	وَاِنْ	یَمْسَسْکَ	بِخَیْرٍ	فَهُوَ	عَلٰی	کُلِّ شَیْءٍ	قَدِیْرٌ	وَهُوَ	الْقَاهِرُ	فَوْقَ	عِبَادِهٖ
اسکا	اسکے سوا	اور اگر	وہ پہنچائے تمہیں	کوئی بھلائی	تو وہ	پر	ہر شے	قادر	اور وہ	غالب	اوپر	اپنے بندے

سوا اللہ تعالیٰ کے اور کوئی نہیں اور اگر تجھ کو کوئی نفع پہنچادیں تو وہ ہر چیز پر پوری قدرت رکھنے والے ہیں۔ اور وہی اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے اوپر غالب ہیں برتر ہیں

وَهُوَ الْحَكِيْمُ الْخَبِيْرُ ۝۱۸

وَهُوَ	الْحَکِیْمُ	الْخَبِیْرُ
اور وہ	حکمت والا	خبر رکھنے والا

اور وہی بڑی حکمت والے پوری خبر رکھنے والے ہیں۔

کافروں پر اتمام حجت

ان آیات میں پھر وہی مضمون توحید اور صفات باری تعالیٰ بیان فرمایا جاتا ہے اور ان آیات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب کر کے تلقین فرمایا جاتا ہے کہ اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم آپ ان معاندین سے بطور الزام اور اتمام حجت کے یہ پوچھئے کہ جو کچھ آسمانوں اور زمین میں موجود ہے یہ کس کی ملک ہے؟ اول تو وہ خود ہی یہ جواب دیں گے کہ اللہ کی ملک ہے۔ جس سے توحید ثابت ہو جائے گی اور اگر بالفرض وہ کسی خوف یا ڈر یا دباؤ یا لالچ یا شرم وحیا کی بناء پر اس کا جواب نہ دیں تو آپ کہہ دیجئے کہ یہ سب اللہ ہی کی ملک ہے اور تمہارے بت کسی چیز کے بھی مالک نہیں اور اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم آپ ان سے یہ بھی کہہ دیجئے کہ اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل وکرم اور وعدہ سے توبہ کرنے والوں کے ساتھ مہربانی فرمانا اپنے اوپر لازم فرمالیا ہے۔ وہ اپنی رحمت سے عقوبت میں جلدی نہیں کرتا اور فوری سزا میں نہیں پکڑتا بلکہ توبہ اور انابت کو قبول کرتا ہے لہٰذا اگر تم کفر وشرک سے توبہ کرو گے اور اس کی طرف متوجہ ہو گے تو وہ ارحم الراحمین تمہارے پچھلے گناہ معاف فرمادے گا۔

غرض یہ کہ ان سرکشوں کو باوجود حجت پوری ہو جانے کے جب توحید واقع میں بھی حق ہے اور کفر وشرک سے توبہ موجب رحمت بھی ہے تو ان کو توحید اختیار کر لینا چاہئے

کافروں کو آخرت کے حساب کے بارے میں تنبیہ

اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان سے یہ بھی کہہ دیجئے کہ اگر تم نے توحید کو قبول نہ کیا تو پھر سزا بھی بھگتنی ہوگی کیونکہ تم کو خدا تعالیٰ قیامت کے روز زندہ کر کے میدان حشر میں جمع کریں گے اور سب کا حساب لیں گے پھر جیسا عمل ہوگا ویسا برتاؤ فرمائیں گے۔ اور روز قیامت کے متعلق یہ ہے کہ اس کے آنے میں کوئی شک وشبہ نہیں۔ مگر جن لوگوں نے اپنے آپ کو یعنی اپنی عقل ونظر اور فکر صحیح کو ضائع اور معطل کر لیا ہے وہ ایمان نہ لاویں گے گو آپ رحمت وعذاب وعدہ وعید کتنا ہی بیان کریں کیونکہ کسی مطلوب کو حاصل کرنے کے لئے استعمال قوت فکریہ کا ضروری ہے اور یہ اس سے کام نہیں لینا چاہتے پھر ایمان کیونکر لاویں گے۔

توحید کے اثبات کے لئے ایک اور انداز استدلال

تاہم ان سے اثبات توحید کے لئے مکرر یوں بھی کہہ دیجئے کہ اللہ ہی کی ملک ہے سب جو کچھ رات میں اور دن میں رہتے ہیں یعنی جتنی چیزیں کسی مکان میں ہیں۔ یا زمان میں سب اللہ کی مملوک ہیں اور وہی ہے بڑا سننے والا اور بڑا جاننے والا کہ ہر ایک کی پکار کو سنتا ہے اور سب کی حوائج وضروریات کو بخوبی جانتا ہے پھر تم ہی بتاؤ کہ ایسے پروردگار کو چھوڑ کر کسی اور کو معبود بنانا یا کسی اور سے مدد طلب کرنا کہاں تک درست ہے۔

کفار کی طرف سے مال ودولت کی پیشکش کا جواب

روایات میں ہے کہ کفار قریش نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بھی کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ افلاس کی وجہ سے نبوت کا دعویٰ کرنے لگے ہیں اور اس تدبیر سے مال جمع کرنا چاہتے ہیں۔ اگر آپ اس دعوے سے باز آجائیں اور ہم کو اپنے پرانے دین سے نہ روکیں تو

ہم چندہ جمع کر کے اتنا مال جمع کر کے آپ کو دے دیں گے کہ آپ سب سے زیادہ مالدار ہو جائیں گے۔ کفار کے ان لغو اقوال کے رد میں حق تعالیٰ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب فرما کر جواب تلقین فرماتے ہیں کہ اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم آپ ان لوگوں سے کہہ دیجئے کہ کیا میں مال کی لالچ میں پڑ کر اللہ کو چھوڑ دوں اور اس کے علاوہ کسی اور معبود بنا لوں حالانکہ اسی نے زمین و آسمان کو ایجاد کیا تمام عالم کو نیست سے ہست کیا اور پھر سب کی پرورش بھی وہی کرتا ہے۔ سب کو روزی بھی وہی دیتا ہے۔ گویا کہ کل کائنات اپنی بقاء وجود میں اسی کی محتاج ہے اور وہ کسی کا کسی بات میں محتاج نہیں پھر کس طرح میں کسی کو اس کے علاوہ معبود بنا سکتا ہوں اور کس طرح مالی یا کسی اور لالچ میں پڑ کر اس کو چھوڑ سکتا ہوں۔ مزید جواب حق تعالیٰ کی طرف سے تلقین فرمایا جاتا ہے کہ اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم آپ ان سے کہہ دیجئے کہ خدا کی طرف سے مجھے حکم ملا ہے کہ میں خدائے برحق کا جس کی صفات اوپر مذکور ہوئیں سب سے پہلا فرمانبردار بنوں اور میں سب سے پہلا وہ شخص ہوں کہ جس نے اللہ کے سامنے گردن جھکائی ہو اور مشرکوں کے ساتھ شامل نہ ہوں۔ پھر کس طرح میں حکم الٰہی کے خلاف کر سکتا ہوں کیونکہ اپنے رب کی نافرمانی کرنے سے مجھے روز عظیم کے عذاب کا خوف ہے اور وہ قیامت کا یوم عظیم ایسا ہوگا کہ اس روز جس شخص سے عذاب ہٹا دیا جائے تو گویا اللہ نے اس پر بڑا رحم کیا اور یہی کھلی کامیابی ہے۔

اللہ کی نافرمانی پر عذاب ہونے کی مخصوص تنبیہ

یہاں اس آیت میں اللہ کے حکم کی خلاف ورزی کرنے کا عذاب ایک خاص انداز سے بیان فرمایا گیا ہے کہ جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا گیا کہ آپ لوگوں سے کہہ دیجئے کہ اگر بالفرض میں بھی اپنے رب کے حکم کی مخالفت کروں تو مجھے بھی قیامت کے عذاب کا خوف ہے۔ حالانکہ ظاہر یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو ہر گناہ سے معصوم ہیں۔ آپ سے نافرمانی کا صدور ہو ہی نہیں سکتا۔ لیکن آپ کی طرف منسوب کر کے امت کو یہ بتلانا ہے اور دوسروں کو یہ سنانا ہے کہ بفرض محال اگر خدا کے کسی معصوم اور برگزیدہ نبی سے بھی عصیان سرزد ہو جائے تو عذاب الٰہی کا اندیشہ ہے پھر کسی کو کب لائق ہے کہ کفر و شرک اور معصیت میں ملوث ہو کر عذاب الٰہی سے بےفکر اور مامون ہو کر بیٹھ جائے۔

مرض و شفاء تنگی و خوشحالی وغیرہ سب کچھ اللہ کے قبضہ میں ہے

اور اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم آپ یہ بھی سنا دیجئے کہ اے انسان اگر تجھ کو اللہ تعالیٰ کوئی تکلیف پہنچا دیں تو اس کا دور کرنے والا سوائے اللہ تعالیٰ کے اور کوئی نہیں۔ وہ چاہیں دور کریں یا نہ کریں خواہ دیر میں دور کریں یا جلدی دور کریں اور اسی طرح اگر تجھ کو کوئی نفع پہنچا دیں تو اس کا بھی کوئی ہٹانے والا نہیں اور اس خداداد نعمت کو کوئی روک نہیں سکتا۔ نفع نقصان تکلیف و رحت تنگی و فراخی بیماری و تندرستی سب کچھ اسی کے دست قدرت میں ہے نہ کہ کسی معبود باطل کے قبضہ میں پھر کیوں خدا کو چھوڑ کر کسی غیر خدا کی پرستش کی جائے اور اسی مضمون کی تاکید کے لئے یہ بھی فرما دیجئے کہ وہی اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر غالب ہیں۔ برتر ہیں اور وہی بڑی حکمت والے اور پوری خبر رکھنے والے ہیں۔ پس علم سے سب کا حال جانتے ہیں اور قدرت سے سب کو جمع کر لیں گے اور حکمت سے مناسب جزا و سزا دیں گے پس اس کی شان فوقیت اور قہر اور شان علم و حکمت کا مقتضی بھی ہے کہ اس کے سوا کسی کو اپنا ولی کارساز اور معبود نہ بنایا جائے۔

دعا کیجئے: یا اللہ ہر طرح کے نفع نقصان اور تکلیف و راحت اور تنگی و فراخی کے مالک آپ ہی ہیں سب کچھ آپ ہی کے دست قدرت میں ہے۔ یا اللہ اپنی رحمت کے دروازے ہم پر کھول دیجئے اور اپنی مغفرت و فضل سے ہم سب کو نواز دیجئے۔ یا اللہ آپ ہی ہمارے ملجاو ماویٰ ہیں ہماری ہر حال میں اپنی مرضیات پر قائم رہنے میں مدد فرمائیے۔ اور ہر حال میں اپنی ہی طرف رجوع ہونے کی توفیق نصیب فرمائیے۔ آمین وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

قُلْ اَیُّ شَیْءٍ اَکْبَرُ شَهَادَةً ۖ قُلِ اللّٰهُ ۖ شَهِيْدٌۢ بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ ۚ وَاُوْحِيَ اِلَيَّ هٰذَا الْقُرْاٰنُ لِاُنْذِرَكُمْ

قُلْ	اَیُّ	شَیْءٍ	اَکْبَرُ	شَهَادَةً	قُلِ	اللّٰهُ	شَهِيْدٌ	بَيْنِيْ	وَبَيْنَكُمْ	وَ	اُوْحِيَ	اِلَيَّ	هٰذَا	الْقُرْاٰنُ	لِاُنْذِرَكُمْ
آپ کہیں	کونسی	چیز	سب سے بڑی	گواہی	آپ کہدیں	اللہ	گواہ	میرے درمیان	اور تمہارے درمیان	اور	وحی کیا گیا	مجھ پر	یہ	قرآن	تاکہ میں تمہیں ڈراؤں

آپ کہیے کہ سب سے بڑھ کر چیز گواہی دینے کیلئے کون ہے، آپ کہیے کہ میرے اور تمہارے درمیان اللہ تعالیٰ گواہ ہے اور میرے پاس یہ قرآن بطور وحی کے بھیجا گیا ہے

بِهٖ وَمَنْۢ بَلَغَ ؕ اَئِنَّكُمْ لَتَشْهَدُوْنَ اَنَّ مَعَ اللّٰهِ اٰلِهَةً اُخْرٰى ؕ قُلْ لَّاۤ اَشْهَدُ ۚ قُلْ اِنَّمَا هُوَ

بِهٖ	وَمَنْ	بَلَغَ	اَئِنَّكُمْ	لَتَشْهَدُوْنَ	اَنَّ	مَعَ	اللّٰهِ	اٰلِهَةً	اُخْرٰى	قُلْ	لَّاۤ اَشْهَدُ	قُلْ	اِنَّمَا	هُوَ
اس سے	اور جس	وہ پہنچے	کیا تم بیشک	تم گواہی دیتے ہو	کہ	ساتھ	اللہ	کوئی معبود	دوسرا	آپ کہدیں	میں گواہی نہیں دیتا	آپ کہدیں	صرف	وہ

تاکہ میں اس قرآن کے ذریعہ سے تم کو اور جس جس کو یہ قرآن پہنچے سب کو ڈراؤں کیا تم سچ مچ یہی گواہی دو گے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کچھ اور معبود بھی ہیں، آپ کہہ دیجئے کہ میں تو گواہی نہیں دیتا،

اِلٰهٌ وَّاحِدٌ وَّاِنَّنِيْ بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ ⑲ اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا يَعْرِفُوْنَ

اِلٰهٌ	وَّاحِدٌ	وَّاِنَّنِيْ	بَرِيْٓءٌ	مِّمَّا	تُشْرِكُوْنَ	اَلَّذِيْنَ	اٰتَيْنٰهُمُ	الْكِتٰبَ	يَعْرِفُوْنَهٗ	كَمَا	يَعْرِفُوْنَ
معبود	یکتا	اور بیشک میں	بیزار	اس سے جو	تم شرک کرتے ہو	وہ جنہیں	ہم نے دی انہیں	کتاب	وہ اسکو پہچانتے ہیں	جیسے	وہ پہچانتے ہیں

آپ کہہ دیجئے کہ بس وہ تو ایک ہی معبود ہے اور بیشک میں تمہارے شرک سے بیزار۔ جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی ہے وہ لوگ رسول کو پہچانتے ہیں جس طرح اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں

اَبْنَآءَهُمْ ۘ اَلَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ⑳ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ

اَبْنَآءَهُمْ	اَلَّذِيْنَ	خَسِرُوْٓا	اَنْفُسَهُمْ	فَهُمْ	لَا يُؤْمِنُوْنَ	وَمَنْ	اَظْلَمُ	مِمَّنِ	افْتَرٰى	عَلَى	اللّٰهِ
اپنے بیٹے	وہ جنہوں نے	خسارہ میں ڈالا	اپنے آپ	سو وہ	ایمان نہیں لاتے	اور کون	سب سے بڑا ظالم	اس سے جو	بہتان باندھے	پر	اللہ

جن لوگوں نے اپنے کو ضائع کرلیا ہے سو وہ ایمان نہ لاویں گے اور اس سے زیادہ اور کون بے انصاف ہوگا جو اللہ تعالیٰ پر جھوٹ بہتان باندھے

كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِهٖ ؕ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ㉑

كَذِبًا	اَوْ كَذَّبَ	بِاٰيٰتِهٖ	اِنَّهٗ	لَا يُفْلِحُ	الظّٰلِمُوْنَ
جھوٹ	یا جھٹلائے	اسکی آیتیں	بلاشبہ وہ	فلاح نہیں پاتے	ظالم (جمع)

یا اللہ تعالیٰ کی آیات کو جھوٹا بتلا دے ایسے بے انصافوں کو فلاح نہ ہوگی

شانِ نزول: کفار مکہ نے ایک موقع پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوکر کہا کہ کیا خدا کو آپ کے سوا کوئی رسول نہیں ملا۔ ہم تو نہیں سمجھتے کہ آپ کے دعوے کی کوئی تصدیق کرسکتا ہے اور ہم نے تو یہود و نصاریٰ جو اہل کتاب ہیں ان سے بھی پوچھ کر دیکھ لیا۔ وہ تو یوں کہتے ہیں کہ ان کی کتابوں میں آپ کا ذکر ہی نہیں سو ہم کو کوئی بتلائیے کہ جو اس بات کی گواہی دے کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ نیز بعض کفار و مشرکین نے آپ سے یہ بھی کہا کہ کیا آپ کے علم میں سوائے اللہ کے اور کوئی معبود نہیں۔ آپ نے فرمایا کہ واقع میں بھی سوا اللہ تعالیٰ کے کوئی معبود نہیں۔ میں تو یہی دعوت دے کر بھیجا گیا ہوں اور اسی کی دعوت دیتا ہوں تو کفار کے ان اقوال کے متعلق ان آیات زیر تفسیر میں حق تعالیٰ کی جانب سے نبی کریم صلی

اللہ علیہ وسلم کو جواب تلقین فرمایا گیا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر اعتراض کا جواب

مشرکین نے آپ سے کہا تھا کہ آپ کے نبی ہونے پر گواہ کون ہے؟ اس کا جواب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ تلقین فرمایا گیا کہ اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم آپ کہہ دیجئے کہ اللہ میری سچائی پر گواہ ہے اور وہ میری نبوت کی تصدیق کرتا ہے اور خدا سے بڑھ کر شہادت اور گواہی کس کی ہو سکتی ہے یعنی خدا سے بڑھ کر شہادت اور کسی کی نہیں ہو سکتی۔ اور خدا کی تصدیق میرے نبوت کی یہ ہے کہ یہ قرآن اس نے میرے پاس وحی کے ذریعہ بھیجا ہے تا کہ میں حاضر و غائب کو اس قرآن کا حکم پہنچا کر شرک و کفر سے منع کروں اور خدا کے عذاب سے خوف دلاؤں۔ تو کیا اے مشرکین اس شہادت کبریٰ کے بعد بھی تم یہ گواہی دیتے ہو کہ اللہ کے ساتھ اور بھی معبود ہیں۔ اور اگر وہ ہٹ دھرمی اور ضد و عناد سے اس پر بھی کہہ دیں کہ ہم تو یہی گواہی دیں گے تو اس وقت ان سے بحث کرنا لاحاصل ہے بلکہ آپ صرف اپنے عقیدہ کو ظاہر کر دیجئے کہ میں تو اس کی گواہی نہیں دیتا کیونکہ یہ امر باطل ہے اور آپ باطل کی نفی کر کے حق کے اثبات کے لئے کہہ دیجئے کہ بس وہ تو ایک ہی معبود ہے اور بیشک میں تمہارے شرک سے بیزار اور نفور ہوں۔

اہل کتاب کے علماء کی طرف سے تصدیق

پھر یہ جو مشرکین نے کہا تھا کہ ہم نے تو اہل کتاب یہود و نصاریٰ سے پوچھ لیا ہے اور وہ تو یوں کہتے ہیں کہ ان کی کتابوں میں آپ کا ذکر ہی نہیں۔ اس کا جواب حق تعالیٰ کی طرف سے دیا جاتا ہے کہ اہل کتاب یہود و نصاریٰ بھی اپنے دلوں میں پورا یقین رکھتے ہیں کہ نبی آخر الزماں آپ ہی ہیں جن کی بشارت انبیاء سابقین دیتے چلے آئے ہیں۔ ان علمائے یہود و نصاریٰ نے آپ کے چہرہ کو دیکھ کر آپ کو اس طرح پہچان لیا ہے جس طرح انسان اپنے بیٹے کی صورت دیکھ کر پہچان لیا کرتا ہے کہ یہ میرا بیٹا ہے۔

حضرت عبداللہ بن سلامؓ جو پہلے علمائے یہود میں سے تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ منورہ تشریف لانے پر مشرف بہ اسلام ہو گئے تھے ان سے حضرت فاروق اعظمؓ نے سوال کیا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں خبر دی ہے کہ تم لوگ ہمارے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا پہچانتے ہو جیسے اپنی اولاد کو۔ اس کی کیا وجہ ہے؟ حضرت عبداللہ بن سلامؓ نے فرمایا کہ ہاں ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کے بیان کردہ اوصاف کے ساتھ جانتے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے توراۃ میں نازل فرمائے۔ اس لئے اس کا علم ہمیں یقینی اور قطعی طور پر ہے۔ بخلاف اپنی اولاد کے کہ اس میں شبہ ہو سکتا ہے کہ یہ ہماری اولاد ہے بھی یا نہیں۔

اہل کتاب اور مشرکین کی بدبختی

جو اہل کتاب بھی تورات و انجیل کو پڑھتا اور اس پر ایمان رکھتا ہو اس کے لئے اس کا امکان ہی نہ تھا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ پہچانے۔ اس لئے آیت کے اخیر میں فرمایا گیا کہ یہ اہل کتاب جو پوری طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہچاننے کے باوجود مسلمان نہیں ہوتے اور آپ پر ایمان نہیں لاتے یہ اپنے ہاتھوں اپنے آپ کو برباد کر رہے ہیں اور خسارہ میں پڑ رہے ہیں۔ اور بتلایا گیا کہ اس سے بڑھ کر کون ظالم ہے کہ جس نے اللہ پر جھوٹ باندھا اور اس کی آیتوں کو جھٹلایا۔ یہود اور نصاریٰ اور مشرکین عرب طرح طرح سے خدائے وحدہٗ لاشریک پر جھوٹ باندھتے مثلاً یہود و نصاریٰ یہ کہتے کہ ہم اللہ کے پیارے ہیں اور جنت ہمارے لئے ہے اور اگر آگ ہمیں چھوئے گی بھی تو صرف چند روز اور عزیر اور مسیح اللہ کے بیٹے ہیں اور مشرکین عرب کہتے کہ فرشتے اللہ کی بیٹیاں ہیں اور اللہ نے سردار جنوں کی بیٹیوں سے شادی کی ہے وغیرہ وغیرہ۔ غرض یہ اور اس قسم کے صدہا بہتان اللہ پر باندھتے تھے اور توحید اور رسالت کے مسئلہ میں عقلاً بھی نہایت بے انصافی سے کام لے رہے تھے اس لئے اللہ تعالیٰ نے آخیر میں ان سب کے لئے فرمایا کہ یہ لوگ بڑے ظالم ہیں کہ اللہ پر جھوٹ باندھتے ہیں اور ایسے ظالموں کا حال یہ ہوگا کہ ان کو قیامت کے روز چھٹکارا اور فلاح نہ ہوگی اور کبھی عذاب الٰہی سے رستگاری نہ ہوگی۔

دعا کیجئے: حق تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے ہم کو جو کفر و شرک سے بچا کر اسلام اور ایمان کی دولت عطا فرمائی ہے تو اس دولت اور نعمت کا ہم کو قدرداں بنائیں اور توحید پر ہم کو مضبوطی کے ساتھ تا زندگی قائم رکھیں اور اسی لا الٰہ الا اللہ کی شہادت اور گواہی پر ہم کو موت نصیب فرمائیں۔ آمین وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

وَيَوْمَ نَحْشُرُهُمْ جَمِيعًا ثُمَّ نَقُولُ لِلَّذِينَ أَشْرَكُوا أَيْنَ شُرَكَاؤُكُمُ الَّذِينَ كُنتُمْ تَزْعُمُونَ ﴿۲۲﴾

وَيَوْمَ	نَحْشُرُهُمْ	جَمِيعًا	ثُمَّ	نَقُولُ	لِلَّذِينَ	أَشْرَكُوا	أَيْنَ	شُرَكَاؤُكُمُ	الَّذِينَ	كُنتُمْ	تَزْعُمُونَ
اور جس دن	اُنکو جمع کرینگے	سب	پھر	ہم کہیں گے	انکو جنہوں نے	شرک کیا (مشرکوں)	کہاں	تمہارے شریک	جن کا	تم تھے	دعویٰ کرتے

اور وقت بھی یاد کرنے کے قابل ہے جس روز ہم ان تمام خلائق کو جمع کریں گے پھر ہم مشرکین سے کہیں گے کہ تمہارے وہ شرکاء جنکے معبود ہونے کا تم دعویٰ کرتے تھے کہاں گئے

ثُمَّ لَمْ تَكُن فِتْنَتُهُمْ إِلَّا أَن قَالُوا وَاللَّهِ رَبِّنَا مَا كُنَّا مُشْرِكِينَ ﴿۲۳﴾ انظُرْ كَيْفَ كَذَبُوا عَلَىٰ

ثُمَّ	لَمْ تَكُن	فِتْنَتُهُمْ	إِلَّا	أَن	قَالُوا	وَاللَّهِ	رَبِّنَا	مَا كُنَّا	مُشْرِكِينَ	انظُرْ	كَيْفَ	كَذَبُوا	عَلَىٰ
پھر	نہ ہوگی۔ نہ رہی	اُنکی شرارت	سوائے	کہ	وہ کہیں	قسم اللہ کی	ہمارا رب	نہ تھے ہم	شرک کرنے والے	تم دیکھو	کیسے	انہوں نے جھوٹا باندھا	پر

پھر اُنکے شرک کا انجام اسکے سوا اور کچھ بھی نہ ہوگا کہ وہ یوں کہیں گے کہ قسم اللہ کی اپنے پروردگار کی ہم مشرک نہ تھے۔ ذرا دیکھو تو کس طرح جھوٹ بولا اپنی

أَنفُسِهِمْ وَضَلَّ عَنْهُم مَّا كَانُوا يَفْتَرُونَ ﴿۲۴﴾

أَنفُسِهِمْ	وَ	ضَلَّ	عَنْهُم	مَا	كَانُوا يَفْتَرُونَ
اپنی جانوں	اور	کھوئی گئیں	ان سے	جو	وہ باتیں بناتے تھے

جانوں پر اور جن چیزوں کو وہ جھوٹ موٹ تراشا کرتے تھے وہ سب غائب ہوگئے۔

قیامت کے دن مشرکین کی بے بسی

گذشتہ آیات میں کفار و مشرکین کا آخرت میں فلاح نہ پانا مذکور ہوا تھا۔ اب آگے ان آیات میں اس فلاح نہ پانے کی کچھ کیفیت مذکور ہے۔ قیامت کے دن مشرکوں کو جمع کر کے پوچھا جائے گا کہ تمہارے وہ معبود جن کو تم اللہ کا شریک ٹھہراتے تھے کہاں ہیں؟ ان سے کہو کہ وہ آج تمہارے کام آئیں اور تمہیں تمہارے کرتوں کی سزا سے بچائیں۔ اس سوال سے مشرکین کے حواس گم ہو جائیں گے اور بجز انکار واقعات کے کچھ کرتے دھرتے نہ بن پڑے گی۔ باطل معبودین کی جس عقیدت و محبت میں دنیا میں فریفتہ تھے اس کی حقیقت صرف اتنی رہ جائے گی کہ ساری دنیوی عمر کے عقیدے اور تعلق سے بھی انکار کر بیٹھیں گے اور رب العزت کی قسم کھا کر کہیں گے کہ ہم تو کسی کو اللہ کا شریک دنیا میں نہیں ٹھہراتے تھے۔ ہم تو صرف اللہ ہی کو اپنا معبود مانتے تھے اور کسی سے ہمارا تعلق نہ تھا۔ اس صریح جھوٹ سے جو مشرکین انتہائی بدحواسی کے عالم میں اپنے کو جرم سے بری ثابت کرنے کے لئے بولیں گے اور ان کی جان آفت و مصیبت میں پھنس جائے گی۔

یہاں پہلی آیت میں جو یہ فرمایا گیا وَيَوْمَ نَحْشُرُهُمْ جَمِيعًا ثُمَّ نَقُولُ (یعنی جس روز ہم تمام خلائق کو میدان حشر میں جمع کریں گے پھر ہم مشرکین سے کہیں گے) تو یہاں آیت میں لفظ ثم اختیار فرمایا گیا ہے جو دیر کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ محشر میں جمع ہونے کے بعد فوراً ہی سوال و جواب نہیں ہوگا بلکہ عرصہ دراز تک حیرت و استعجاب اور تذبذب کے عالم میں کھڑے رہیں گے۔ مدت کے بعد حساب کتاب اور سوال جواب شروع ہوں گے۔ ایک حدیث میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اس وقت تمہارا کیا حال ہوگا۔ جبکہ اللہ تعالیٰ تم کو میدان حشر میں اسی طرح جمع کر دیں گے جیسے تیروں کو ترکش میں جمع کر دیا جاتا ہے اور پچاس ہزار سال اسی طرح رہو گے۔

پھر دوسری آیت میں مشرکین کی طرف سے جو جواب مذکور ہے وہ بھی لفظ ثم کے ساتھ آیا ہے۔ جس سے معلوم ہوا کہ مشرکین بھی کافی وقفہ کے بعد اپنی دانست میں بہت کچھ سوچ کر یہی جواب دیں گے

وَاللّٰهِ رَبِّنَا مَا كُنَّا مُشْرِكِيْنَ یعنی اللہ رب العالمین کی قسم کھا کر کہیں گے کہ ہم تو مشرک نہ تھے۔ اخیر آیت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب ہے کہ ذرا آپ دیکھئے کہ ان لوگوں نے اپنی جانوں پر کیسا جھوٹ بولا ہے کہ جو شرک ان سے صادر ہوا تھا اس کی صاف نفی کر دی اور جن چیزوں کے معبود ہونے کے دعوے کو وہ جھوٹ موٹ تراشا کرتے تھے وہ سب غائب ہو گئے یعنی ان کے کوئی کام نہ آئے گا۔

مشرکین کا قیامت کا حال بیان کرنے کا مقصد

مشرکین کی قیامت والے دن کی حالت بیان کرنے سے مقصد یہی ہے کہ مشرکین اس رسوا کن انجام کو دنیا ہی میں سمجھ لیں۔

دعا کیجئے

یا اللہ ہمارا حشر و نشر اپنے مقبولین مومنین مخلصین کے ساتھ ہونا نصیب فرما۔ اور قیامت میں میدان حشر کی ہولناکیوں اور ذلت و رسوائیوں سے اپنی پناہ میں رکھنا۔

یا اللہ ہمارے ساتھ دنیا و آخرت دونوں جہان میں رحمت کا معاملہ فرما اور اپنے فضل و کرم سے ہمارے حساب کتاب کو آسان فرما۔ بلکہ بلا حساب کتاب اپنی رضا کے مقام جنت میں داخل ہونا نصیب فرما۔

یا اللہ اس دنیا میں ہمیں خالص لوجہ اللہ ایک دوسرے سے ملاقات و محبت کرنا نصیب فرما تا کہ قیامت کے روز ہمارے چہرہ چودھویں رات کے چاند کی طرح چمکدار ہوں اور بے حساب کتاب جنت میں پہنچنا نصیب ہو۔

یا اللہ رات کی تنہائی اور تاریکی میں ہمیں بھی حضور قلب سے اپنے ذکر فکر کی توفیق عطا فرما تا کہ محشر میں سادات الناس کا خطاب پانے کے مستحق ہو کر بے حساب کتاب جنت میں داخلہ نصیب ہو۔

یا اللہ ہمیں ہر حال میں اپنی حمد و ثناء اور ذکر و طاعت کی دنیا میں توفیق نصیب ہو تا کہ محشر میں اشرف الناس کے لقب سے خطاب کئے جانے کے مستحق ہو کر آپ کی رضا کے مقام جنت میں جانا نصیب فرما۔ آمین

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّسْتَمِعُ اِلَيْكَ ۚ وَجَعَلْنَا عَلٰي قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً اَنْ يَّفْقَهُوْهُ وَفِيْٓ اٰذَانِهِمْ

وَمِنْهُمْ	مَنْ	يَسْتَمِعُ	اِلَيْكَ	وَجَعَلْنَا	عَلٰي	قُلُوْبِهِمْ	اَكِنَّةً	اَنْ	يَّفْقَهُوْهُ	وَ	فِيْٓ اٰذَانِهِمْ
اور ان سے	جو	کان لگاتا تھا	آپ کی طرف	اور ہم نے ڈال دیا	پر	انکے دل	پردے	کہ	وہ (نہ) سمجھیں اسے	اور	اُن کے کانوں میں

اور ان میں بعضے ایسے ہیں کہ آپ کی طرف کان لگاتے ہیں اور ہم نے ان کے دلوں پر حجاب ڈال رکھے ہیں اس سے کہ وہ اسکو سمجھیں اور انکے کانوں میں ڈاٹ دے رکھی ہے

وَقْرًا ۭ وَاِنْ يَّرَوْا كُلَّ اٰيَةٍ لَّا يُؤْمِنُوْا بِهَا ۭ حَتّٰٓي اِذَا جَاۗءُوْكَ يُجَادِلُوْنَكَ يَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا

وَقْرًا	وَاِنْ	يَّرَوْا	كُلَّ	اٰيَةٍ	لَّا يُؤْمِنُوْا	بِهَا	حَتّٰٓي	اِذَا	جَاۗءُوْكَ	يُجَادِلُوْنَكَ	يَقُوْلُ	الَّذِيْنَ	كَفَرُوْٓا
بوجھ	اور اگر	وہ دیکھیں	تمام	نشانی	نہ ایمان لائیں گے	اس پر	یہانتک کہ	جب	آپکے پاس آتے ہیں	آپ سے جھگڑتے ہیں	کہتے ہیں	جن لوگوں نے	انہوں نے کفر کیا

اور اگر وہ لوگ تمام دلائل کو دیکھ لیں ان پر بھی ایمان نہ لاویں، یہاں تک کہ جب یہ لوگ آپ کے پاس آتے ہیں تو آپ سے خواہ مخواہ جھگڑتے ہیں یہ لوگ کافروں کہتے ہیں

اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ۝۲۵ وَهُمْ يَنْهَوْنَ عَنْهُ وَيَنْــــَٔـوْنَ عَنْهُ ۚ وَاِنْ يُّهْلِكُوْنَ

اِنْ	هٰذَآ	اِلَّآ	اَسَاطِيْرُ	الْاَوَّلِيْنَ	وَهُمْ	يَنْهَوْنَ	عَنْهُ	وَ	يَنْــــَٔـوْنَ	عَنْهُ	وَاِنْ	يُّهْلِكُوْنَ
نہیں	یہ	مگر (صرف)	کہانیاں	پہلے لوگ (جمع)	اور وہ	روکتے ہیں	اس سے	اور	بھاگتے ہیں	اس سے	اور نہیں	ہلاک کرتے ہیں

کہ یہ تو کچھ بھی نہیں صرف بے سند باتیں ہیں جو پہلوں سے چلی آرہی ہیں۔ اور یہ لوگ اس سے اوروں کو بھی روکتے ہیں اور خود بھی اس سے دور رہتے ہیں

اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ ۝۲۶

اِلَّآ	اَنْفُسَهُمْ	وَ	مَا يَشْعُرُوْنَ
اگر (صرف)	اپنے آپ	اور	وہ شعور نہیں رکھتے

اور لوگ اپنے ہی کو تباہ کر رہے ہیں اور کچھ خبر نہیں رکھتے۔

شان نزول

روایات میں ہے کہ ایک مرتبہ ابوجہل' ابوسفیان' ولید بن مغیرہ' نضر بن حارث' اور عتبہ اور شیبہ پسران ربیعہ اور حارث بن عامر اور ابی بن خلف اور امیہ بن خلف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جمع ہوئے۔ آپ اس وقت قرآن کریم پڑھ رہے تھے۔ ان لوگوں نے آپ کا قرآن سنا۔ پھر سب نے نضر بن حارث سے پوچھا کہ اے ابوقتیلہ کچھ سمجھ میں آتا ہے کہ محمد کیا کہتے ہیں۔ نضر بن حارث کافر نے کہا کہ میں نہیں جانتا کہ کیا کہتے ہیں۔ اس سے زیادہ اور کچھ نہیں کہہ سکتا کہ وہ اپنی زبان کو ہلاتے ہیں اور اگلے لوگوں کی کہانیاں بیان کرتے ہیں جیسے میں تمہیں گذشتہ لوگوں (یعنی رستم اور اسفند یار اور اہل فارس) کے قصہ سناتا ہوں۔ ابوسفیان نے کہا کہ میرے خیال میں ان کی بعض باتیں تو سچی معلوم ہوتی ہیں۔ ابوجہل نے کہا ہرگز نہیں۔ تم ان کی کسی بات کے سچا ہونے کا اقرار ہرگز نہ کرنا۔ ہمیں مرنا قبول ہے مگر ان کی بات کو ماننا اور ان پر ایمان لانا ہرگز قبول نہیں۔ اس پر یہ آیات ان کفار مکہ کے متعلق نازل ہوئیں جو لوگوں کو قرآن سننے اور اس کا اتباع کرنے سے روکتے اور منع کرتے تھے اور خود بھی اس سے دور رہتے۔

قرآن کریم کا انکار کرنے والوں کی ہلاکت

ان آیات میں منکرین قرآن کی شناعت بیان کی جاتی ہے اور مکہ کے بعض کافروں کا رویہ بیان کیا جاتا ہے کہ ان میں نہ فہم ہے نہ انصاف' ایمان لانا اور ہدایت ربانی سے نفع اٹھانا تو کجا ان کی غرض تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آنے سے صرف مجادلہ اور آپ سے جھگڑنا اور تمسخر کرنا منظور ہے۔ چنانچہ قرآنی حقائق

وبیانات کو معاذ اللہ اَسَاطِیْرُ الْاَوَّلِیْنَ یعنی صرف پہلے لوگوں کی قصہ کہانیاں کہتے ہیں پھر اس تکذیب وتمسخر پر بھی اکتفا نہیں۔ کوشش یہ ہے کہ دوسرے بھی حق سے دور رہیں اس طرح کہ خود بھی حق سے دور بھاگتے ہیں اور دوسروں کو بھی حق سے نفور اور بیزار کرتے ہیں گویا اپنے قول وعمل دونوں ذریعہ قرآن کی حقانیت اور صداقت کو نیست ونابود کرنا چاہتے ہیں۔ اور اسلام کو مٹانے کی کوشش میں مصروف ہیں لیکن اس کا نتیجہ اس کے سوا کچھ نہ ہوگا کہ یہ نادان لوگ خود نیست ونابود ہو جائیں گے اور اسلام دنیا میں پھیلے گا اور قرآنی صداقت وحقانیت دنیا میں پھیل کر رہے گی۔ چنانچہ بحمد اللہ تعالیٰ قرآن نے جو فیصلہ سنایا تھا وہ پورا ہو کر رہا۔ مکہ سے کفار ومشرکین نیست ونابود ہو گئے اور اسلام غالب ہو کر رہا۔ اس لئے مشرکین کو بتلایا جاتا ہے کہ یہ احمق خود اپنے لئے ہلاکت ابدی کا سامان فراہم کر رہے ہیں اور سمجھتے بھی نہیں کہ خود اپنے پاؤں پر کلہاڑی مار رہے ہیں۔

دعا کیجئے

یا اللہ ہم کو ان نعمتوں کا سچا قدر دان بنا کر زندہ رکھئے اور ہم کو اپنے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا پکا وسچا امتی ہونا نصیب فرمائیے۔

یا اللہ دنیا میں قرآن پاک کا ہمیں سچا اتباع اور اس کا عشق نصیب فرما اور اس کی تعلیم اور احکام کو پھیلانے کی توفیق نصیب فرما۔

یا اللہ مخالفین ومعاندین ومنکرین قرآن جیسا کہ سرزمین عرب سے مٹ گئے اور ان کی کوئی تدبیر اسلام کو مٹانے کی نہ چل سکی۔

یا اللہ اسی طرح اب بھی مخالفین ومعاندین قرآن کے دنیا سے مٹ جانے کا وقت قریب کر دے اور دشمنان اسلام کی چالوں کو ملیامیٹ فرما دے۔

یا اللہ ان نام نہاد مسلمانوں کو جو باوجود قرآن پر ایمان کے دعوے کے قرآنی تعلیمات وہدایات سے اعراض کرتے ہیں خود بھی قرآن سے بھاگتے ہیں اور دوسروں کو بھی قرآن سے روکتے ہیں یا اللہ ان کو ہدایت کی توفیق نصیب فرما اور پکا وسچا مسلمان بنا دے۔ آمین

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

وَلَوْ تَرٰٓى اِذْ وُقِفُوْا عَلَى النَّارِ فَقَالُوْا يٰلَيْتَنَا نُرَدُّ وَلَا نُكَذِّبَ بِاٰيٰتِ رَبِّنَا وَنَكُوْنَ مِنَ

وَلَوْ	تَرٰى	اِذْ وُقِفُوْا	عَلَى	النَّارِ	فَقَالُوْا	يٰلَيْتَنَا	نُرَدُّ وَ	لَا نُكَذِّبَ	بِاٰيٰتِ	رَبِّنَا	وَنَكُوْنَ	مِنَ
اور اگر (کبھی)	تم دیکھو	جب کھڑے کئے جائیں گے	پر	آگ	تو کہیں گے	اے کاش ہم	واپس بھیجے جائیں اور	نہ جھٹلائیں ہم	آیتوں کو	اپنا رب	اور ہو جائیں ہم	سے

اور اگر آپ انکو اس وقت دیکھیں جب کہ یہ دوزخ کے پاس کھڑے کئے جاوینگے تو کہیں گے ہائے کیا اچھی بات ہو کہ ہم پھر واپس بھیج دیئے جاویں اور اگر ایسا ہو جاوے

الْمُؤْمِنِيْنَ ۝٢٧ بَلْ بَدَا لَهُمْ مَّا كَانُوْا يُخْفُوْنَ مِنْ قَبْلُ ۭ وَلَوْ رُدُّوْا لَعَادُوْا لِمَا نُهُوْا عَنْهُ

الْمُؤْمِنِيْنَ	بَلْ	بَدَا لَهُمْ	مَا	كَانُوْا يُخْفُوْنَ	مِنْ قَبْلُ	وَلَوْ	رُدُّوْا	لَعَادُوْا	لِمَا نُهُوْا	عَنْهُ
ایمان والے	بلکہ	ظاہر ہو گیا اُن پر	جو	وہ چھپاتے تھے	اس سے قبل	اور اگر	واپس بھیجے جائیں	تو پھر کرنے لگیں	وہی روکے گئے	اس سے

تو ہم اپنے رب کی آیات کو جھوٹا نہ بتاویں اور ہم ایمان والوں سے ہو جاویں۔ بلکہ جس چیز کو اس کے قبل دبایا کرتے تھے وہ انکے سامنے آگئی ہے اور اگر یہ لوگ پھر واپس ہی بھیج دیئے جاویں

وَاِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ۝٢٨ وَقَالُوْٓا اِنْ هِيَ اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا وَمَا نَحْنُ بِمَبْعُوْثِيْنَ ۝٢٩ وَلَوْ

وَ	اِنَّهُمْ	لَكٰذِبُوْنَ	وَقَالُوْا	اِنْ	هِيَ	اِلَّا	حَيَاتُنَا	الدُّنْيَا	وَمَا	نَحْنُ	بِمَبْعُوْثِيْنَ	وَلَوْ
اور	بیشک وہ	جھوٹے	اور وہ کہتے ہیں	نہیں	ہے	مگر (صرف)	ہماری زندگی	دنیا	اور نہیں	ہم	اٹھائے جانے والے	اور اگر (کبھی)

تب بھی یہ وہی کام کریں جس سے انکو منع کیا گیا تھا اور یقیناً یہ بالکل جھوٹے ہیں۔ اور یہ کہتے ہیں کہ جینا اور کہیں نہیں صرف یہی فی الحال کا جینا ہے اور ہم دوبارہ زندہ نہ کئے جاویں۔

تَرٰٓى اِذْ وُقِفُوْا عَلٰى رَبِّهِمْ ۭ قَالَ اَلَيْسَ هٰذَا بِالْحَقِّ ۭ قَالُوْا بَلٰى وَرَبِّنَا ۭ قَالَ فَذُوْقُوا

تَرٰى	اِذْ وُقِفُوْا	عَلٰى	رَبِّهِمْ	قَالَ	اَلَيْسَ	هٰذَا	بِالْحَقِّ	قَالُوْا	بَلٰى	وَرَبِّنَا	قَالَ	فَذُوْقُوا
تم دیکھو	جب وہ کھڑے کئے جائیں گے	پر (سامنے)	اپنا رب	وہ فرمائے گا	کیا نہیں	یہ	سچ	وہ کہیں گے	ہاں	قسم ہمارے رب کی	وہ فرمائے گا	پس چکھو

اور اگر آپ انکو اس وقت دیکھیں جب کہ یہ اپنے رب کے سامنے کھڑے کئے جاویں گے، اللہ تعالیٰ فرماوے گا کہ کیا یہ امر واقعی نہیں ہے وہ کہیں گے بیشک قسم اپنے رب کی، اللہ تعالیٰ فرماوے گا

	الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ۝٣٠	الْعَذَابَ	بِمَا	كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ	
•	تو اب اپنے کفر کے عوض عذاب چکھو۔	عذاب	اس لئے کہ	تم کفر کرتے تھے	

قیامت کے دن کافروں کی حسرتناک حالت

ان آیات میں کفار و مشرکین ہی کی حسرتناک حالت جو ان کو روز قیامت پیش آئے گی وہ بیان کی گئی ہے اور اس طرح انہیں ان کے انجام نار جہنم سے ڈرایا گیا ہے چنانچہ ان آیات میں بتلایا گیا کہ غیر مومنین جس میں کفار و مشرکین سب آگئے انکا توحید و رسالت و قرآن سے انکار و استہزاء وغیرہ یہ سب فوں فاں اسی وقت تک ہے جب تک خدائی سزا کا ہولناک اور ہوش ربا منظر سامنے نہیں۔ جس وقت دوزخ کی ذرا سی ہوا بھی لگ جائے گی تو ساری شیخی کرکری ہو جائے گی۔ اور اس وقت بہ ہزار تمنا یہ درخواست کریں گے کہ ہم کو دنیا میں دوبارہ بھیج دیا جائے تا کہ آئندہ کبھی اپنے رب کی آیتوں کو نہ جھٹلائیں اور پکے ایماندار بن کر رہیں۔ ان آیات میں ان کی اس وقت کی تمنا اور قول و قرار کی قلعی بھی کھول دی گئی ہے اور بتلایا گیا کہ یہ اب بھی جھوٹ کہتے ہیں کہ ہم دنیا میں واپس ہو کر ایماندار بن جائیں گے۔ ان کے اس قول و قرار میں کوئی

حقیقت نہیں۔ دنیا میں یہ جن باتوں کے ماننے کے لئے تیار نہ تھے اور جن کو دبانے چھپانے اور تکذیب وتمسخر کی تدبیریں سوچتے رہتے تھے اب وہ کھلم کھلا ان کے سامنے آ گئی ہیں اور جس دکھ درد اور عذاب سے ان کو ڈرایا جاتا تھا کہ دنیا میں تمہارے لئے موقع ہے۔اس سے بچنے کا سامان کر وہ آج سچ مچ سامنے آ گیا ہے۔غیب کی باتوں کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا ہے اس لئے فقط اس سے بچنے کے لئے ایسی باتیں کر رہے ہیں اگر ان کو پھر دنیا میں بھیج دیا اور یہ عذاب ان کی نظروں سے غائب ہو جائے تو بےفکر ہو کر پھر وہی کرنے لگیں گے جو پہلے کر چکے ہیں۔اس لئے کہ یہ تو اس کے قائل ہیں کہ جو آنکھوں کے سامنے ہو اسی کو مانو اور غیب کی چیزوں کی پرواہ مت کرو۔اسی کے مطابق ان کو عمل کرنے کی عادت پڑ چکی ہے اس لئے دنیا میں واپس جاتے ہی اس کی چھل پھل میں پھر پھنس جائیں گے اور وہی کرنے لگیں گے جو پہلے کر چکے ہیں۔ یہ جس مصیبت سے گھبرا کر واپس جانے کی تمنا کر رہے ہیں اسے خواب وخیال کی طرح فراموش کر دیں گے اس لئے ان کی یہ بات کہ اب کے ہمیں دنیا میں واپس بھیج دیا جائے تو پورے ایماندار بن کر دکھاویں گے یہ بھی جھوٹ ہے۔

کفار کی مادہ پرستی اور اس کا انجام

پھر کفار کی ایک حالت اور بیان کی گئی ہے کہ دنیا میں ان کی نگاہ دنیا کی بے حقیقت مادی چیزوں سے اونچی نہیں اٹھتی۔ ان کے نزدیک جو کچھ ہے بس اسی دنیا کی زندگی ہے۔بس جو کچھ ہو دنیا کے مزے اڑا لو۔ کہاں کی آخرت اور کیسی قیامت وہ اس کے قائل ہی نہیں کہ ہم مرنے کے بعد بھی پھر کبھی دوبارہ بھی زندہ کئے جائیں گے۔ اور ایک نئی زندگی شروع ہو گی جس کے بعد موت پھر کبھی نہ آئے گی۔تو ایسے منکرین آخرت وجزا وسزا کے متعلق بتلایا جاتا ہے کہ یہ ساری باتیں یہیں دنیا میں بنا رہے ہیں جب قیامت آ جائے گی اور حقیقت ان کی آنکھوں کے سامنے ہو گی اور جب یہ باز پرسی اور جواب دہی کے لئے رب کے سامنے لا کھڑے کئے جائیں گے اور ان سے پوچھا جائے گا کہ اب تمہیں کچھ حقیقت معلوم ہوئی؟ جو کچھ تم سے کہا گیا تھا اور جس کے تم دنیا میں منکر تھے وہ سچ ہے یا نہیں؟ اس وقت ان کی زبان سے بے ساختہ نکلے گا کہ قسم ہے ہمارے رب کی سب بالکل سچ ہے اس پر حکم ہوگا کہ دنیا میں تم سے نہ ہو سکا کہ میری بات کو سچ مانتے اور میرے رسولؐ کی فرمانبرداری کرتے۔ اچھا اب دنیا میں جو نافرمانی کی تھی اس کا عذاب چکھو اور سزا بھگتو۔جس کے بعد ان کو جہنم کے حوالہ کر دیا جائے گا۔

دنیا میں پڑ کر آخرت کو نہ بھلاؤ

ان آیات کا خلاصہ جو سوچنے اور یاد رکھنے کے لائق ہے وہ یہی ہے کہ دنیا کی خرافات میں پڑ کر آخرت کو نہ بھولنا چاہئے اور قیامت وحشر نشر اور عذاب دوزخ وغیرہ کو بے دیکھے مان لینا چاہئے ورنہ دیکھ کر ماننا کچھ کام نہ آئے گا۔ یہی وہ اصل روح ہے جس کے مطابق اسلام انسان کو اس دنیا میں زندگی بسر کرنا سکھانا چاہتا ہے۔

دعا کیجئے

حق تعالیٰ کا بے انتہا شکر واحسان ہے کہ جس نے اپنے فضل وکرم سے ہم کو اس دنیا میں اسلام وایمان کی دولت عطا فرمائی۔ یا اللہ ہمیں اس نعمت کی قدردانی اور شکر گزاری کی توفیق نصیب ہو یا اللہ گذشتہ میں ہم سے جو آپ کی طاعت میں غفلت اور کوتاہی ہوئی اس کو اپنی رحمت سے درگزر فرمائیے۔ آمین

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

قَدْ خَسِرَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِلِقَآءِ اللّٰهِ ؕ حَتّٰۤى اِذَا جَآءَتْهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً قَالُوْا يٰحَسْرَتَنَا عَلٰى

قَدْ	خَسِرَ	الَّذِيْنَ + كَذَّبُوْا	بِلِقَآءِ	اللّٰهِ	حَتّٰى	اِذَا	جَآءَتْهُمُ	السَّاعَةُ	بَغْتَةً	قَالُوْا	يٰحَسْرَتَنَا	عَلٰى
تحقیق	گھاٹے میں پڑے	وہ لوگ جنہوں نے جھٹلایا	ملنا	اللہ	یہانتک کہ	جب	آ پہنچی اُن پر	قیامت	اچانک	وہ کہنے لگے	ہائے ہم پر افسوس	پر

بیشک خسارہ میں پڑے وہ لوگ جنہوں نے اللہ سے ملنے کی تکذیب کی، یہاں تک کہ جب وہ معین وقت ان پر دفعۃً آ پہنچے گا کہنے لگیں گے کہ ہائے افسوس

مَا فَرَّطْنَا فِيْهَا ۙ وَهُمْ يَحْمِلُوْنَ اَوْزَارَهُمْ عَلٰى ظُهُوْرِهِمْ ؕ اَلَا سَآءَ مَا يَزِرُوْنَ ﴿۳۱﴾ وَمَا الْحَيٰوةُ

مَا فَرَّطْنَا	فِيْهَا	وَهُمْ	يَحْمِلُوْنَ	اَوْزَارَهُمْ	عَلٰى	ظُهُوْرِهِمْ	اَلَا	سَآءَ	مَا يَزِرُوْنَ	وَمَا	الْحَيٰوةُ
جو ہم نے کوتاہی کی	اس میں	اور وہ	اٹھائے ہوں گے	اپنے بوجھ	پر	اپنی پیٹھ (جمع)	آگاہ رہو	بُرا	جو وہ اٹھائیں گے	اور نہیں	زندگی

ہماری کوتاہی پر جو اسکے بارہ میں ہوئی اور حالت انکی یہ ہوگی کہ وہ اپنے بار اپنی کمر پر لادے ہوں گے، خوب سن لو کہ بُری ہوگی وہ چیز جس کو لادیں گے۔ اور دنیوی زندگانی

الدُّنْيَآ اِلَّا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ ؕ وَلَلدَّارُ الْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۳۲﴾

الدُّنْيَا	اِلَّا	لَعِبٌ	وَّلَهْوٌ	وَ	لَلدَّارُ الْاٰخِرَةُ	خَيْرٌ	لِّلَّذِيْنَ	يَتَّقُوْنَ	اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ
دنیا	مگر (صرف)	کھیل	اور جی کا بہلاوا	اور	آخرت کا گھر	بہتر	انکے لئے جو	پرہیزگاری کرتے ہیں	سو کیا تم عقل سے کام نہیں لیتے

تو کچھ بھی نہیں بجز لعب و لہو کے، اور پچھلا گھر متقیوں کیلئے بہتر ہے، کیا تم سوچتے نہیں ہو

منکرین خداوند و منکرین آخرت کا انجام

قرآن پاک نے جو باتیں واقعات اور حالات قیامت و آخرت، حشر و نشر، ثواب و عذاب، جزا و سزا، دوزخ و جنت کے متعلق بتلائی ہیں ہونا تو وہ سب یقیناً اسی طرح ہیں چاہیے کوئی مانے یا نہ مانے۔ قیامت آئے گی اور ضرور آئے گی اور قیامت کے دن اللہ رب العزت کے سامنے سب کو حاضر ہونا ہے۔ لیکن جنہوں نے اس سے انکار کیا یا غفلت برتی تو قیامت میں ان کے پاس حسرت اور افسوس کے سوا کچھ نہ ہوگا۔ اسوقت ان کی آنکھیں کھلیں گی اور کہیں گے افسوس بڑی نادانی کی کہ اس دن کے لئے کوئی تیاری نہ کی اور حالت یہ ہوگی کہ دنیا میں انہوں نے جتنے کام کئے ہوں گے اور جتنے مزے قرآن اور اللہ اور رسول کے احکام پس پشت ڈال کر اڑائے ہوں گے ان سب کا بوجھ اور اپنی اپنی پیٹھوں پر اٹھائے ہوں گے۔ بوجھ کے مارے کمریں جھکی ہوں گی۔ نہ اس بوجھ کو اتار کر رکھ سکیں گے نہ پھینک سکیں گے۔ اس دن انہیں پتہ چلے گا کہ ان گناہوں کا بوجھ کس قدر بھاری اور کیسا تباہ کن ہے۔ مقصد یہ بتلانے سے یہی ہے کہ انسان آج ہی اس بات کو سمجھ لے تو بہتر ہے اور لقاء اللہ یعنی اللہ کے سامنے حاضر ہونے کے لئے تیاری کر لے اور عقل او ر سمجھ سے کام لے اور عقل سے کام لینا یہی ہے کہ اپنی خواہشوں کا غلام نہ بنے بلکہ اپنے پیدا کرنے والے خالق اور رازق کو پہچانے اور اپنی خواہشوں کو اس کے حکم کے تابع کردے۔

رسول کو اپنا رہنما سمجھے اور قرآن مجید کے حکموں کے مطابق چلے اور ہمیشہ یاد رکھے کہ مرنے کے بعد قیامت میں اللہ رب العزت کے روبرو جانا ہوگا اور جو کچھ دنیا میں کیا ہے اس کا حساب دینا ہوگا۔

دنیوی زندگی کی حقیقت

چونکہ آدمی اپنی خواہشات کے جنجال میں پھنس کر دنیا میں اللہ کے حکموں کو پیٹھ پیچھے پھینک دیتا ہے اس لئے دنیوی زندگی کی حقیقت بیان کی گئی کہ دنیا کی زندگی کھیل کود اور دل بہلاوے کے سوا کچھ نہیں یعنی جیسا کہ کھیل کود صرف تھوڑی دیر کی تفریح کا نام

ہے اسی طرح یہ دنیا چند دن کی عارضی چیز ہے ہمیشہ اس میں نہ کوئی رہا ہے اور نہ رہ سکتا ہے تو جو شخص دنیا ہی کے دھندوں میں پھنسا رہتا ہے وہ ایسا ہے جیسا کوئی اپنا سارا وقت کھیل کود ہی میں گنوا دے۔ کوئی عقلمند ایسے شخص کو کام کا آدمی نہیں کہہ سکتا۔ اس دنیا کے مقابلہ میں اصلی گھر آخرت کا گھر اور حقیقی زندگی آخرت کی زندگی۔ اور دائمی راحت کی جگہ آخرت کو بتلایا گیا جو تقویٰ اختیار کرنے والوں کو نصیب ہوگی۔

خلاصہ اور حاصل مطلب ان آیات کا یہ ہے کہ انسان کی بڑی بدبختی اور شقاوت یہ ہے کہ لقاء اللہ" سے انکار کرے اور زندگی کے اس بلند ترین مقصد سے غفلت برتے۔ یہاں تک کہ جب موت یا قیامت سر پر آ کھڑی ہو تب بے فائدہ کف افسوس ملتا رہ جائے کہ ہائے میں نے اپنی دنیوی زندگی میں یوم قیامت کے لئے تیاری کرنے میں کیسی نا قابل تلافی کوتاہی کی۔ مگر اس وقت اس حسرت وافسوس سے کچھ نہ ہوگا۔ یہ فانی زندگانی حیات اخروی کے مقابلہ میں محض ہیچ اور بے حقیقت ہے۔ یہاں کی زندگی کے صرف انہی لمحات کو زندگی کہا جا سکتا ہے جو آخرت کی درستی میں خرچ کئے جائیں بقیہ تمام اوقات جو آخرت کی فکر و تیاری سے خالی ہوں ایک عاقبت اندیش کے نزدیک لہو ولعب سے زیادہ وقعت نہیں رکھتے۔

دعا کیجئے

حق تعالیٰ ہمیں بھی آخرت کی درستی کی فکر عطا فرما دیں۔ اس دنیا کی زندگی میں اس آخرت کی زندگی کو بنانے کی توفیق عطا فرمائیں۔

یا اللہ اس دنیا میں ہمیں اپنی خواہشوں کا غلام بننے سے بچا لیجئے اور اپنے احکامات کا فرمانبردار اور تابعدار بنا کر زندہ رکھئے

یا اللہ دین کو ہم ہر معاملہ میں مقدم رکھیں اور ہر لحہ کو ذکر وفکر آخرت کی توفیق نصیب ہو۔ آمین۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

قَدْ نَعْلَمُ اِنَّهٗ لَيَحْزُنُكَ الَّذِىْ يَقُوْلُوْنَ فَاِنَّهُمْ لَا يُكَذِّبُوْنَكَ وَلٰكِنَّ الظّٰلِمِيْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ يَجْحَدُوْنَ ﴿۳۳﴾

قَدْ نَعْلَمُ	اِنَّهٗ	لَيَحْزُنُكَ	الَّذِىْ	يَقُوْلُوْنَ	فَاِنَّهُمْ	لَا يُكَذِّبُوْنَكَ	وَلٰكِنَّ	الظّٰلِمِيْنَ	بِاٰيٰتِ	اللّٰهِ	يَجْحَدُوْنَ
بیشک ہم جانتے ہیں	کہ وہ	آپکو ضرور رنجیدہ کرتی ہے	وہ جو	وہ کہتے ہیں	سو وہ یقینا	نہیں جھٹلاتے آپ کو	اور لیکن (بلکہ)	ظالم لوگ	آیتوں کا	اللہ	انکار کرتے ہیں

ہم خوب جانتے ہیں کہ آپ کو انکے اقوال مغموم کرتے ہیں سو یہ لوگ آپ کو نہیں جھٹلاتے لیکن یہ ظالم تو اللہ کی آیتوں کا انکار کرتے ہیں

وَلَقَدْ كُذِّبَتْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ فَصَبَرُوْا عَلٰى مَا كُذِّبُوْا وَاُوْذُوْا حَتّٰٓى اَتٰىهُمْ نَصْرُنَا ۚ

وَلَقَدْ كُذِّبَتْ	رُسُلٌ	مِّنْ قَبْلِكَ	فَصَبَرُوْا	عَلٰى	مَا كُذِّبُوْا	وَاُوْذُوْا	حَتّٰى	اَتٰىهُمْ	نَصْرُنَا
اور البتہ جھٹلائے گئے	رسول (جمع)	آپؐ سے پہلے	پس صبر کیا انہوں نے	پر	جو وہ جھٹلائے گئے	اور ستائے گئے	یہانتک کہ	اُن پر آگئی	ہماری مدد

اور بہت سے پیغمبر جو آپ سے پہلے ہوئے ہیں اُنکی بھی تکذیب کی جا چکی ہے سو انہوں نے اس پر صبر ہی کیا کہ اُن کی تکذیب کی گئی اور اُنکو ایذائیں پہنچائی گئیں یہاں تک کہ ہماری امداد انکو پہنچی

وَلَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ ۚ وَلَقَدْ جَآءَكَ مِنْ نَّبَاِى الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۳۴﴾

وَ	لَا مُبَدِّلَ	لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ	وَ	لَقَدْ	جَآءَكَ	مِنْ	نَّبَاِى	الْمُرْسَلِيْنَ	
اور	نہیں بدلنے والا	اللہ کی باتوں کو	اور	البتہ	آپکے پاس پہنچی	سے (کچھ)	خبر	رسول (جمع)	

اور اللہ تعالیٰ کی باتوں کا کائی بدلنے والا نہیں، اور آپ کے پاس بعض پیغمبروں کے قصہ پہنچ چکے ہیں۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی اور مخالفین کو تنبیہ

اوپر سے کفار و مشرکین کے انکار و تکذیب اور اس کا جو انجام قیامت میں ان کو بھگتنا پڑے گا اس کا مسلسل بیان ہوتا چلا آ رہا ہے۔ ادھر کفار و مشرکین کے ضد و عناد کا یہ حال ادھر خلائق کے حال پر شفقت و ہمدردی سارے جہان سے زیادہ۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں ڈالی گئی تھی۔ قوم کی تکذیب و اعراض ان کے مستقبل کی تباہی اور ان کے مشرکانہ و ملحدانہ کلمات سے سخت رنج اور صدمہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم محسوس فرماتے تھے۔ آپ کی تسلی و تشفی کے لئے حق تعالیٰ کی طرف سے بار بار تسلی آمیز کلمات فرمائے جاتے تھے۔ اسی طرح یہاں ان آیات میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی و تشفی اور منکرین کو تنبیہ فرمائی گئی ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب کر کے کہا گیا کہ آپ ان کفار و مشرکین کے اعراض و تکذیب سے اس قدر دلگیر اور بے چین نہ ہوں۔ یہ لوگ جو تکذیب کر رہے ہیں فی الحقیقت آپ کو نہیں جھٹلاتے کیونکہ آپ کو تو پہلے سے بالاتفاق صادق و امین سمجھتے تھے بلکہ خدا کی آیات و نشانات کا جو پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصدیق و تبلیغ کے لئے بھیجی گئی ہیں جان بوجھ کر از راہ ظلم و عناد ان کا انکار کر رہے ہیں تو آپ بھی ان ظالموں کا معاملہ خدا کے سپرد کر کے مطمئن ہو جایئے۔ وہ خود ان کے ظلم اور آپ کے صبر کا پھل دینے والا ہے۔ انبیائے سابقین کے ساتھ بھی جن کے کچھ حالات آپ کو سنائے جا چکے ہیں ان کی قوموں نے تکذیب کی اور ایذا رسانی کا برتاؤ کیا جس پر خدا کے معصوم پیغمبر نہایت اولوالعزمی سے صبر کرتے رہے۔ حتیٰ کہ حسب وعدہ خدا کی مدد پہنچی اور بڑے بڑے زبردست متکبرین کے مقابلہ میں ان کو مظفر اور منصور کیا گیا۔ اس لئے آپ سے جو نصرت اور کامیابی کے وعدے کئے گئے ہیں ایک ایک کر کے پورے ہوں گے۔ پہاڑ اپنی جگہ سے ٹل جائیں مگر خدائے قدوس کا وعدہ نہیں ٹل سکتا۔ کس کی طاقت ہے جو خدا کی باتوں کو بدل ڈالے یعنی جو اس نے کہا ہے اسے واقع نہ ہونے دے۔ مکذبین و منکرین کو یاد رکھنا چاہئے کہ ان

کی جنگ حقیقۃً محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات سے نہیں بلکہ اللہ رب العزت سے ہے جس نے ان کو اپنا پیغمبر بنا کر کھلے نشانات کے ساتھ بھیجا ہے۔پس آپ کی تکذیب ان خدا کے نشانات کی تکذیب ہے۔اس طرح یہ کفار درحقیقت آپ کی تکذیب نہیں کرتے بلکہ آیات اللہ کی تکذیب کرتے ہیں۔

ایک دوسری روایت میں منقول ہے کہ ایک بار ابوجہل نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر کہا کہ ہم نے تم سے کبھی کوئی غلط بات نہیں سنی۔اس لئے تم کو ہم جھوٹا نہیں کہتے اور نہ کاذب سمجھتے ہیں بلکہ جو دین اور کتاب تم لائے ہو اس کو جھوٹا سمجھتے ہیں۔(معاذ اللہ) تو خلاصہ مضمون تسلی کا یہ ہے کہ جب ان منکرین کی اصل تکذیب آیات اللہ سے متعلق ہے تو انکا یہ معاملہ خدا کے ساتھ ہوا سو اللہ تعالیٰ خود ہی ان کو سمجھ لیں گے۔آپ غم وفکر میں نہ پڑیئے۔

دعا کیجئے

اللہ تبارک وتعالیٰ کا بے انتہا شکر واحسان ہے کہ اپنے فضل سے ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا امتی ہونا نصیب فرمایا۔اللہ تعالیٰ ہم کو ایمان باللہ و بالرسول پر استقامت عطا فرمائیں اور اسی پر تازندگی قائم رکھیں اور اسی پر موت نصیب فرمائیں۔یا اللہ جیسی امداد ونصرت آپ نے ابتداء میں فرما کر اسلام کا بول بالا فرمایا اے اللہ اب بھی اپنے دین کی مدد فرما اور دین کے بلند وبالا ہونے کی صورتیں غیب سے ظاہر فرما اور ہم کو بھی کسی درجہ میں دین کے خدمت گزاروں میں شامل فرما۔آمین

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

وَاِنْ كَانَ كَبُرَ عَلَيْكَ اِعْرَاضُهُمْ فَاِنِ اسْتَطَعْتَ اَنْ تَبْتَغِيَ نَفَقًا فِي الْاَرْضِ اَوْ سُلَّمًا

وَاِنْ	كَانَ	كَبُرَ	عَلَيْكَ	اِعْرَاضُهُمْ	فَاِنِ	اسْتَطَعْتَ	اَنْ	تَبْتَغِيَ	نَفَقًا	فِي الْاَرْضِ	اَوْ	سُلَّمًا
اور اگر	ہے	گراں	آپ پر	اُنکا منہ پھیرنا	تو اگر	تم سے ہو سکے	کہ	ڈھونڈلو	کوئی سرنگ	زمین میں	یا	کوئی سیڑھی

اور اگر آپ کو انکا اعراض گراں گذرتا ہے تو اگر آپ کو یہ قدرت ہے کہ زمین میں کوئی سرنگ یا آسمان میں کوئی سیڑھی ڈھونڈلو

فِي السَّمَآءِ فَتَاْتِيَهُمْ بِاٰيَةٍ ۭ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَمَعَهُمْ عَلَى الْهُدٰى فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْجٰهِلِيْنَ ﴿۳۵﴾

فِي السَّمَآءِ	فَتَاْتِيَهُمْ	بِاٰيَةٍ	وَلَوْ	شَآءَ اللّٰهُ	لَجَمَعَهُمْ	عَلَى الْهُدٰى	فَلَا تَكُوْنَنَّ	مِنَ	الْجٰهِلِيْنَ
آسمان میں	پھر لے آؤ اُنکے پاس	کوئی نشانی	اور اگر	چاہتا اللہ	تو انہیں جمع کر دیتا	ہدایت پر	سو آپ نہ ہوں	سے	بے خبر (جمع)

پھر کوئی معجزہ آؤ تو کرو، اور اگر اللہ کو منظور ہوتا تو ان سب کو راہ راست پر جمع کردیتا سو آپ بے خبروں میں سے نہ ہو جئے۔

اِنَّمَا يَسْتَجِيْبُ الَّذِيْنَ يَسْمَعُوْنَ ۭ وَالْمَوْتٰى يَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ ثُمَّ اِلَيْهِ يُرْجَعُوْنَ ﴿۳۶﴾ وَقَالُوْا

اِنَّمَا	يَسْتَجِيْبُ	الَّذِيْنَ	يَسْمَعُوْنَ	وَالْمَوْتٰى	يَبْعَثُهُمُ	اللّٰهُ	ثُمَّ	اِلَيْهِ	يُرْجَعُوْنَ	وَقَالُوْا
صرف وہ	مانتے ہیں	جو لوگ	سنتے ہیں	اور مُردے	اُنہیں اٹھائے گا	اللہ	پھر	اسکی طرف	وہ لوٹائے جائیں گے	اور وہ کہتے ہیں

وہی لوگ قبول کرتے ہیں جو سنتے ہیں، اور مردوں کو اللہ تعالیٰ زندہ کر کے اُٹھاویں گے پھر سب اللہ ہی کی طرف لائے جاویں گے۔ اور یہ لوگ کہتے ہیں

لَوْلَا نُزِّلَ عَلَيْهِ اٰيَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ۭ قُلْ اِنَّ اللّٰهَ قَادِرٌ عَلٰٓي اَنْ يُّنَزِّلَ اٰيَةً وَّلٰكِنَّ

لَوْلَا نُزِّلَ	عَلَيْهِ	اٰيَةٌ	مِّنْ	رَّبِّهٖ	قُلْ	اِنَّ	اللّٰهَ	قَادِرٌ	عَلٰٓي	اَنْ	يُّنَزِّلَ	اٰيَةً	وَّلٰكِنَّ
کیوں نہیں اتاری گئی	اس پر	کوئی نشانی	سے	اسکا رب	آپ کہدیں	بیشک	اللہ	قادر	پر	کہ	اُتارے	کوئی نشانی	اور لیکن

کہ ان پر کوئی معجزہ کیوں نہیں نازل کیا گیا، آپ فرما دیجئے کہ اللہ تعالیٰ کو بیشک پُوری قدرت ہے اس پر کہ وہ معجزہ نازل فرماویں

اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۳۷﴾

اَكْثَرَهُمْ	لَا يَعْلَمُوْنَ
ان میں اکثر	نہیں جانتے

لیکن ان میں اکثر بے خبر ہیں۔

کفار کے منہ مانگے معجزات نہ دکھانے کی حکمت

کفار مکہ کا دستور تھا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آ کر بے سروپا باتیں کیا کرتے اور فرمائشی معجزات کے طالب ہوتے۔ چنانچہ ایک مرتبہ چند کفار قریش نے حاضر ہو کر کسی خاص معجزہ کے ظاہر ہونے کی فرمائش کی۔ یا تو یہ کہا کہ مکہ کی زمین پہلے سے وسیع ہو جائے۔ یا کوہ صفا سونے کا ہو جائے یا مکہ میں باغات و نہریں جاری ہو جائیں۔ غرض اس طرح کی درخواستیں کیں اور چونکہ عادت الٰہی یہ ہی جاری ہے کہ کسی معاند کی خواہش پر جب تک اس کو جستجو حق مدنظر نہ ہو اللہ تعالیٰ معجزات ظاہر نہیں فرماتے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے ان کفار کی خواہش کے موافق کوئی فرمائشی معجزہ اپنے رسول کے ہاتھ پر ظاہر نہ فرمایا اور کافروں کی وہ جماعت منہ مانگا معجزہ نہ دیکھ کر مسلمان نہ ہوئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے مسلمان ہونے کی کمال رغبت تھی۔ جب وہ مسلمان نہ ہوئے تو رنج ہوا اور آپ کے دل نے چاہا ہوگا کہ ان کے فرمائشی معجزات

ہی واقع ہو جائیں تو شاید یہ ایمان لے آویں۔ مگر جب اللہ تعالیٰ کی حکمت ایسے فرمائشی معجزات دکھلانے کو مقتضی نہ ہو تو مشیت الٰہی کے خلاف کسی کو یہ طاقت کہاں ہے کہ وہ زمین یا آسمان میں سے سرنگ یا سیڑھی لگا کر ایسے فرمائشی معجزات نکال کر دکھلا دے۔ اس لئے حق تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تسلی کے لئے بتلایا کہ یوں تو خدا اس پر بھی قادر تھا کہ بدوں توسط پیغمبروں کے اور معجزات کے شروع ہی سے سب کو سیدھی راہ پر جمع کر دیتا مگر اس کی حکمت و مصلحت اس بات کو مقتضی نہیں کہ ساری دنیا کے انسانوں کو ایمان لانے پر مجبور کر دیا جائے۔ اس لئے ان تمام منکرین سے توقع نہ رکھئے کہ یہ سب ایمان لے آویں گے۔ جن کے دل کے کان بہرے ہو گئے ہیں۔ وہ سنتے ہی نہیں پھر مانیں کس طرح؟ ہاں یہ منکرین جو قلبی و روحانی حیثیت سے مردوں کی طرح ہیں قیامت میں دیکھ کر یقین کریں گے اور ان چیزوں کو مانیں گے جن کا اب انکار کرتے ہیں۔ ویسے تو آپ پر بے شمار علمی و عملی معجزات و نشانات بارش کی طرح اترتے رہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ فرمائشی معجزات دکھلانے سے بھی عاجز نہیں لیکن جن قوانین حکمت و رحمت پر نظام تکوین کی بنیاد ہے ان قوانین کا اقتضا یہی ہے کہ تمام فرمائشی معجزات نہ دکھلائے جائیں۔

پھر کفار یہ بھی کہتے تھے کہ ہمارے کہنے کے موافق خدا کی طرف سے معجزہ کیوں نہیں نازل کیا جاتا اور کیوں ایسی کوئی نشانی ظاہر نہیں کی گئی جو صدق نبوت پر محسوس طور پر دلالت کرے۔ اور پھر کسی قسم کا شک وشبہ نہ رہے۔ اس کے جواب میں حق تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تلقین فرمایا کہ آپ ان سے کہدیں کہ خدا ہر طرح کی نشانیاں اور ہر قسم کے معجزات ظاہر کر سکتا ہے مگر تم کو نازل نہ کرنے کی حکمت کا علم نہیں ہے تم اللہ کی مصلحت نہیں سمجھتے اور فرمائشی معجزہ کے انجام سے بے خبر ہو۔ یعنی فرمائشی نشان اور معجزہ کا انجام یہ ہے کہ اگر اس کو دیکھ کر بھی ایمان نہ لائے اور پیغمبر کی تصدیق نہ کی تو پھر سب ہلاک کر دیئے جائیں گے۔ ورنہ خدا تعالیٰ تو ہر چیز پر قادر ہے۔ ہر طرح کی نشانیاں اور معجزہ ظاہر کر سکتا ہے طالب حق کے ہدایت کے لئے وہ نشانات بہت کافی ہیں جو آپ سے ظاہر ہو چکے ہیں۔

دعا کیجئے

یا اللہ! آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کا ہم کو پورا اتباع نصیب ہو اور قیامت میں ہمارا حشر نشر مومنین کاملین کے ساتھ ہو۔

یا اللہ اپنی مشیت اور حکمت پر ہم کو راضی رہنے کی توفیق نصیب ہو اور آپ کے جملہ احکام وہدایات دل وجان سے قبول کرنا نصیب ہو۔

یا اللہ ہمیں اسلام اور ایمان پر استقامت نصیب فرما اور ہر حال میں اپنی مرضیات پر راضی رہنے کی توفیق عطا فرما۔ آمین

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

12

وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا طٰٓئِرٍ يَّطِيْرُ بِجَنَاحَيْهِ إِلَّآ أُمَمٌ أَمْثَالُكُمْ ۭ مَا فَرَّطْنَا فِي الْكِتٰبِ

وَمَا	مِنْ	دَآبَّةٍ	فِي الْأَرْضِ	وَ	لَا	طٰٓئِرٍ	يَّطِيْرُ	بِجَنَاحَيْهِ	إِلَّآ	أُمَمٌ	أَمْثَالُكُمْ	مَا فَرَّطْنَا	فِي الْكِتٰبِ
اور نہیں	کوئی	چلنے والا	زمین میں	اور	نہ	پرندہ	اُڑتا ہے	اپنے دو پروں سے	مگر	اُمتیں (جماعتیں)	تمہاری طرح	نہیں چھوڑی ہم نے	کتاب میں

اور جتنے قسم کے جاندار زمین پر چلنے والے ہیں اور جتنے قسم کے پرند جانور ہیں کہ اپنے دونوں بازوؤں سے اُڑتے ہیں اُن میں کوئی قسم ایسی نہیں جو کہ تمہارے ہی طرح کے گروہ نہ ہوں

مِنْ شَيْءٍ ثُمَّ إِلٰى رَبِّهِمْ يُحْشَرُوْنَ ﴿۳۸﴾ وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا صُمٌّ وَّبُكْمٌ فِي الظُّلُمٰتِ ۭ

مِنْ	شَيْءٍ	ثُمَّ	إِلٰى	رَبِّهِمْ	يُحْشَرُوْنَ	وَ	الَّذِيْنَ	كَذَّبُوْا	بِاٰيٰتِنَا	صُمٌّ	وَّبُكْمٌ	فِي	الظُّلُمٰتِ
کوئی	چیز	پھر	طرف	اپنا رب	جمع کئے جائیں گے	اور	وہ لوگ جو کہ	انہوں نے جھٹلایا	ہماری آیات	بہرے	اور گونگے	میں	اندھیرے

ہم نے دفتر لوح محفوظ میں کوئی چیز نہیں چھوڑی پھر سب اپنے پروردگار کے پاس جمع کئے جاویں گے۔اور جو لوگ ہماری آیتوں کی تکذیب کرتے ہیں وہ تو بہرے اور گونگے ہو رہے ہیں

مَنْ يَّشَإِ اللّٰهُ يُضْلِلْهُ ۭ وَمَنْ يَّشَأْ يَجْعَلْهُ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۳۹﴾ قُلْ أَرَءَيْتَكُمْ إِنْ أَتٰىكُمْ

مَنْ	يَّشَإِ	اللّٰهُ	يُضْلِلْهُ	وَمَنْ يَّشَأْ	يَجْعَلْهُ	عَلٰى	صِرَاطٍ	مُّسْتَقِيْمٍ	قُلْ	أَرَءَيْتَكُمْ	إِنْ	أَتٰىكُمْ
جو۔جس	چاہے	اللہ	اسے گمراہ کردے	اور جسے چاہے	اسے کردے (چلادے)	پر	راستہ	سیدھا	آپ کہہ دیں	بھلا دیکھو	اگر	تم پر آئے

طرح طرح کی ظلمتوں میں۔اللہ تعالیٰ جس کو چاہیں بے راہ کردیں، اور وہ جس کو چاہیں سیدھی راہ پر لگادیں۔آپ کہیئے کہ اپنا حال تو بتلاؤ کہ اگر تم خدا کا

عَذَابُ اللّٰهِ أَوْ أَتَتْكُمُ السَّاعَةُ أَغَيْرَ اللّٰهِ تَدْعُوْنَ ۚ إِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۴۰﴾ بَلْ إِيَّاهُ تَدْعُوْنَ

عَذَابُ	اللّٰهِ	أَوْ	أَتَتْكُمُ	السَّاعَةُ	أَغَيْرَ اللّٰهِ	تَدْعُوْنَ	إِنْ	كُنْتُمْ	صٰدِقِيْنَ	بَلْ	إِيَّاهُ	تَدْعُوْنَ
عذاب	اللہ	یا	آئے تم پر	قیامت	کیا اللہ کے سوا	تم پکاروگے	اگر	تم ہو	سچے	بلکہ	اُسی کو	تم پکارتے ہو

کوئی عذاب آپڑے یا تم پر قیامت ہی آپہنچے تو کیا خدا کے سوا کسی اور کو پکاروگے، اگر تم سچے ہو بلکہ خاص اُسی کو پکارنے لگو پھر جس کے لئے تم پکارو

فَيَكْشِفُ مَا تَدْعُوْنَ إِلَيْهِ إِنْ شَآءَ وَتَنْسَوْنَ مَا تُشْرِكُوْنَ ﴿۴۱﴾

فَيَكْشِفُ	مَا تَدْعُوْنَ	إِلَيْهِ	إِنْ	شَآءَ	وَتَنْسَوْنَ	مَا	تُشْرِكُوْنَ
پس کھول دیتا ہے (دُور کردیتا ہے)	جسے پکارے ہو	اس کے لئے	اگر	وہ چاہے	اور تم بھول جاتے ہو	جو۔جس	تم شریک کرتے ہو

اگر وہ چاہے تو اسکو ہٹا بھی دے اور جن جن کو تم شریک ٹھیراتے ہو ان سب کو بھول بھال جاؤ۔

انسان تو انسان جانوروں کا بھی حساب ہوگا

گذشتہ آیات میں منکرین کے دوبارہ زندہ ہوکر قیامت میں جمع کرنے کا ذکر ہوا تھا۔میدان حشر میں تمام خلائق کے جمع ہونے کی تاکید اور اسی مضمون کی مزید تقویت کے لئے اب یہ بتلایا جاتا ہے کہ قیامت کا حشر تو ایسا عام ہوگا کہ انسان تو انسان جانور اور چرند پرند بھی محشور کئے جائیں گے اور ان میں بھی عدل وانصاف جاری کیا جائے گا۔تو جب غیر مکلف جانور بھی عدل وانصاف کے تقاضوں سے باہر نہیں ہوں گے تو انسان جیسے مکلفین کو کہاں چھوڑا جائے گا۔

چنانچہ حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ قیامت کے دن چوپائے مویشی اور تمام مخلوق اٹھائی جائے گی۔ اور اللہ تعالیٰ ان کے درمیان انصاف کرے گا۔ یہاں تک کہ سینگوں والے جانور نے بے سینگوں والے جانور کو اگر مارا ہوگا تو اسکا بدلہ بھی دلوایا جائے گا۔ پھر حق تعالیٰ کے حکم سے تمام جانور خاک ہو جائیں گے۔ جب جانوروں کو خاک ہونے کا حکم ملے گا تو کفار بھی یٰلَیْتَنِیْ کُنْتُ تُرٰبًا کی تمنا کریں گے کہ کاش ہم بھی مٹی ہو جاتے۔ غرض کہ مقصود منکرین کو حشر و نشر سے ڈرانا ہے۔

حقوق العباد کی اہمیت

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

"یہ سب کو معلوم ہے کہ جانور کسی شریعت اور احکام کے مکلف نہیں۔ ان کے مکلف صرف انسان اور جن ہیں اور ظاہر ہے کہ غیر مکلف سے جزاء و سزا کا معاملہ نہیں ہو سکتا۔ اس لئے علماء نے فرمایا ہے کہ محشر میں جانوروں کا انتقام ان کے مکلف ہونے کی وجہ سے نہیں بلکہ رب العالمین کے غایت عدل و انصاف کی وجہ سے ہے کہ ایک جاندار کسی جاندار پر دنیا میں ظلم و زیادتی کرے تو اس کا بدلہ قیامت میں دلوایا جائے گا۔ باقی ان کے کسی اور عمل پر جزا و سزا نہ ہوگی۔ اس سے معلوم ہوا کہ خلق اللہ کے باہمی حقوق و مظالم کا معاملہ اتنا سنگین ہے کہ غیر مکلف جانوروں کو بھی اس سے آزاد نہیں کیا گیا مگر افسوس ہے کہ بہت سے عبادت گزار اور دین دار آدمی بھی اس میں غفلت برتتے ہیں۔"

دعا کیجئے

اے اللہ ہم آپ کی ذات پاک پر۔ آپ کے کلام پر اور آپ کے رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان لائے ہیں۔

اے اللہ ہم کو مومنین کی فہرست میں شمار فرما لیجئے اور اسی ایمان اور اسلام پر ہمارا جینا اور اسی پر ہماری موت مقدر فرما۔

یا اللہ ہر طرح کے حقوق العباد جو ہمارے ذمہ ہوں گے ان کی ادائیگی میں ہماری مدد فرما۔ اور ان کے بارے میں ہم کو سبکدوش فرما۔ آمین۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَآ اِلٰٓى اُمَمٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَاَخَذْنٰهُمْ بِالْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ لَعَلَّهُمْ يَتَضَرَّعُوْنَ ﴿۴۲﴾ فَلَوْلَآ

وَ	لَقَدْ اَرْسَلْنَا	اِلٰى	اُمَمٍ	مِّنْ قَبْلِكَ	فَاَخَذْنٰهُمْ	بِالْبَاْسَآءِ	وَالضَّرَّآءِ	لَعَلَّهُمْ	يَتَضَرَّعُوْنَ	فَلَوْلَآ
اور	تحقیق ہم نے بھیجے (رسول)	طرف	اُمتیں	تم سے پہلے	پس ہم نے اُنہیں پکڑا	سختی میں	اور تکلیف	تا کہ وہ	گڑگڑائیں	پھر کیوں نہ

اور ہم نے اور امتوں کی طرف بھی جو کہ آپ سے پہلے ہو چکی ہیں پیغمبر بھیجے تھے سو ہم اُن کی تنگدستی اور بیماری سے پکڑا تا کہ وہ ڈھیلے پڑ جاویں۔ سو جب اُنکو

اِذْ جَآءَهُمْ بَاْسُنَا تَضَرَّعُوْا وَلٰكِنْ قَسَتْ قُلُوْبُهُمْ وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۴۳﴾

اِذْ	جَآءَهُمْ	بَاْسُنَا	تَضَرَّعُوْا	وَلٰكِنْ	قَسَتْ	قُلُوْبُهُمْ	وَزَيَّنَ	لَهُمُ	الشَّيْطٰنُ	مَا	كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ
جب	آیا اُن پر	ہمارا عذاب	وہ گڑگڑائے	اور لیکن	سخت ہوگئے	دل اُنکے	آراستہ کر دکھایا	انکو	شیطان	جو	وہ کرتے تھے

ہماری سزا پہنچی تھی تو وہ ڈھیلے کیوں نہ پڑے بات یہ تھی کہ اُن کے قلوب تو سخت ہو گئے تھے اور شیطان اُن کے اعمال کو اُن کے خیال میں آراستہ کر کے دکھلاتا رہا۔

فَلَمَّا نَسُوْا مَا ذُكِّرُوْا بِهٖ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ اَبْوَابَ كُلِّ شَيْءٍ حَتّٰٓى اِذَا فَرِحُوْا بِمَآ اُوْتُوْٓا

فَلَمَّا	نَسُوْا	مَا ذُكِّرُوْا	بِهٖ	فَتَحْنَا	عَلَيْهِمْ	اَبْوَابَ	كُلِّ شَيْءٍ	حَتّٰى	اِذَا	فَرِحُوْا	بِمَا	اُوْتُوْا
پھر جب	وہ بھول گئے	جو نصیحت کی گئی	اسکے ساتھ	تو ہم نے کھول دیئے	ان پر	دروازے	ہر چیز	یہاں تک کہ	جب	خوش ہوگئے	اس سے جو	اُنہیں دی گئی

پھر جب وہ لوگ اُن چیزوں کو بھولے رہے جن کی اُن کو نصیحت کی جاتی تھی تو ہم نے اُن پر ہر چیز کو دروازے کشادہ کر دیئے' یہاں تک کہ جب اُن چیزوں پر جو کہ اُن کو ملی تھیں وہ

اَخَذْنٰهُمْ بَغْتَةً فَاِذَا هُمْ مُّبْلِسُوْنَ ﴿۴۴﴾ فَقُطِعَ دَابِرُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۴۵﴾

اَخَذْنٰهُمْ	بَغْتَةً	فَاِذَا	هُمْ	مُّبْلِسُوْنَ	فَقُطِعَ	دَابِرُ	الْقَوْمِ	الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا	وَ	الْحَمْدُ	لِلّٰهِ	رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ
ہم نے پکڑا انکو	اچانک	پس اس وقت	وہ	مایوس رہ گئے	پھر کاٹ دی گئی	جڑ	قوم	جن لوگوں نے ظلم کیا (ظالم)	اور	ہر تعریف	اللہ کیلئے	سارے جہانوں کا رب

خوب اترا گئے ہم نے اُن کو دفعۃً پکڑ لیا پھر تو وہ بالکل حیرت زدہ رہ گئے۔ پھر ظالم لوگوں کی جڑ کٹ گئی۔ اور تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں جو تمام عالم کا پروردگار ہے

ماضی کی اقوام پر عذاب الٰہی کی سرگذشت

ان آیات میں ایک خاص ترتیب سے پہلی امتوں میں عذاب دنیوی کا وقوع بیان کیا جا رہا ہے تا کہ مخاطب منکرین حضورؐ کی زبانی عذاب کی خبر کو محض فرضی دھمکی اور تنبیہ نہ سمجھیں اس لئے واقعات کا حوالہ دے کر بتلایا جا رہا ہے کہ پہلے زمانہ میں اس طرح کے عذاب آ چکے ہیں اور قوموں کی ہلاکت ہو چکی ہے اور گذشتہ قوموں کی ہلاکت کا ذکر ایک خاص طور پر فرمایا ہے کیونکہ بعض مصائب جب آ کر ٹل جاتے ہیں تو نادانوں کو دھوکہ ہوتا ہے کہ یہ سزائے اعمال نہ تھی۔ ورنہ ٹلتی کیوں اس لئے منکرین کو سنا دیا کہ گذشتہ قوموں کی پکڑ اور ہلاکت کی ترتیب بھی یہی ہوئی تھی کہ اول نزول بلیات ہوا۔ قحط سالی' گرانی' جان مال کا نقصان اور دیگر مصائب و امراض وغیرہ میں مبتلا کر کے ان کی گرفت کی تا کہ وہ اب بھی خدائے قادر مطلق کے سامنے عاجزی کا اظہار کر کے گڑگڑائیں۔ اس کی طرف رجوع کریں۔ انبیاء کی تصدیق کریں۔ ان کی نصیحت پر چلیں۔ ان کے احکام کو مانیں۔ سرکشی اور طغیان چھوڑ کر اعمال کی اصلاح کر لیں۔ مگر جب ان ہلاک ہونے والی قوموں نے اللہ کی اس آزمائش اور پکڑ سے فائدہ نہ اٹھایا اور اپنے عقائد و اعمال کی اصلاح اور درستی نہ کی اور مصائب میں مبتلا ہو کر بھی خدا کی طرف رجوع نہ کیا اور انبیاء کی ہدایتوں کو ٹھکرایا اور تمام وعظ

ونصیحت پس پشت ڈال دیا تو پھر اللہ تعالیٰ نے دوسرے طریقہ سے ان کی آزمائش کی اور ان پر وسعت اور عیش کے دروازہ کھول دیئے۔ دولت، حکومت طاقت اولاد مال و جاہ کی کثرت سب کچھ ان کو دیا۔ جب نعمتوں کی شکر گزاری اور انعام و احسان سے متاثر ہونے کی بجائے وہ عیش و عشرت میں پڑ کر غافل اور مست ہو گئے اور گناہوں میں خوب غرق ہو گئے اور اپنی رسائی عقل کے نشہ میں چور ہو کر اترانے لگے تو پھر اس وقت اچانک ان کی گرفت کر لی گئی۔ تمام عیش و آرام ان کا خاک میں مل گیا۔ دولت و حکومت کا نشہ سب ہرن ہو گیا اور انجام کار ان ظالموں کی جڑ بالکل کاٹ دی گئی۔ کوئی ان کا نام لیوا نہ رہا۔ عالم ہستی میں ان کی شان و شوکت کی نمود دولت و ثروت کا نشان، حکومت کے آثار کچھ بھی نہ رہا۔ دوسرے ان کے جانشین بنے۔

دولت وثروت حقیقی کامیابی کا معیار نہیں ہے بلکہ امتحان ہے

ان آیات میں عام انسانوں کو تنبیہ کی گئی ہے کہ دنیا میں کسی شخص یا جماعت پر عیش وعشرت کی فراوانی دیکھ کر دھوکہ نہ کھائیں کہ یہی لوگ کامیاب زندگی کے مالک ہیں۔ اور یہی صحیح راستہ پر ہیں بلکہ بسا اوقات یہ حالت ان مبتلائے عذاب نافرمانوں کی بھی ہوتی ہے جن کو سخت عذاب میں دفعۃً پکڑنا طے کر لیا جاتا ہے۔

حضرت عقبہ بن عامرؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم کسی شخص کو دیکھو کہ اس کے معاصی کے باوجود دنیاوی عیش و نعم اللہ نے اسے دے رکھا ہے یعنی باوجود گناہوں اور نافرمانیوں پر جمے رہنے کے نعمت و دولت اس پر برس رہی ہے تو یقین کر لو کہ یہ خدا کی ڈھیل کا وقت گزر رہا ہے۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی آیت پڑھی فَلَمَّا نَسُوْا مَا ذُكِّرُوْا بِهٖ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ اَبْوَابَ كُلِّ شَيْءٍ ۭ حَتّٰٓي اِذَا فَرِحُوْا بِمَآ اُوْتُوْٓا اَخَذْنٰهُمْ بَغْتَةً فَاِذَا هُمْ مُّبْلِسُوْنَ

ظالموں کی ہلاکت اللہ تعالیٰ کی نعمت ورحمت ہے

یہاں ان آیات کے اخیر میں وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ فرمایا۔ تو مفسرین نے لکھا ہے کہ اس میں اشارہ کیا گیا کہ مجرموں اور ظالموں پر جب کوئی عذاب اور مصیبت و بلا آئے اور ان کی ہلاکت ہو تو پورے عالم کے لئے یہ ایک نعمت ہے جس پر لوگوں کو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہئے۔ ظالموں کا استیصال بھی اس کی ربوبیت عامہ کا اثر اور مجموعہ عالم کے لئے رحمت عظیم ہے۔ اسی لئے آخر میں حمد وشکر کا اظہار فرمایا کہ اللہ نے ان مفسدین فی الارض کو فنا کر کے دنیا کو ان کے شر سے بچایا۔

دعا کیجئے

یا اللہ ہم کو جو نعمتیں دینی و دنیاوی آپ نے عطا فرمائی ہیں ان پر حقیقی شکر گزاری کی توفیق عطا فرمایئے۔ اور اس میں جو کوتاہی ہم سے اب تک ہوئی ہو اس کو اپنی رحمت سے درگزر فرمایئے۔ اور ان پر ہماری پکڑ نہ فرمایئے۔

یا اللہ ہم کو اپنا بھولا ہوا سبق پھر یاد کرنے کی توفیق عطا فرما دیجئے اور قرآن وسنت کی طرف رجوع ہونے کی توفیق مرحمت فرما دیجئے۔

یا اللہ اپنی ربوبیت عامہ کے طفیل میں اس ملک سے ظلم اور ظالموں کا خاتمہ فرما اور ظلم وستم اور جبر واستبداد کی جس چکی میں عوام پس رہے ہیں یہاں سے ہمیشہ کے لئے خاتمہ فرما۔ آمین۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ اَخَذَ اللّٰهُ سَمْعَكُمْ وَاَبْصَارَكُمْ وَخَتَمَ عَلٰى قُلُوْبِكُمْ مَّنْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ

قُلْ	اَرَءَيْتُمْ	اِنْ	اَخَذَ اللّٰهُ	سَمْعَكُمْ	وَاَبْصَارَكُمْ	وَخَتَمَ	عَلٰى	قُلُوْبِكُمْ	مَنْ	اِلٰهٌ	غَيْرُ	اللّٰهِ
آپ کہدیں	بھلاتم دیکھو	اگر	لے (چھین لے) اللہ	تمہارے کان	اور تمہاری آنکھیں	اور مہر لگادے	پر	تمہارے دل	کون	معبود	سوائے	اللہ

آپ کہیئے کہ یہ بتلاؤ اگر اللہ تعالیٰ تمہاری سماعت وبصارت بالکل لے لے اور تمہارے دلوں پر مہر کرڈالے تو اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی معبود ہے کہ یہ تمکو پھر

يَاْتِيْكُمْ بِهٖ ۭ اُنْظُرْ كَيْفَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ ثُمَّ هُمْ يَصْدِفُوْنَ ۝٤٦ قُلْ اَرَءَيْتَكُمْ اِنْ اَتٰىكُمْ

يَاْتِيْكُمْ	بِهٖ	اُنْظُرْ	كَيْفَ	نُصَرِّفُ	الْاٰيٰتِ	ثُمَّ	هُمْ	يَصْدِفُوْنَ	قُلْ	اَرَءَيْتَكُمْ	اِنْ	اَتٰىكُمْ
تم کولادے	یہ	دیکھو	کیسے	بدل بدل کر بیان کرتے ہیں	آیتیں	پھر	وہ	کنارہ کرتے ہیں	آپ کہدیں	تم دیکھو تو سہی	اگر	تم پر آئے

دے دے، آپ دیکھئے تو ہم کس طرح دلائل کو مختلف پہلوؤں سے پیش کررہے ہیں پھر یہ اعراض کرتے ہیں۔آپ کہئے کہ یہ بتلاؤ کہ اگر تم پر

عَذَابُ اللّٰهِ بَغْتَةً اَوْ جَهْرَةً هَلْ يُهْلَكُ اِلَّا الْقَوْمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝٤٧ وَمَا نُرْسِلُ

عَذَابُ اللّٰهِ	بَغْتَةً	اَوْجَهْرَةً	هَلْ	يُهْلَكُ	اِلَّا	الْقَوْمُ	الظّٰلِمُوْنَ	وَ	مَا نُرْسِلُ
عذاب اللہ کا	اچانک	یا کھلم کھلا	کیا	ہلاک ہوگا	سوائے	لوگ	ظالم (جمع)	اور	نہیں بھیجتے ہم

اللہ کا عذاب آپڑے خواہ بے خبری میں یا خبر داری میں تو کیا بجز ظالم لوگوں کے اور کوئی بھی ہلاک کیا جاوے گا۔اور ہم پیغمبروں کو صرف اس واسطے بھیجا

الْمُرْسَلِيْنَ اِلَّا مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ ۚ فَمَنْ اٰمَنَ وَاَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ

الْمُرْسَلِيْنَ	اِلَّا	مُبَشِّرِيْنَ	وَ	مُنْذِرِيْنَ	فَمَنْ	اٰمَنَ	وَاَصْلَحَ	فَلَا خَوْفٌ	عَلَيْهِمْ	وَلَا هُمْ
رسول (جمع)	مگر	خوشخبری دینے والے	اور	ڈرسنانے والے	پس جو	ایمان لایا	اور سنور گیا	تو کوئی خوف نہیں	ان پر	اور نہ وہ

کرتے کرتے ہیں کہ وہ بشارت دیں اور ڈراویں پس جو شخص ایمان لے آوے اور درستی کرے سو اُن لوگوں پر کوئی اندیشہ نہیں اور نہ وہ مغموم ہوں گے۔

يَحْزَنُوْنَ ۝٤٨ وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا يَمَسُّهُمُ الْعَذَابُ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ۝٤٩

يَحْزَنُوْنَ	وَالَّذِيْنَ	كَذَّبُوْا	بِاٰيٰتِنَا	يَمَسُّهُمُ	الْعَذَابُ	بِمَا	كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ
غمگین ہوں گے	اور وہ لوگ جو	انہوں نے جھٹلایا	ہماری آیتوں کو	انہیں پہنچے گا	عذاب	اس لئے کہ	وہ کرتے تھے نافرمانی

اور جنہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا تو اُنکی نافرمانی کرنے کی سزا میں ان پر عذاب کی مصیبت آئے گی۔

توحید الٰہی کی فطری دلیل

یہاں توحید والوہیت باری تعالیٰ کی فطری دلیل پیش کی گئی ہے اور بتلایا گیا کہ انسان جو اپنے ہوش وحواس کی درستگی اور عقل کی رسائی پر ناز کرتا ہے تو اگر خدا تعالیٰ کسی کے ہوش حواس اور عقل زائل کردے کانوں سے قوت سماعت' آنکھوں سے بینائی اور دلوں سے سوچنے اور سمجھنے کی قوت کو دور کردے تو کیا اور کوئی ایسا ہے کہ جو یہ چیزیں خدا سے چھین کر انسان کو واپس دے دے۔یعنی اگر کان آنکھ دل یہ تینوں اعضاء جو اشرف الاعضاء

ہیں اگر بیکار ہو جائیں اور ان کے بیکار ہو جانے کی وجہ سے تمہارے جسم کا ناظم درہم برہم ہو جائے تو بتلاؤ کہ اللہ کے سوا کونسا معبود ہے جو تم کو یہ چیزیں لا کر دیدے۔ مطلب یہ کہ مستحق عبادت وہ ذات ہے جو ان اعضا اور قوائے ادراکیہ کے دینے اور چھیننے پر قادر ہو اور یہ بت جن کو یہ مشرکین پوجتے ہیں کس طرح مستحق عبادت ہوئے۔

یہ دلیل الوہیت بیان کرنے کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب ہوتا ہے کہ اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم دیکھئے تو سہی کہ اللہ تعالیٰ اپنے کلام میں کس طرح پھیر پھیر کر مختلف طریقوں سے اپنی توحید و الوہیت کی نشانیاں بیان کرتے ہیں پھر بھی یہ مشرکین ان کے ماننے اور قبول کرنے سے اعراض کرتے ہیں اور منہ پھیرتے ہیں۔ اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم آپ ان مشرکین سے یہ بھی کہہ دیجئے کہ بتلاؤ تو سہی کہ اگر عذاب الٰہی تم پر اچانک اور ناگہاں آ جائے کہ پہلے سے جس کی کوئی علامت اور نشان نہ ہو یا روبرو آشکارا طور پر آنکھوں دیکھتے۔ دن رات میں کسی وقت آسمان یا زمین کی طرف سے کوئی مصیبت پیدا ہو جائے تو ظالموں کی تباہی سے بچنے کی کیا صورت ہے۔ لہذا بہتر یہ ہے کہ عذاب آنے سے پہلے ہی اپنے ظلم وشرک سے توبہ کر لو۔

انبیاء کا کام دعوت الی الحق ہے جنت وجہنم ہر کسی نے اپنے عمل سے بنانی ہے

پھر منکرین ومکذبین کو بتلایا جاتا ہے کہ تم جو عذاب الٰہی سے نڈر اور بے فکر ہو کر بیہودہ فرمائشیں اور دور از کار سوالات کر کے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دق کرتے ہو اور آپ کی تصدیق کے لئے خود ساختہ معیار تراشتے ہو اور فرمائشی معجزات طلب کرتے ہو جیسے مکہ کے پہاڑ سونے کے ہو جائیں مکہ کی زمین میں باغات اور نہریں جاری ہو جائیں وغیرہ وغیرہ تو خوب سمجھ لو کہ پیغمبر دنیا میں اس لئے نہیں بھیجے گئے کہ تمہاری ایسی واہی تباہی فرمائشیں پوری کرتے رہیں ان کی بعثت کی غرض تبشیر و انذار ہے اور تبلیغ وارشاد ہے وہ خدا کی طرف سے اس لئے بھیجے جاتے ہیں کہ فرمانبرداروں کو بشارت سنائیں اور نافرمانوں کو ان کے انجام بد پر متنبہ کر دیں اور ڈرائیں آگے ہر شخص کی کمائی اس کے ساتھ ہے۔ جس نے نبی علیہ السلام کی باتوں پر یقین کیا اور اعتقاداً اور عملاً اپنی حالت درست کر لی یعنی کفر وشرک ونافرمانی سے توبہ کر لی تو اس کو آخرت میں حقیقی امن وچین نصیب ہوگا اور جس نے خدا کی آیات کو جھٹلا کر ہدایت الٰہی سے روگردانی کی وہ نافرمانی اور بغاوت کی وجہ سے سخت تباہی اور عذاب عظیم میں گرفتار ہوگا۔

یہاں سے یہ بات صاف سمجھ میں آتی ہے کہ اللہ کے رسول اللہ کی طرف سے لوگوں کو ایک پیغام پہنچانے آتے ہیں اور وہ پیغام یہی ہے کہ اس دنیا کی زندگی میں وہی کام کرنے چاہئیں جن کے کرنے کی اللہ نے اجازت اور حکم دیا ہے اور ان کاموں سے جن سے اس نے روکا ہے رک جانا چاہئے اور باز رہنا چاہئے۔ بس یہی وہ طریقہ ہے جس سے انسان آخرت کے خوف وغم سے چھٹکارا پا سکتا ہے۔ جس نے اس قانون کی دنیا کی زندگی میں پرواہ نہ کی وہ نافرمان لکھا جائے گا اور اس کو اس نافرمانی کی سزا ملے گی اور جس نے اس قانون کے موافق دنیا کی زندگی گزاری ان پر نہ آخرت میں خوف ہوگا نہ غم اور وہ مطمئن ہوں گے۔

دعا کیجئے: حق تعالیٰ ہم کو اپنے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کے موافق اپنی دنیا کی زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ یا اللہ ہم کو اپنا تابعدار بندہ اور اپنے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانبردار امتی بنا کر زندہ رکھئے اور اسی پر موت نصیب فرمائیے۔
یا اللہ ہمیں اپنے ان بندوں میں شامل فرما لیجئے جن پر آخرت میں نہ غم ہوگا نہ خوف۔ آمین

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

قُلْ لَّآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِيْ خَزَآئِنُ اللّٰهِ وَلَآ اَعْلَمُ الْغَيْبَ وَلَآ اَقُوْلُ لَكُمْ اِنِّيْ مَلَكٌ

قُلْ	لَآ اَقُوْلُ	لَكُمْ	عِنْدِيْ	خَزَآئِنُ	اللّٰهِ	وَلَا	اَعْلَمُ	الْغَيْبَ	وَلَآ اَقُوْلُ	لَكُمْ	اِنِّيْ	مَلَكٌ
آپ کہدیں	نہیں کہتا میں	تم سے	میرے پاس	خزانے	اللہ	اور نہیں	میں جانتا	غیب	اور نہیں کہتا میں	تم سے	کہ میں	فرشتہ

آپ کہہ دیجئے کہ نہ تو میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ میرے پاس خدا کے خزانے ہیں اور نہ میں تمام غیبوں کو جانتا ہوں اور نہ میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں

اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ ۭ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ ۭ اَفَلَا تَتَفَكَّرُوْنَ ۝۵۰ وَاَنْذِرْ

اِنْ اَتَّبِعُ	اِلَّا	مَا يُوْحٰى	اِلَيَّ	قُلْ	هَلْ	يَسْتَوِي	الْاَعْمٰى	وَالْبَصِيْرُ	اَفَلَا تَتَفَكَّرُوْنَ	وَاَنْذِرْ
میں نہیں پیروی کرتا	مگر	جو وحی کیا جاتا ہے	میری طرف	آپ کہدیں	کیا	برابر ہے	نابینا	اور بینا	سو کیا تم غور نہیں کرتے	اور ڈرادیں

میں تو صرف جو کچھ میرے پاس وحی آتی ہے اسکا اتباع کر لیتا ہوں، آپ کہیئے کہ اندھا اور بینا کہیں برابر ہوسکتا ہے؟ سو کیا تم غور نہیں کرتے؟ اور ایسے لوگوں کو ڈرایئے

بِهِ الَّذِيْنَ يَخَافُوْنَ اَنْ يُّحْشَرُوْٓا اِلٰى رَبِّهِمْ لَيْسَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ وَلِيٌّ وَّلَا شَفِيْعٌ

بِهِ	الَّذِيْنَ	يَخَافُوْنَ	اَنْ	يُحْشَرُوْا	اِلٰى	رَبِّهِمْ	لَيْسَ	لَهُمْ	مِنْ	دُوْنِهٖ	وَلِيٌّ	وَلَا	شَفِيْعٌ
اس سے	وہ لوگ جو	خوف رکھتے ہیں	کہ	وہ جمع کئے جائیں گے	طرف (سامنے)	اپنا رب	نہیں	انکے لئے	کوئی	اسکے سوا	کوئی حمایتی	اور نہ	سفارش کرنیوالا

جو اس بات سے اندیشہ رکھتے ہیں کہ اپنے رب کے پاس ایسی حالت سے جمع کئے جائیں گے کہ جتنے غیر اللہ ہیں نہ کوئی انکا مددگار ہوگا اور نہ کوئی شفیع ہوگا

لَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ۝۵۱

لَعَلَّهُمْ	يَتَّقُوْنَ
تا کہ وہ	بچتے رہیں

اس امید پر کہ وہ ڈر جاویں۔

منصب رسالت کی حقیقت

مشرکین مکہ محض عناد سے اور حجت بازی کے طور پر ایسے ایسے دور از کار سوالات اور فرمائشی معجزات طلب کرتے تھے مثلاً کسی نے کہا کہ آپ مکہ کی زمین وسیع کر دیجئے اس میں باغات اور نہریں جاری ہو جائیں۔ کسی نے کہا کہ آپ مکہ کا کوہ صفا سونے کا ہو جائے کسی نے کہا کہ ہم کو اتنی اتنی دولت دے دیجئے کسی نے کہا کہ جس عذاب سے ڈرایا جاتا ہے وہ کب آئے گا اور قیامت کب ہوگی وغیرہ وغیرہ اور ان فرمائشی معجزات کے پورا ہونے اور سوالات کے جوابات دیئے جانے پر نبی علیہ السلام کی رسالت کی تصدیق کو موقوف رکھتے اور پیغمبری کا یہ خودساختہ معیار بنایا تھا۔ تو ان کے ان تمام بیہودہ اقوال کے رد میں منصب رسالت کی حقیقت پر ان آیات میں روشنی ڈالی گئی ہے۔

ان آیات زیر تفسیر سے صاف معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہاں چار امور کے اعلان کا حکم فرمایا۔

اول یہ کہ میں اللہ کے خزائن کا مالک و مختار نہیں ہوں کہ جو کچھ مجھ سے طلب کیا جاوے فوراً دیدوں یا جو مطالبہ کیا جائے پورا کردوں۔

دوم یہ کہ میں غیب نہیں جانتا ہوں کہ جو تم آئندہ کی باتیں پوچھا کرو میں فوراً بتلا دیا کروں۔

سوم یہ کہ میں فرشتہ نہیں ہوں میں تو اللہ کا نبی اور رسول ہوں جو جنس بشر سے ہوتے چلے آئے اور جب نبی نوع بشر سے ہوگا تو لوازم بشریت سے کیسے پاک اور منزہ ہوگا۔ میں رسالت کے ساتھ ملکیت کا مدعی نہیں کہ جو مجھ پر یہ طعن کیا جاتا ہے کہ یہ کیسے نبی ہیں کہ جو کھاتے پیتے ہیں اور بازار میں چلتے پھرتے ہیں اور بیوی بچے رکھتے ہیں۔

چہارم میں اللہ کا رسول ہوں۔ مجھ پر اللہ کی وحی نازل ہوتی ہے اور میں صرف اس چیز کی پیروی کرتا ہوں کہ جو بذریعہ وحی مجھ پر نازل کی جائے۔ اور اس کے اتباع کی دوسروں کو دعوت دیتا ہوں۔

اس اعلان اور ہدایت نامہ سے منصب رسالت کی حقیقت کو بھی واضح کر دیا گیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارہ میں جو کفار قریش اور منکرین ومکذبین نے غلط تصورات قائم کر رکھے تھے ان کا ازالہ بھی فرما دیا گیا۔ اور ضمناً اس میں مسلمانوں کو بھی ہدایت کر دی گئی کہ وہ عیسائیوں کی طرح اپنے رسول کو خدائی درجہ نہ دیں اور خدائی کا مالک نہ قرار دیں۔ آپ کی محبت اور عظمت کا تقاضا یہی ہے کہ آپ کے متعلق یہود ونصاریٰ کی طرح افراط و تفریط میں اور غلو میں نہ پڑ جائیں۔ کہ یہود نے تو قتل انبیاء تک سے گریز نہ کیا۔ اور نصاریٰ نے اپنے رسول کو خدائی درجہ دیدیا۔

اسی اعلان یا ہدایت نامہ سے مسئلہ علم غیب کی بھی وضاحت ہو گئی کہ اگرچہ اللہ تعالیٰ نے اپنی ساری مخلوق میں سے انبیائے کرام کو منتخب فرمایا اور پھر تمام انبیاء علیہم السلام میں سے نبی آخر الزماں احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ خوبیاں اور کمالات عطا فرمائے جو اور کسی کو نہیں دیئے گئے اور علم وحکمت میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سب میں ممتاز فرمایا۔ اور غیب کی ہزاروں لاکھوں چیزوں کا علم عطا فرمایا۔ بلکہ تمام ملائکہ اور اولین وآخرین کو جتنا علم دیا گیا ان سے زیادہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو علم عطا فرمایا گیا لیکن ساتھ ہی قرآن وسنت کی بے شمار تصریحات کے مطابق تمام ائمہ دین سلف وخلف کا یہی عقیدہ ہے کہ تمام کائنات کا علم محیط صرف حق تعالیٰ شانہٗ کی مخصوص صفت ہے۔

عناد کرنے والوں اور حسد کرنے والوں کی طرف توجہ نہ دو اپنے کام میں لگے رہو

ان آیات کے آخر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدایت دی گئی کہ ان واضح بیانات اور روشن دلائل کے بعد بھی اگر یہ منکرین ومعاندین اپنی ضد وہٹ دھرمی سے باز نہ آئیں تو ان سے بحث ومباحثہ کو موقوف کیجئے اور جو اصل کام ہے رسالت کا یعنی تبلیغ وارشاد اس میں مشغول ہو جایئے اور جو قیامت میں اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش ہونے اور حساب کتاب کا عقیدہ رکھتے ہیں ان لوگوں کو قرآن کے ذریعہ متنبہ کرنے کا اہتمام فرمایئے کیونکہ ایسے ہی لوگوں سے اثر قبول کرنے کی زیادہ توقع ہے۔

دعا کیجئے

یا اللہ ہم کو اپنے عقائد قرآن وسنت کے موافق رکھنے کی توفیق عطا فرما اور ہر طرح کی کجی وافراط وتفریط سے ہم کو بچنا نصیب فرما۔

یا اللہ اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی شریعت پر ہم کو ظاہراً وباطناً استقامت نصیب فرما تا کہ میدان حشر میں آپؐ کے سامنے ہمیں سرخروئی نصیب ہو۔

یا اللہ تمام امت مسلمہ کو افراط وتفریط کی گمراہی سے بچایئے اور صراط مستقیم پر استقامت نصیب فرمایئے۔ آمین

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

وَلَا تَطْرُدِ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ مَا عَلَيْكَ مِنْ

وَ	لَا تَطْرُدِ	الَّذِيْنَ	يَدْعُوْنَ	رَبَّهُمْ	بِالْغَدٰوةِ	وَالْعَشِيِّ	يُرِيْدُوْنَ	وَجْهَهٗ	مَا	عَلَيْكَ	مِنْ
اور	دور نہ کریں آپ	وہ لوگ جو	پکارتے ہیں	اپنا رب	صبح	اور شام	وہ چاہتے ہیں	اسکا رخ (رضا)	نہیں	آپ پر	سے

اور اُن لوگوں کو نہ نکالئے جو صبح وشام اپنے پرودگار کی عبادت کرتے ہیں جس سے خاص اُسکی رضا ہی کا قصد رکھتے ہیں، اُنکا حساب ذرا بھی آپکا متعلق

حِسَابِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ وَّمَا مِنْ حِسَابِكَ عَلَيْهِمْ مِّنْ شَيْءٍ فَتَطْرُدَهُمْ فَتَكُوْنَ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿٥٢﴾

حِسَابِهِمْ	مِّنْ شَيْءٍ	وَ	مَا	مِنْ	حِسَابِكَ	عَلَيْهِمْ	مِّنْ شَيْءٍ	فَتَطْرُدَهُمْ	فَتَكُوْنَ	مِنَ	الظّٰلِمِيْنَ
انکا حساب	کچھ	اور	نہیں	سے	آپ کا حساب	اُن پر	کچھ	کہ تم انہیں دُور کرو گے	تو ہو جاؤ	سے	ظالم (جمع)

نہیں اور آپکا حساب ذرا بھی اُنکے متعلق نہیں کہ آپ اُنکو نکال دیں ورنہ آپ نامناسب کام کرنے والوں میں سے ہو جاویں گے۔

وَكَذٰلِكَ فَتَنَّا بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لِّيَقُوْلُوْا اَهٰٓؤُلَآءِ مَنَّ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنْ بَيْنِنَا اَلَيْسَ اللّٰهُ

وَكَذٰلِكَ	فَتَنَّا	بَعْضَهُمْ	بِبَعْضٍ	لِّيَقُوْلُوْا	اَهٰٓؤُلَآءِ	مَنَّ اللّٰهُ	عَلَيْهِمْ	مِّنْ بَيْنِنَا	اَلَيْسَ	اللّٰهُ
اور اسی طرح	آزمایا ہم نے	اُنکے بعض	بعض سے	تا کہ وہ کہیں	کیا یہی ہیں	اللہ نے فضل کیا	اُن پر	ہمارے درمیان سے	کیا نہیں	اللہ

اور اسی طور پر ہم نے ایک کو دوسرے کے ذریعہ سے آزمائش میں ڈال رکھا ہے تا کہ یہ لوگ کہا کریں کیا یہ لوگ ہیں کہ ہم سب میں سے ان پر اللہ تعالیٰ نے فضل کیا ہے

بِاَعْلَمَ بِالشّٰكِرِيْنَ ﴿٥٣﴾ وَاِذَا جَآءَكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِنَا فَقُلْ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ كَتَبَ

بِاَعْلَمَ	بِالشّٰكِرِيْنَ	وَاِذَا	جَآءَكَ	الَّذِيْنَ	يُؤْمِنُوْنَ	بِاٰيٰتِنَا	فَقُلْ	سَلٰمٌ	عَلَيْكُمْ	كَتَبَ
خوب جاننے والا	شکرگزار (جمع)	اور جب	آپکے پاس آئیں	وہ لوگ	ایمان رکھتے ہیں	ہماری آیتیں	تو کہدیں	سلام	تم پر	لکھ لی

کیا یہ بات نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ حق شناسوں کو خوب جانتا ہے۔ اور یہ لوگ جب آپکے پاس آویں جو کہ ہماری آیتوں پر ایمان رکھتے ہیں تو یوں کہہ دیجئے کہ تم پر سلامتی ہے

رَبُّكُمْ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ اَنَّهٗ مَنْ عَمِلَ مِنْكُمْ سُوْٓءًا بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابَ مِنْ بَعْدِهٖ

رَبُّكُمْ	عَلٰى	نَفْسِهِ	الرَّحْمَةَ	اَنَّهٗ	مَنْ	عَمِلَ	مِنْكُمْ	سُوْٓءًا	بِجَهَالَةٍ	ثُمَّ	تَابَ	مِنْ بَعْدِهٖ
تمہارا رب	پر	اپنی ذات	رحمت	کہ	جو	کرے	تم سے	کوئی برائی	نادانی سے	پھر	توبہ کرے	اسکے بعد

تمہارے رب نے مہربانی فرمانا اپنے ذمہ مقرر کرلیا ہے کہ جو شخص تم میں سے کوئی بُرا کام کر بیٹھے جہالت سے پھر وہ اُسکے بعد توبہ کرلے اور اصلاح رکھے تو اللہ تعالیٰ کی

وَاَصْلَحَ فَاَنَّهٗ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿٥٤﴾ وَكَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ وَلِتَسْتَبِيْنَ سَبِيْلُ الْمُجْرِمِيْنَ ﴿٥٥﴾

وَاَصْلَحَ	فَاَنَّهٗ	غَفُوْرٌ	رَّحِيْمٌ	وَ	كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ	الْاٰيٰتِ	وَلِتَسْتَبِيْنَ	سَبِيْلُ	الْمُجْرِمِيْنَ
اور نیک ہو جائے	تو بیشک اللہ	بخشنے والا	مہربان	اور	اسی طرح ہم تفصیل سے بیان کرتے ہیں	آیتیں	اور تا کہ ظاہر ہو جائے	راستہ طریقہ	گنہگار (جمع)

یہ شان ہے کہ وہ بڑے مغفرت کرنے والے ہیں بڑی رحمت والے ہیں اور اسی طرح ہم آیات کی تفصیل کرتے رہتے ہیں اور تا کہ مجرمین کا طریقہ ظاہر ہو جاوے

شان نزول

ایک مرتبہ سرداران قریش ۔نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس یہ پیغام بھیجا کہ آپ کی مجلس میں ہمیشہ فقرا اور غربا اور ہمارے آزاد کردہ غلام ہوتے ہیں (جیسے حضرت بلالؓ حضرت صہیبؓ ' حضرت عمارؓ اور حضرت مقدادؓ اور حضرت ابن مسعودؓ) ہمارا دل چاہتا ہے کہ ہم آپ کے پاس آ کر بیٹھیں اور آپ کی باتیں سنیں لیکن آپ کے پاس رذیل لوگ بیٹھے ہوتے ہیں اور ہم اشراف قریش ہیں۔ ہمارا ان کے ساتھ مل کر بیٹھنا ہمارے لئے عیب و عار ہے۔اس لئے ہم جب آپ کے پاس آیا کریں تو آپ اپنی مجلس سے ان غربا اور فقراء کو اٹھا دیا کریں۔ممکن ہے کہ پھر ہم آپ کی بات سن کر آپ کی تصدیق اور اتباع کر لیں۔حضرت عمرؓ نے بھی مشورہ دیا اور عرض کیا یارسول اللہ ایسا بھی کر دکھایئے۔دیکھیں اس سے سرداران قریش کا کیا مقصود ہے یعنی امتحاناً ان کی درخواست منظور کر لی جائے شاید اس بہانہ سے یہ لوگ اسلام لے آئیں۔چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی اس درخواست کو منظور کرنے کا ارادہ کر لیا۔گو عمل اس پر نہیں ہونے پایا تھا کہ اس بارہ میں یہ آیات نازل ہو گئیں اور حق تعالیٰ کی طرف سے ممانعت آ گئی۔

اسلام میں فضیلت کا مدار ایمان و عمل ہے دولت نہیں ہے مومن فقیر کی ذلت برداشت نہیں ہے

ان آیات میں حق تعالیٰ کی طرف سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نصیحت فرمائی گئی کہ کافر لوگ جو آپ سے کہتے ہیں کہ ہم اس شرط سے آپ کی باتیں سننے کے لئے تیار ہیں کہ یہ کم حیثیت غریب لوگ جو آپ کے ساتھ ہیں ہمارے ساتھ مجلس میں شریک نہ ہوں کیونکہ اس میں ہماری توہین ہے تو آپ ہرگز اس کو منظور نہ کریں اور آپ ان لوگوں کو جو صبح و شام یعنی علی الدوام خدا کی یاد کرتے ہیں۔اس سے دعا کرتے ہیں اس کی عبادت میں سرگرم رہتے ہیں اور محض خوشنودی خدا کے طالب ہیں آپ ان کو اپنے پاس سے نہ ہٹایئے۔

یہ فقرائے مسلمین اپنی عبادت میں مخلص ہیں اور اخلاص کا اقتضا یہ ہے کہ مخلص کے اکرام و احترام کو ہر حال میں ملحوظ رکھا جائے۔یہ مغرور اور متکبر روسائے قریش خواہ ایمان لائیں یا نہ لائیں آپ بمقابلہ غرباء مسلمین کے ان کی پرواہ نہ کریں کیونکہ ان کے حساب کی ذمہ داری آپ پر نہیں ہے جیسا کہ آپ کے حساب کی ذمہ داری ان پر نہیں مشرکوں کے ایمان نہ لانے کا مواخذہ آپ سے نہ ہوگا اور نہ آپ کے اعمال کی ان سے حساب فہمی ہوگی پھر ان متکبرین کے مسلمان ہونے کی لالچ میں ان غریب مخلصین مومنین کو اپنے پاس سے ہٹانا درست نہیں۔لہذا اگر آپ ان دولتمندوں کی طمع میں ان فقرائے اسلام کو اپنے پاس سے ہٹانے لگیں تو یہ بات بے انصافی کی ہوگی۔جو سنے اور مانے اس کو سنایئے جو اپنی اکڑفوں میں ہے اس کی پرواہ نہ کیجئے۔اور یہ خیال نہ کیجئے کہ یہ مالدار اسلام لے آئیں گے تو اسلام کی عزت ہوگی۔اللہ نے کسی خاص طبقہ پر اسلام کی عزت موقوف نہیں رکھی بلکہ اسلام کو تمام انسانوں کے لئے ذریعۂ عزت بنایا ہے۔اگر غریب اللہ کی طرف جھکیں گے اور اس کے شکرگزار بندے بنیں گے تو ان کو اسلام کی وجہ سے ضرور عزت حاصل ہوگی یعنی اسلام اپنی عزت کے لئے انسانوں کا محتاج نہیں بلکہ انسان حقیقی عزت حاصل کرنے کے لئے اسلام کا محتاج ہے اور یہ جو آپ کسی کو مفلس اور کسی کو مالدار دیکھ رہے ہیں یہ فقط انسانوں کی ابتلا اور آزمائش کا ایک ذریعہ ہے۔اللہ کے ہاں مقبول ہونے کی علامت مالدار ہونا نہیں ہے۔وہ مفلسوں کو بھی خلوص و ایمانداری دے کر ان پر اپنا فضل کر سکتا ہے۔کیا اللہ اپنے شکرگزار بندوں سے بخوبی واقف نہیں ہے۔اللہ تعالیٰ خوب جانتے ہیں کہ کون لوگ حق شناس اور شکرگزار ہیں اور حقیقت کے لحاظ سے شریف و معزز وہی ہے جو اپنے محسن و منعم حقیقی کا حق پہچانے اور شکرگزار ہو اور وہی مستحق انعام و اکرام ہے۔ نہ کہ وہ جو دن رات اپنے منعم و محسن کی نعمتوں میں پلنے کے باوجود اس کی نافرمانی کرتا ہے۔ان غربائے اسلام نے منعم حقیقی کا حق پہچانا۔ طلب حق میں لگ گئے۔دین حق قبول کیا اس لئے عنداللہ قبولیت

سے مشرف کئے گئے اور ان رؤسا نے کفران کیا تو اس نعمت حق یعنی اسلام سے محروم رہے تو اس میں غریبی اور امیری کو کیا دخل۔

غریب صحابہ کی دلجوئی اور اعزاز

الغرض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اگرچہ ان کفار کی درخواست کو منظور نہیں فرمایا تاہم ان مالدار کفار اور رؤسائے قریش کے اس قول اور مطالبہ سے غریب اور مفلس اور نادار صحابہ کا دل دکھا ہوگا کیونکہ اس میں ان مفلس مومنین کی تحقیر و تذلیل تھی۔ اس لئے آگے حق تعالیٰ ان فقرائے اسلام کی دلجوئی فرمانے کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تلقین فرماتے ہیں کہ اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب یہ غربا جو ہماری آیتوں پر ایمان رکھنے والے ہیں اور عابد بھی ہیں۔ مخلص بھی ہیں آپ کے پاس آویں تو ان کی عزت افزائی کے طور پر ان کو سلام کہہ کر دعاء خیر دیں۔ چنانچہ روایات میں آتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب ان حضرات کو دیکھتے تو سلام کی ابتداء خود فرماتے۔ اور پھر اس سلام یعنی دین کی سلامتی کی دعاء کے بعد ان کو خوشخبری اور بشارت سناتے کہ تمہارے رب نے تمہارے لئے اپنی ذات پر رحمت لازم کرلی ہے۔ تم میں سے اگر کسی سے کوئی خطا یا قصور بھی نادانی سے ہوجائے کیونکہ مومن جان بوجھ کر تو گناہ کرتا ہی نہیں تو اللہ تعالیٰ اسے توبہ کرنے پر معاف فرمادے گا۔ اور تم اللہ کو معافی مانگنے پر غفور الرحیم پاؤ گے۔

اخیر میں بتلایا گیا کہ جس طرح اللہ تعالیٰ نے اس مقام پر مومنین اور کفار کے حال اور مال کی تفصیل کردی اسی طرح حق تعالیٰ آیات کی جو کہ دونوں فریق کے حال اور مآل پر مشتمل ہوں تفصیل کرتے رہتے ہیں تاکہ مومنین کا طریقہ بھی ظاہر ہوجاوے اور کفار مجرمین کا طریقہ بھی ظاہر ہوجائے اور اس طرح حق و باطل کا واضح ہونا بالکل سہل اور آسان ہوجائے۔

الغرض ان آیات میں درویشان اسلام کے اعزاز و اکرام اور ان کے احترام کا حکم فرمایا گیا اور متکبر کفار و مشرکین کی درخواست نامنظور کی گئی اور اہل اسلام کو اللہ تعالیٰ کی رحمت و مغفرت کی بشارت سنائی گئی۔

دعا کیجئے

یا اللہ بے دین متکبروں کی صحبت اور مجلس سے ہم کو علیحدہ رہنے کی توفیق عطا فرما اور اپنے مخلص محبوب مقبول اور صادق بندوں سے ہم کو محبت کا تعلق نصیب فرما۔

یا اللہ اپنے مخلص بندوں کا اکرام و احترام ہم کو نصیب فرما۔

یا اللہ اسلام اپنی عزت کے لئے انسانوں کا محتاج نہیں بلکہ ہم دنیا اور آخرت میں حقیقی عزت کے لئے اسلام کے محتاج ہیں۔ آمین

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

قُلْ اِنِّیْ نُهِیْتُ اَنْ اَعْبُدَ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ قُلْ لَّاۤ اَتَّبِعُ اَهْوَآءَكُمْ

قُلْ	اِنِّیْ	نُهِیْتُ	اَنْ اَعْبُدَ	الَّذِیْنَ	تَدْعُوْنَ	مِنْ	دُوْنِ اللّٰهِ	قُلْ	لَّاۤ اَتَّبِعُ	اَهْوَآءَكُمْ
کہدیں	بیشک میں	مجھے روکا گیا ہے	کہ میں بندگی کروں	وہ جنہیں	تم پکارتے ہو	سے	اللہ کے سوا	کہدیں	میں پیروی نہیں کرتا	تمہاری خواہشات

آپ کہہ دیجئے کہ مجھکو اس سے ممانعت کی گئی ہے کہ انکی عبادت کروں جنکی تم لوگ اللہ کو چھوڑ کر عبادت کرتے ہو، آپ کہہ دیجئے کی میں تمہارے خیالات کا اتباع نہ کروں گا

قَدْ ضَلَلْتُ اِذًا وَّمَاۤ اَنَا مِنَ الْمُهْتَدِیْنَ ﴿۵۶﴾ قُلْ اِنِّیْ عَلٰی بَیِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّیْ وَكَذَّبْتُمْ

قَدْ ضَلَلْتُ	اِذًا	وَمَاۤ اَنَا	مِنَ	الْمُهْتَدِیْنَ	قُلْ	اِنِّیْ	عَلٰی	بَیِّنَةٍ	مِّنْ	رَّبِّیْ	وَكَذَّبْتُمْ
بیشک میں بہک جاؤں گا	اس صورت میں	اور میں نہیں	سے	ہدایت پانے والے	آپ کہدیں	بیشک میں	پر	روشن دلیل	سے	اپنا رب	اور تم جھٹلاتے ہو

کیوں کہ اس حالت میں تو میں بے راہ ہو جاؤں گا اور راہ پر چلنے والوں میں نہ رہوں گا۔ آپ کہہ دیجئے کہ میرے پاس تو ایک دلیل ہے میرے رب کیطرف سے اور تم اُسکی

بِهٖ مَا عِنْدِیْ مَا تَسْتَعْجِلُوْنَ بِهٖ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ یَقُصُّ الْحَقَّ وَهُوَ خَیْرُ الْفٰصِلِیْنَ ﴿۵۷﴾

بِهٖ	مَا عِنْدِیْ	مَا	تَسْتَعْجِلُوْنَ	بِهٖ	اِنِ	الْحُكْمُ	اِلَّا	لِلّٰهِ	یَقُصُّ	الْحَقَّ	وَهُوَ	خَیْرُ	الْفٰصِلِیْنَ
اسکو	نہیں میرے پاس	جس	تم جلدی کررہے ہو	اسکی	صرف	حکم	مگر (صرف)	اللہ کیلئے	بیان کرتا ہے	حق	اور وہ	بہتر	فیصلہ کرنے والا

تکذیب کرتے ہو جس چیز کا تم تقاضا کر رہے ہو وہ میرے پاس نہیں حکم کسی کا نہیں بجز اللہ تعالیٰ کے اللہ تعالیٰ واقعی بات کو بتلا دیتا ہے اور سب سے اچھا فیصلہ کرنے والا وہی ہے

قُلْ لَّوْ اَنَّ عِنْدِیْ مَا تَسْتَعْجِلُوْنَ بِهٖ لَقُضِیَ الْاَمْرُ بَیْنِیْ وَبَیْنَكُمْ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالظّٰلِمِیْنَ ﴿۵۸﴾

قُلْ	لَّوْ	اَنَّ	عِنْدِیْ	مَا	تَسْتَعْجِلُوْنَ	بِهٖ	لَقُضِیَ	الْاَمْرُ	بَیْنِیْ	وَبَیْنَكُمْ	وَاللّٰهُ	اَعْلَمُ	بِالظّٰلِمِیْنَ
کہدیں	اگر	ہوتی	میرے پاس	جو	تم جلدی کرتے ہو	اسکی	البتہ ہو چکا ہوتا	فیصلہ	میرے درمیان	اور تمہارے درمیان	اور اللہ	خوب جاننے والا	ظالموں کو

آپ کہہ دیجئے کہ اگر میرے پاس وہ چیز ہوتی جس کا تم تقاضا کر رہے ہو تو میرا اور تمہارا باہمی قصہ فیصل ہو چکا ہوتا، اور ظالموں کو اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے

پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے بے مثال عزم کا اظہار

ان آیات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے خطاب فرماتے ہوئے تلقین فرمائی جاتی ہے کہ اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم آپ ان مشرکین سے فرما دیجئے کہ میرا ضمیر۔ میری فطرت' میری عقل' میرا نور اور وحی الٰہی جو مجھ پر اترتی ہے یہ سب مجھ کو اس سے روکتے ہیں کہ میں توحید کامل کے راستہ سے ذرا بھی قدم ہٹاؤں۔ خواہ تم کتنے ہی حیلہ اور تدبیریں کرو میں کبھی تمہاری خوشی اور خواہش کی پیروی نہیں کر سکتا۔ بفرض محال اگر پیغمبر کسی معاملہ میں وحی الٰہی کو چھوڑ کر عوام کی خواہشات کا اتباع کرنے لگیں تو خدا نے جنہیں ہادی بنا کر بھیجا تھا معاذ اللہ وہ ہی خود بہک گئے پھر ہدایت کا بیج دنیا میں کہا رہ سکتا ہے۔ اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم آپ ان مشرکین سے کہہ دیجئے کہ میرے پاس خدا کی صاف صریح شہادت اور واضح دلائل پہنچ چکیں۔ جن کے قبول سے سرمو انحراف نہیں کر سکتا۔ تم اس کو جھٹلاتے ہو تو اس کا انجام سوچ لو۔

رجعت پسند مشرکین کی کٹ حجتی کا جواب

اور اے مشرکین تم جو عذاب الٰہی کی جلدی مچا رہے ہو اور کہتے ہو کہ اگر یہ حق ہے جس کی ہم تکذیب کر رہے ہیں تو آسمان سے ہم پر پتھروں کی بارش کر دیجئے یا ہم پر اور کوئی سخت عذاب بھیج دیجئے۔ تو جوابا

سن لو کہ یہ سب اللہ کے قبضہ میں ہے وہ جس پر چاہے جب چاہے اور جس قسم کا چاہے عذاب بھیجے یا نہ بھیجے۔ ویسے ہی توبہ کی توفیق مرحمت فرمادے۔ کسی کا زور اور حکم اس کے سوا نہیں چلتا۔ وہ دلائل و براہین کے ساتھ حق کو بیان کردیتا ہے پھر جو نہ مانیں ان کے متعلق بہترین فیصلہ کرنے والا بھی وہی ہے۔ اگر یہ فیصلہ کرنا اور سزا دینا میرے قبضۂ اختیار میں ہوتا اور یہ نزول عذاب میں جلدی چاہنے والے مجھ سے عذاب کا مطالبہ کرتے تو اب تک کبھی کا جھگڑا ختم ہو چکا ہوتا۔ یہ تو خدا ہی کے علم محیط، حلم عظیم، حکمت بالغہ اور قدرت کاملہ کا پرتو ہے کہ بے شمار مصالح و حکم کی رعایت کرتے ہوئے باوجود پوری طرح جاننے اور قدرت رکھنے کے ظالموں پر فوراً عذاب نازل نہیں کرتا۔

خلاصہ یہ کہ ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کا منصب واضح کردیا کہ ان کا کام کسی کی بے جا رعایت یا خوشامد کرنا نہیں نہ وہ کسی کو ایمان لانے پر مجبور کرسکتے ہیں اور نہ وہ کسی کے ایمان نہ لانے پر سزا دے سکتے ہیں۔ سزا اور عذاب کا معاملہ تو اللہ ہی کے ہاتھ میں ہے۔ ان کا کام تو فقط یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی کے ذریعہ ان کے پاس جو حکم آئے وہ اس کے بندوں تک پہنچا دیں اور اس کو تلقین، تفہیم اور عمل کے ذریعہ سے اچھی طرح سمجھا دیں کہ سب کچھ اللہ کے اختیار اور قبضۂ قدرت میں ہے۔

دعا کیجئے

یا اللہ ہم کو سچی توحید نصیب فرما اور ہدایت کے راستہ پر چلنا اور اس پر قائم رہنا نصیب فرما۔

یا اللہ ہم کو رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع کامل نصیب فرما اور قرآن پاک کے احکام کے مطابق زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرما۔

یا اللہ ہم نے بھی آپ کی بعض نافرمانیاں کر کے اپنی جانوں پر ظلم کیا ہے اور یہ آپ کا کرم تھا کہ جو آپ نے گرفت اب تک نہ فرمائی۔

یا اللہ ہم کو اپنی تقصیرات پر ندامت قلب کے ساتھ توبہ کرنے کی توفیق عطا فرمادے اور ہماری توبہ کو اپنی رحمت سے قبولیت سے سرفراز فرمادے۔ آمین

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَآ اِلَّا هُوَ ؕ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ؕ وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَّرَقَةٍ

وَعِنْدَهٗ	مَفَاتِحُ	الْغَيْبِ	لَا	يَعْلَمُهَا	اِلَّا	هُوَ	وَيَعْلَمُ	مَا	فِي الْبَرِّ	وَالْبَحْرِ	وَمَا	تَسْقُطُ	مِنْ	وَّرَقَةٍ
اور اسکے پاس	کنجیاں	غیب	نہیں	اُن کو جانتا	سوا	وہ	اور جانتا ہے	جو	خشکی میں	اور تری	اور نہیں	گرتا	کوئی	کوئی پتا

اور اللہ ہی کے پاس ہیں خزانے تمام مخفی اشیاء کے ان کو کوئی نہیں جانتا بجز اللہ تعالیٰ کے، اور وہ تمام چیزوں کو جانتا ہے جو کچھ خشکی میں ہیں اور جو کچھ سمندر میں ہیں اور

اِلَّا يَعْلَمُهَا وَلَا حَبَّةٍ فِي ظُلُمٰتِ الْاَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ اِلَّا فِي كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ﴿۵۹﴾

	اِلَّا	يَعْلَمُهَا	وَلَا حَبَّةٍ	فِي	ظُلُمٰتِ	الْاَرْضِ	وَلَا رَطْبٍ	وَّلَا	يَابِسٍ	اِلَّا	فِي	كِتٰبٍ	مُّبِيْنٍ	
	مگر	وہ اسکو جانتا ہے	اور نہ کوئی دانہ	میں	اندھیرے	زمین	اور نہ کوئی تر	اور نہ	خشک	مگر	میں	کتاب	روشن	

کوئی پتہ نہیں گرتا مگر وہ اسکو بھی جانتا ہے اور کوئی دانہ زمین کے تاریک حصوں میں نہیں پڑتا اور نہ کوئی تر خشک چیز گرتی ہے مگر یہ سب کتاب مبین میں ہیں

اللہ تعالیٰ کامل و عمیق علم رکھتے ہیں

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے علم کی وسعت کا بیان فرمایا جس سے یہ ظاہر کرنا مقصود ہے کہ ظالموں کے ظاہری و باطنی احوال اور ان کی سزا دہی کے مناسب وقت و محل کا پورا پورا علم اللہ تعالیٰ ہی کو ہے وہی جب مناسب سمجھے گا سزا دے گا۔ چونکہ انسانی عقل، فکر و ذہن بہرحال محدود ہیں اس لئے بہت سی چیزیں اس کی آنکھ سے اوجھل۔ اس کی محسوسات سے بالاتر اور اس کے علم سے باہر ہیں جو اس کے لئے غیب ہیں مگر اللہ تعالیٰ سب کچھ جانتا ہے سارے غیب کے خزانہ اسی کے پاس ہیں اور اس کے کھولنے کی کنجیاں بھی اسی کے قبضہ میں ہیں۔ غرض کہ پردۂ غیب میں جو کچھ ہے وہی اس کا مالک اور عالم ہے اور اللہ تعالیٰ کا علم ایسا وسیع ہے کہ کائنات کی ہر چیز اور ہر مخلوق خواہ چھوٹی ہو یا بڑی۔ زمین میں ہو یا آسمان میں۔ خشکی میں ہو یا تری میں سب کا علم اسی کو ہے۔ حتیٰ کہ جو پتہ درخت سے گرتا ہے اس کی حرکت و جنبش سے واقف ہے اور جو دانہ زمین کے اندر پردۂ تاریکی میں چھپا ہوا ہے اس کو بھی وہ بخوبی جانتا ہے اور خشک و تر اچھی بری زندہ مردہ آسمانی زمینی، بحری و بری کوئی چیز ایسی نہیں جس کی کیفیت مقدار، ہیت، صورت اور کل احوال لوح محفوظ میں ثبت نہ ہو اور اللہ کے علم میں نہ ہو غرض کہ آسمانی اور زمینی کائنات، بحری اور بری موجودات۔ زیر زمین کی مخلوقات اور فضا کے مکنونات سے اللہ تعالیٰ کلی طور پر واقف ہے یہاں تک کہ فلک رسا پہاڑوں کی انتہائی چوٹیوں پر تاریک رات میں ایک چیونٹی کی چال اور حرکت سب اس کے پیش نظر ہے اور کائنات عالم کی ہر چھوٹی سے چھوٹی چیز کی تفصیل اس کے علم ازلی و ابدی میں موجود ہے۔ تو یہاں اللہ تعالیٰ اپنے علم کی قدرت و وسعت بتلا کر اپنی کبریائی بڑائی و بزرگی اور توحید کی طرف بھی انسانی دماغوں کو متوجہ کرنا چاہتے ہیں جو اس تمام سورۃ کا اصل مضمون و مقصود ہے۔

دعا کیجئے: یا اللہ ہم آپ کے علم محیط کے طفیل میں آپ سے آپ کی رحمت کاملہ طلب کرتے ہیں اور آپ کے قدرت تامہ کے واسطہ سے آپ کے عذاب سے آپ کی پناہ چاہتے ہیں۔

یا اللہ اپنے علم کی قدرت و وسعت کا یقین کامل ہم کو عطا فرما اور اس طرح اپنی کبریائی، بڑائی اور بزرگی کی معرفت اور توحید خالص نصیب فرما۔ آمین وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

وَهُوَ الَّذِي يَتَوَفّٰكُمْ بِالَّيْلِ وَيَعْلَمُ مَا جَرَحْتُمْ بِالنَّهَارِ ثُمَّ يَبْعَثُكُمْ فِيهِ لِيُقْضٰى أَجَلٌ

وَهُوَ	الَّذِي	يَتَوَفّٰكُمْ	بِالَّيْلِ	وَيَعْلَمُ	مَا جَرَحْتُمْ	بِالنَّهَارِ	ثُمَّ	يَبْعَثُكُمْ	فِيهِ	لِيُقْضٰى	أَجَلٌ
اور وہ	جو کہ	قبض کر لیتا ہے تمہاری (رُوح)	رات میں	اور جانتا ہے	جو تم کما چکے ہو	دن میں	پھر	تمہیں اُٹھاتا ہے	اسمیں	تا کہ پوری ہو	مدت

اور وہ ایسا ہے کہ رات میں تمہاری روح کو ایک گونہ قبض کر دیتا ہے اور جو کچھ تم دن میں کرتے ہو اُس کو جانتا ہے پھر تم کو دن میں جگا اٹھاتا ہے تا کہ میعاد معین

مُسَمًّى ثُمَّ إِلَيْهِ مَرْجِعُكُمْ ثُمَّ يُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ۝٦٠ وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهِ

مُسَمًّى	ثُمَّ	إِلَيْهِ	مَرْجِعُكُمْ	ثُمَّ	يُنَبِّئُكُمْ	بِمَا	كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ	وَهُوَ	الْقَاهِرُ	فَوْقَ	عِبَادِهِ
مقررہ	پھر	اسکی طرف	تمہارا لوٹنا	پھر	تمہیں جتاوے گا	جو	تم کرتے تھے	اور وہی	غالب	پر	اپنے بندے

تمام کر دی جاوے پھر اُسی کیطرف تم کو جانا ہے پھر تم کو بتلاوے گا جو کچھ تم کیا کرتے تھے۔اور وہی اپنے بندوں کے اوپر غالب ہے برتر ہے اور تم پر نگہداشت

وَيُرْسِلُ عَلَيْكُمْ حَفَظَةً حَتّٰى إِذَا جَاءَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ تَوَفَّتْهُ رُسُلُنَا وَهُمْ لَا يُفَرِّطُونَ ۝٦١

وَيُرْسِلُ	عَلَيْكُمْ	حَفَظَةً	حَتّٰى	إِذَا	جَاءَ	أَحَدَكُمُ	الْمَوْتُ	تَوَفَّتْهُ	رُسُلُنَا وَهُمْ	لَا يُفَرِّطُونَ
اور بھیجتا ہے	تم پر	نگہبان	یہاں تک کہ	جب	آ پہنچے	تم میں سے ایک۔کسی	موت	قبضہ میں لیتے ہیں اسکو	ہمارے بھیجے ہوئے (فرشتے) اور وہ	نہیں کرتے کوتاہی

رکھنے والے بھیجتا ہے، یہاں تک کہ جب تم میں کسی کو موت آ پہنچتی ہے اسکی روح ہمارے بھیجے ہوئے قبض کر لیتے ہیں اور وہ ذرا کوتاہی نہیں کرتے۔

ثُمَّ رُدُّوا إِلَى اللّٰهِ مَوْلٰهُمُ الْحَقِّ أَلَا لَهُ الْحُكْمُ وَهُوَ أَسْرَعُ الْحَاسِبِينَ ۝٦٢

ثُمَّ	رُدُّوا	إِلَى اللّٰهِ	مَوْلٰهُمُ	الْحَقِّ	أَلَا	لَهُ	الْحُكْمُ	وَهُوَ	أَسْرَعُ	الْحَاسِبِينَ	
پھر	لوٹائے جائیں گے	اللہ کیطرف	انکا مولیٰ	سچا	سن رکھو	اسی کا	حکم	اور وہ	بہت جلد	حساب لینے والا	

پھر سب اپنے مالکِ حقیقی کے پاس لائے جاویں گے، خوب سُن لو فیصلہ اللہ ہی کا ہوگا اور وہ بہت جلد حساب لے لے گا۔

اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ اور اس سے آخرت کے حساب کتاب پر استدلال اور تنبیہ

ان آیات میں قدرت الٰہی کی وسعت اور حشر ونشر کا ثبوت پیش کیا جاتا ہے اور ایک عام اور ناقابل انکار مثال دے کر قیامت کے دن زندہ ہو کر اٹھنے کو ثابت کیا جا رہا ہے۔تا کہ یہ انسان جو بن دیکھے خدا پر اور بن دیکھے مرنے کے بعد کے حالات پر تردد کرتا ہے یقین ہو جائے چنانچہ ان آیات زیر تفسیر میں بتلایا گیا ہے کہ تم جو راتوں کو عموماً سوتے ہو تو یہ نیند نہیں بلکہ ایک طرح کی موت ہوتی ہے کہ نیند کی حالت میں تمہارے حواس ظاہری اور بعض حواس باطنی معطل ہو جاتے ہیں اس طرح رات کو سوتے وقت ظاہری احساس وشعور باقی نہیں رہتا اور آدمی اپنے گرد وپیش بلکہ اپنے جسم کے احوال تک سے بھی غافل ہو جاتا ہے۔گویا اس وقت یہ قوتیں اس سے لے لی جاتی ہیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہر ایک انسان کے ساتھ ایک فرشتہ ہے جب انسان سوتا ہے تو فرشتہ اس کی روح یعنی روح تمیز لے لیتا ہے۔اب اگر خدا نے اس کی روح حیاۃ قبض کرنے کا حکم دے دیا تو موت آ جاتی ہے ورنہ فرشتہ روح تمیز کو واپس کر دیتا ہے۔اسی لئے حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سو کر اٹھنے کے بعد کی دعا تلقین فرمائی ہے۔الحمد للہ الذی احیانی بعد ما اماتنی و الیہ النشور شکر ہے اللہ کا جس نے

مجھے زندہ کیا بعد مار دینے کے اور اسی کی طرف اٹھنا ہے۔ اور ایک حدیث میں نیند کو موت کا بھائی فرمایا ہے۔

تو انسان کے سوچنے کی بات ہے کہ رات کو جب سو جاتا ہے تو اس کے کام کرنے کی طاقتیں کہاں چلی جاتی ہیں اس کے بس میں نہ سوچنا رہتا ہے نہ کام کرنا حتیٰ کہ اسے اپنے دن بھر کے کاموں کا بھی رات کو سوتے وقت کچھ ہوش نہیں رہتا پھر انسان کو یہ بھی اختیار نہیں کہ سونے کے بعد آپ سے آپ اٹھ کھڑا ہو اللہ ہی اسے اٹھاتا ہے اور موت آنے تک اسی طرح رات کو سلاتا اور دن کو اٹھاتا رہے گا۔ موت کے بعد جسے ایک لمبی نیند سمجھنا چاہئے وہ ایک دن پھر اٹھائے گا اور جو کچھ اس نے کیا ہوا ہو گا وہ سب اس کے سامنے ہو گا۔

اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ اللہ ہر طرح اپنے بندوں پر غالب ہے اور ان کے کاموں کی نگرانی کرنے والے فرشتہ روزانہ ان کے پاس بھیجتا ہے۔ ایک وقت ایسا آئے گا کہ ان اعمال کے نگہبان فرشتوں کے بدلہ موت کے فرشتہ آجائیں گے اور اپنا کام پورے طور پر بغیر رورعایت کے انجام دیں گے اور انسان قیامت تک کے لئے سو جائے گا جب اس نیند کی مدت ختم ہو جائے گی۔ تو پھر اللہ تعالیٰ انسان کو جگائے گا اور وہ اپنے مالک حقیقی کے روبرو جا کر کھڑا ہو گا اس وقت اسے پورا پورا پتہ چل جائے گا کہ اس کی قسمت کا فیصلہ فقط اللہ تعالیٰ ہی کے ہاتھ میں ہے اور اللہ کے ہاں اس دن دیر کا کام نہیں انسان کی دنیا کی ساری زندگی کا کارنامہ چشم زدن میں اس کے ہاتھ میں دے دیا جائے گا۔ اور ساری عمر کی بھلائی برائی کو ایک لحظہ میں واضح کر دیا جائے گا اور باوجود بے شمار مخلوقات کے ایک کا حساب دوسرے کے حساب سے مانع نہ ہو گا۔

جس طرح وہ تمام عالم کی مخلوقات کو بیک وقت رزق دینے پر قادر ہے اسی طرح قیامت کے دن تمام عالم کی مخلوقات کا بیک وقت حساب کرنے پر قادر ہو گا۔

دعا کیجئے

اے اللہ ہم آپ کی قدرت کاملہ اور علم محیط پر ایمان لاتے ہیں اور اقرار کرتے ہیں کہ ہماری حیات اور موت آپ ہی کے قبضۂ قدرت میں ہے۔

یا اللہ قیامت کے روز ہمارا حشر آپ کے نیک بندوں اور انعام پانے والے بندوں کے ساتھ ہو جائے۔

اے اللہ ہمارا حساب کتاب آسان فرمایئے گا۔ اور ہمارے حق میں رحمت کا فیصلہ فرمایئے گا۔

اور دین و دنیا دونوں جہان میں اپنے انعامات اور احسانات سے نوازیئے گا۔ آمین

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

13

قُلْ مَنْ يُّنَجِّيْكُمْ مِّنْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ تَدْعُوْنَهٗ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً لَئِنْ اَنْجٰنَا مِنْ

قُلْ	مَنْ	يُنَجِّيْكُمْ	مِنْ	ظُلُمٰتِ	الْبَرِّ	وَالْبَحْرِ	تَدْعُوْنَهٗ	تَضَرُّعًا	وَخُفْيَةً	لَئِنْ	اَنْجٰنَا	مِنْ
آپ کہدیں	کون	بچاتا ہے تمہیں	سے	اندھیرے	خشکی	اور دریا	تم پکارتے ہو۔اسکو	گڑگڑا کر	اور چپکے سے	کہ اگر	بچالے ہمیں	سے

آپ کہیئے کہ وہ کون ہے جو تم کو خشکی اور دریا کی ظلمات سے اس حالت میں نجات دے دیتا ہے کہ تم اُسکو پکارتے ہو تذلل ظاہر کر کے اور چپکے چپکے، کہ اگر آپ

هٰذِهٖ لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِيْنَ ﴿٦٣﴾ قُلِ اللّٰهُ يُنَجِّيْكُمْ مِّنْهَا وَمِنْ كُلِّ كَرْبٍ ثُمَّ اَنْتُمْ تُشْرِكُوْنَ ﴿٦٤﴾

هٰذِهٖ	لَنَكُوْنَنَّ	مِنَ	الشّٰكِرِيْنَ	قُلِ	اللّٰهُ	يُنَجِّيْكُمْ	مِنْهَا	وَ	مِنْ	كُلِّ كَرْبٍ	ثُمَّ	اَنْتُمْ	تُشْرِكُوْنَ
اس	تو ہم ہوں	سے	شکرادا کرنے والے	آپ کہدیں	اللہ	تمہیں بچاتا ہے	اس سے	اور	سے	ہر سختی	پھر	تم	شرک کرتے ہو

ہم کو ان سے نجات دے دیں تو ہم ضرور حق شناسی والوں سے ہو جاویں۔آپ کہہ دیجئے کہ اللہ ہی تم کو ان سے نجات دیتا ہے اور ہر غم سے تم پھر بھی شرک کرنے لگتے ہو۔

اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ کا اظہار اور اس کے آثار

مشرکین عرب تجارت وغیرہ کے سلسلہ میں بری و بحری سفر کیا کرتے تھے۔اپنے ان سفروں میں جب کبھی وہ لق و دق میدان' بیابان' اور جنگلوں کی تاریکیوں یا سمندر کی اندھیریوں میں راہ بھول جاتے یا سمندر میں طوفان آجاتا یا کسی اور سخت مصیبت میں گرفتار ہو جاتے اور موت کے دروازہ پر اپنے کو پہنچا ہوا خیال کرتے تو اس وقت تمام بتوں اور دیوی دیوتاؤں کو بھول جاتے اور سب سے منہ پھیر کر نہایت گریہ وزاری سے اسی کارساز حقیقی سے دعاوفریاد کرتے اور کبھی علانیہ طور پر اپنی ذلت و عاجزی کا اعتراف کرتے کہ اس مصیبت سے تو سوائے اللہ کے کوئی بچا نہیں سکتا اور کبھی دل میں اس کا اقرار کرتے کہ اگر اللہ نے اس مصیبت سے ہمیں نجات دے دی تو ہم حق شناس بن کر ہمیشہ اللہ کا شکر کیا کریں گے۔تو اس حال کو حق تعالیٰ یاد دلا کر فرماتے ہیں کہ ایسی حالت میں اور اسی طرح ہر بیقراری کے وقت وہی معبود حقیقی نجات دیتا ہے اور پھر جب تم کو مصیبت سے نجات مل جاتی ہے اور آرام حاصل ہو جاتا ہے تو تم پھر شرک میں مبتلا ہو جاتے ہو اور بتوں کی پوجا پاٹ میں لگ جاتے ہو اور جو وعدہ حق شناسی کا کیا تھا اس کو بھول جاتے ہو۔

مقصود یہاں یہ بتلانا ہے کہ ایسے شدائد و مصائب کے وقت انسان فطرتی طور پر اپنے اصلی مرکز کارساز معبود حقیقی کی طرف رجوع کرتا ہے کیونکہ اس وقت عوارض و ہمانیہ دور ہو جاتے ہیں پس اگر دراصل صرف ایک وہی مدبر عالم' کارساز' معبود حقیقی نہیں ہے تو اس کی طرف ایسی بے قراری میں رجوع کیوں ہے اور اس رجوع کے بعد مشکل کشائی کیوں ہے۔تو ایسی بے بسی اور بے کسی کے وقت میں جب اپنے بس کا کچھ نہیں رہتا اور اپنے عجز کا پورا احساس ہوتا ہے تو بے ساختہ ایک زبردست طاقت وقدرت والے کا دھیان آتا ہے۔ لیکن جب انسان اس تہلکہ سے نجات پا جاتا ہے تو پھر اپنی اس حالت کو بھول جاتا ہے اور پھر بغاوت و نافرمانی شروع کر دیتا ہے۔

قرآن پاک کی یہ آیات بتلاتی ہیں کہ مصائب سے بچنے کی صرف ایک ہی راہ ہے اور وہ یہی کہ خالق کائنات معبود حقیقی کی طرف سچائی سے رجوع کیا جائے۔اور مادی تدابیر کو بھی اسی کی عطا کی ہوئی نعمت کے طور پر استعمال کیا جائے اس کے سوا سلامتی کی کوئی صورت نہیں۔

دعا کیجئے: حق تعالیٰ ہم کو سچی توحید نصیب فرمائیں اور اپنے حق شناس بندوں میں ہم کو شامل فرمائیں۔یا اللہ ہماری ہر مصیبت غم والم کو دور کرنے والے آپ ہی ہیں۔یا کریم کارساز اپنی رحیمی و کریمی اور کارسازی پر ہم کو سچا یقین واعتماد اور کامل بھروسہ عطا فرما۔اور ہر حال میں ہم کو اپنی ذات پاک کی طرف رجوع ہونے کی توفیق کاملہ نصیب فرما۔آمین وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلٰٓی اَنْ یَّبْعَثَ عَلَیْکُمْ عَذَابًا مِّنْ فَوْقِکُمْ اَوْ مِنْ تَحْتِ اَرْجُلِکُمْ

قُلْ	هُوَ	الْقَادِرُ	عَلٰی	اَنْ	یَّبْعَثَ	عَلَیْکُمْ	عَذَابًا	مِّنْ	فَوْقِکُمْ	اَوْ	مِنْ	تَحْتِ	اَرْجُلِکُمْ
آپ کہدیں	وہ	قادر	پر	کہ	بھیجے	تم پر	عذاب	سے	تمہارے اوپر	یا	سے	نیچے	تمہارے پاؤں

آپ کہیئے کہ اس پر بھی وہی قادر ہے کہ تم پر کوئی عذاب تمہارے اوپر سے بھیج دے یا تمہارے پاؤں تلے سے یا کہ تم کو گروہ گروہ کر کے سب کو بھڑا دے

اَوْ یَلْبِسَکُمْ شِیَعًا وَّیُذِیْقَ بَعْضَکُمْ بَاْسَ بَعْضٍ اُنْظُرْ کَیْفَ نُصَرِّفُ الْاٰیٰتِ لَعَلَّهُمْ

اَوْ یَلْبِسَکُمْ	شِیَعًا	وَّیُذِیْقَ	بَعْضَکُمْ	بَاْسَ	بَعْضٍ	اُنْظُرْ	کَیْفَ	نُصَرِّفُ	الْاٰیٰتِ	لَعَلَّهُمْ
یا بھڑا دے تمہیں	فرقہ فرقہ	اور چکھائے	تم میں سے ایک	لڑائی	دوسرا	دیکھو	کس طرح	ہم پھیر پھیر کر بیان کرتے ہیں	آیات	تاکہ وہ

اور تمہارے ایک کو دوسرے کی لڑائی چکھادے، آپ دیکھئے تو سہی ہم کس طرح دلائل کو مختلف پہلوؤں سے بیان کرتے ہیں شاید وہ سمجھ جاویں۔ اور آپ کی قوم کے لوگ

یَفْقَهُوْنَ ﴿۶۵﴾ وَکَذَّبَ بِهٖ قَوْمُکَ وَهُوَ الْحَقُّ قُلْ لَّسْتُ عَلَیْکُمْ بِوَکِیْلٍ ﴿۶۶﴾ لِکُلِّ نَبَاٍ مُّسْتَقَرٌّ

یَفْقَهُوْنَ	وَکَذَّبَ	بِهٖ	قَوْمُکَ	وَهُوَ	الْحَقُّ	قُلْ	لَسْتُ	عَلَیْکُمْ	بِوَکِیْلٍ	لِکُلِّ	نَبَاٍ	مُسْتَقَرٌّ
سمجھ جائیں	اور جھٹلایا	اس کو	تمہاری قوم	حالانکہ وہ	حق	آپ کہدیں	میں نہیں	تم پر	داروغہ	ہر ایک کیلئے	خبر	ایک ٹھکانہ

اس عذاب کی تکذیب کرتے ہیں حالانکہ وہ یقینی ہے، آپ کہہ دیجئے کہ میں تم پر عذاب واقع کرنے کیلئے تعینات نہیں کیا گیا ہوں ہر خبر کے وقوع کا ایک وقت ہے

وَّسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ﴿۶۷﴾

وَسَوْفَ	تَعْلَمُوْنَ
اور جلد	تم جان لوگے

اور جلدی ہی تم کو معلوم ہو جاوے گا۔

قدرت الٰہی کے غلبہ کا ایک اور رخ یعنی عذاب الٰہی

ان آیات میں اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کاملہ کے دوسرے رخ کو ظاہر فرماتے ہیں اور اپنے غلبۂ قہر قدرت و یکتائی پر دوسری دلیل قائم فرماتے ہیں اور بتلایا جاتا ہے کہ تم کو خدا کی طرف سے مہلت مل جانے یا اس کے درگزر کر دینے سے بے فکر نہ ہو جانا چاہئے۔ جس طرح وہ قادر مطلق معبود حقیقی شدائد و مصائب سے نجات دے سکتا ہے اسی طرح اسے یہ بھی قدرت ہے کہ کسی قسم کا عذاب مسلط کر کے ہلاک کر دے۔ اور پھر عذاب کی تین قسمیں بیان فرمائیں ایک جو اوپر سے آئے دوسرے جو پاؤں کے نیچے سے آئے۔ تیسرے یہ کہ تم کو آپس میں گروہ گروہ کر کے سب کو آپس میں بھڑا دے یعنی آپس کی پھوٹ، جنگ و جدل، باہمی خون ریزی اور فرقہ بندی اور پارٹی بازی میں گرفتار کر دے اور ایک دوسرے کے ہاتھ سے قتل، قید یا ذلت کے عذاب میں مبتلا کر دے۔

مشرکین مکہ کا ظلم اور اس پر تنبیہ

پھر تنبیہاً فرمایا گیا کہ دیکھو اللہ تعالیٰ کس طرح وضاحت کے ساتھ بار بار بیان کرتے ہیں تاکہ تم اللہ کی آیات اور اس کے دلائل پر غور کرو اور بات کو سمجھو مگر مشرکین مکہ ان خوف اور عذاب کی باتوں کو سن کر بجائے تصدیق اور عبرت کے ان کی تکذیب کرتے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے وقوع عذاب کا معین وقت پوچھتے اور عذاب آنے کا وعدہ مانگتے کہ اگر فلاں روز عذاب آیا تو ہم تمہاری بات مان لیں گے اور اسلام قبول کر لیں گے کیونکہ وہ سمجھتے تھے کہ یہ سب (معاذ اللہ) جھوٹی دھمکیاں ہیں۔ عذاب وغیرہ کچھ نہیں آتا۔ اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب ہو کر فرمایا کہ اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی قوم اس حق و صداقت کا انکار کرتی ہے اور واقع ہونے والے عذاب کی منکر ہو کر پوچھتی ہے کہ وہ عذاب کب

آئے گا تو آپ جواباً ان سے کہہ دیجئے کہ میرا یہ منصب نہیں کہ تمہاری تکذیب پر خود عذاب نازل کر دوں یا اس کے وقت اور نوعیت وغیرہ کی تفصیل بتلاؤں۔ میں تم پر کوئی داروغہ بن کر نہیں آیا ہوں اور نہ عذاب کے واقع کرنے کی خدمت پر متعین ہوں۔ میرا کام صرف باخبر اور متنبہ کرنا ہے۔ آگے ہر چیز کے وقوع کا علم الٰہی میں ایک وقت مقرر ہے۔ جب وقت آ جائے گا تم خود جان لوگے کہ میں جس چیز سے ڈراتا تھا وہ کہاں تک سچ ہے۔ اب تمہیں اختیار ہے مانو یا نہ مانو بہرحال جو وعدے وعید قرآن کریم میں کیے گئے ہیں وہ پورے ہو کر رہیں گے۔ البتہ ہر چیز کا وقت عنداللہ مقرر ہے۔ جب وہ وقت آ جائے گا وہ چیز ہو کر رہے گی اور اس کا نتیجہ تمہارے سامنے آ جائے گا۔

عذاب الٰہی کی تین قسمیں

ایک عَذَابًا مِّنْ فَوْقِكُمْ یعنی عذاب جو اوپر سے آئے۔ دوسرے مِنْ تَحْتِ اَرْجُلِكُمْ یعنی عذاب جو پاؤں تلے زمین سے آئے۔ اور تیسرے يَلْبِسَكُمْ شِيَعًا یعنی تم کو گروہ گروہ کر کے آپس میں ایک دوسرے سے بھڑا دے۔ اور ایسے عذاب آنے کی مثالیں پچھلی امتوں میں گذر چکی ہیں۔ جیسے نوح علیہ السلام کی قوم پر اوپر سے آسمانی دہانہ بارش کے کھل گئے تھے۔ قوم عاد پر ہوا کا طوفان مسلط ہوا تھا۔ لوط علیہ السلام کی قوم پر اوپر سے پتھر برسائے گئے تھے۔ اصحاب فیل نے جب مکہ پر چڑھائی کی تو پرندوں کے ذریعہ ان پر ایسی کنکریاں اوپر سے برسائی گئیں کہ جس سے ان کا بھرکس نکل گیا۔ اسی طرح نیچے سے آنے والے عذاب کی بھی مختلف صورتیں پچھلی قوموں میں گزر چکی ہیں۔ مثلاً نوح علیہ السلام کی قوم پر جہاں اوپر کا عذاب آسمانی بارش کے ساتھ آیا اور نیچے کا عذاب بھی آیا اور زمین سے پانی ابلنا شروع ہوا تھا۔ غرض اوپر اور نیچے کے دونوں عذابوں میں بیک وقت گرفتار ہوئے تھے۔ قوم فرعون زمینی عذاب یعنی سمندر کے پانی میں غرق کر کے ہلاک کی گئی۔ قارون بھی زمینی عذاب میں گرفتار ہوا اور بمعہ اپنے خزانوں کے زمین کے اندر دھنس گیا۔ ایک تفسیر تو اوپر اور نیچے کے عذابوں کی یہ ہوئی اور بعض آئمہ تفسیر مثل حضرت عبداللہ ابن عباسؓ نے فرمایا کہ اوپر کے عذاب سے مراد یہ ہے کہ ظالم بادشاہ اور بے رحم حکام مسلط ہو جاویں اور نیچے کے عذاب سے مراد یہ ہے کہ اپنے نوکر غلام، خدمت گار، ماتحت ملازم بے وفا، غدار، کام چور، خائن جمع ہو جائیں۔

امت محمدیہ کا عذاب: فرقہ پرستی

تیسری قسم عذاب کی جو ذکر کی گئی یعنی تمہاری مختلف پارٹیاں بن کر آپس میں بھڑ جائیں اور باہم ایک دوسرے کے لئے عذاب بن جائیں۔ احادیث میں روایات ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کے باعث اس امت مسلمہ کو ان دو قسموں کے عام عذاب سے جو گذشتہ بعض اقوام کی طرح اس امت کا بالکلیہ استیصال کر دے حق تعالیٰ نے نازل نہ فرمانے کا وعدہ فرمالیا۔ ہاں جزئی واقعات پیش آئیں تو اس کی نفی نہیں۔ تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاء کی برکت سے امت مسلمہ پر اس قسم کے تو عذاب نہ آئیں گے جیسے پچھلی امتوں پر آسمان یا زمین سے آئے جس سے ان کی پوری قوم تباہ و برباد ہو گئی لیکن احادیث سے یہ بھی ثابت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس دعاء سے کہ میری امت آپس کی جنگ و جدل سے تباہ نہ ہو روک دیا گیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ تیسری قسم کا عذاب جسے اندرونی اور داخلی عذاب کہنا چاہئے اس امت پر بھی آ سکتا ہے اور وہ آپس کی پھوٹ، جنگ جدل، باہمی خون ریزی اور پارٹی بندی اور آپس کا تصادم ہے۔ اسی لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کو فرقوں اور پارٹیوں اور گروہ بندیوں میں منقسم ہو کر باہمی جنگ و جدل سے منع کرنے میں نہایت تاکیدی احکام دیئے اور اس سے ڈرایا کہ تم پر اگر خدا تعالیٰ کا عذاب اس دنیا میں آئے گا تو آپس ہی کی جنگ و جدل کے ذریعہ آئے گا۔

دعا کیجئے: اللہ تعالیٰ ہم کو دین کی سمجھ اور فہم عطا فرمائیں۔ یا اللہ اگرچہ ہماری بداعمالیاں حد سے تجاوز کر چکی ہیں تاہم ہم رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطہ سے آپ کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اور آپ کی شان غفور الرحیمی کے صدقہ میں آپ سے فریاد کرتے ہیں کہ مولائے کریم ہماری حالت پر رحم و کرم فرما۔ ہماری اصلاح کی صورتیں غیب سے ظاہر فرما۔ یا اللہ ہمیں ہر طرح کے عذاب اور گرفت سے بچالے اور ہمیں آپس میں ایک دوسرے کے احترام و اکرام کی توفیق نصیب فرما دے۔ آمین وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

وَاِذَا رَاَيْتَ الَّذِيْنَ يَخُوْضُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِنَا فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ حَتّٰى يَخُوْضُوْا فِيْ حَدِيْثٍ غَيْرِهٖ ۭ

وَاِذَا	رَاَيْتَ	الَّذِيْنَ	يَخُوْضُوْنَ	فِيْٓ	اٰيٰتِنَا	فَاَعْرِضْ	عَنْهُمْ	حَتّٰى	يَخُوْضُوْا	فِيْ	حَدِيْثٍ	غَيْرِهٖ
اور جب	تو دیکھے	وہ لوگ جو کہ	جھگڑتے ہیں	میں	ہماری آیتیں	تو کنارا کرلے	ان سے	یہانتک کہ	وہ مشغول ہوں	میں	کوئی بات	اسکے علاوہ

اور اے مخاطب جب تو اُن لوگوں کو دیکھے جو ہماری آیات میں عیب جوئی کر رہے ہیں تو اُن لوگوں سے کنارا کش ہو جا یہانتک کہ وہ کسی اور بات میں لگ جاویں،

وَاِمَّا يُنْسِيَنَّكَ الشَّيْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ۝۶۸ وَمَا عَلَى الَّذِيْنَ

وَاِمَّا	يُنْسِيَنَّكَ	الشَّيْطٰنُ	فَلَا تَقْعُدْ	بَعْدَ	الذِّكْرٰى	مَعَ	الْقَوْمِ	الظّٰلِمِيْنَ	وَمَا	عَلَى	الَّذِيْنَ
اور اگر	بھلادے تجھے	شیطان	تو نہ بیٹھ	بعد	یاد آنا	ساتھ (پاس)	قوم (لوگ)	ظالم (جمع)	اور نہیں	پر	وہ لوگ جو

اور اگر تجھ کو شیطان بُھلا دے تو یاد آنے کے بعد پھر ایسے ظالم لوگوں کے پاس مت بیٹھ۔اور جو لوگ احتیاط رکھتے ہیں

يَتَّقُوْنَ مِنْ حِسَابِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ وَّلٰكِنْ ذِكْرٰى لَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ۝۶۹ وَذَرِ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا

يَتَّقُوْنَ	مِنْ	حِسَابِهِمْ	مِنْ	شَيْءٍ	وَلٰكِنْ	ذِكْرٰى	لَعَلَّهُمْ	يَتَّقُوْنَ	وَذَرِ	الَّذِيْنَ	اتَّخَذُوْا
پرہیز کرتے ہیں	سے	انکا حساب	کوئی	چیز	لیکن	نصیحت کرنا	تا کہ وہ	ڈریں	اور چھوڑدے	وہ لوگ جو	انہوں نے بنالیا

اُن پر اُنکی باز پرس کا کوئی اثر نہ پہنچے گا ولیکن اُنکے ذمہ نصیحت کر دینا ہے شاید وہ بھی احتیاط کرنے لگیں۔اور ایسے لوگوں سے بالکل کنارا کش رہ

دِيْنَهُمْ لَعِبًا وَّلَهْوًا وَّغَرَّتْهُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَذَكِّرْ بِهٖٓ اَنْ تُبْسَلَ نَفْسٌۢ بِمَا كَسَبَتْ ڰ

دِيْنَهُمْ	لَعِبًا	وَلَهْوًا	وَ	غَرَّتْهُمُ	الْحَيٰوةُ	الدُّنْيَا	وَذَكِّرْ	بِهٖ	اَنْ	تُبْسَلَ	نَفْسٌ	بِمَا	كَسَبَتْ
اپنا دین	کھیل	اور تماشا	اور	انہیں دھوکہ میں ڈالدیا	زندگی	دنیا	اور نصیحت کرو	اس سے	تا کہ	پکڑا (نہ) جائے	کوئی	بسبب جو	اس نے کیا

جنہوں نے اپنے دین کو لہو ولعب بنا رکھا ہے اور دنیوی زندگی نے اُنکو دھوکہ میں ڈال رکھا ہے اور اس قرآن کے ذریعہ سے نصیحت بھی کرتا رہ تاکہ کوئی شخص اپنے کردار

لَيْسَ لَهَا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيٌّ وَّلَا شَفِيْعٌ ۚ وَاِنْ تَعْدِلْ كُلَّ عَدْلٍ لَّا يُؤْخَذْ مِنْهَا ۭ اُولٰۗىِٕكَ

لَيْسَ	لَهَا	مِنْ	دُوْنِ اللّٰهِ	وَلِيٌّ	وَلَا	شَفِيْعٌ	وَاِنْ	تَعْدِلْ	كُلَّ	عَدْلٍ	لَا يُؤْخَذْ	مِنْهَا	اُولٰۗىِٕكَ
نہیں	اس کیلئے	سے	سوائے اللہ	کوئی حمایتی	اور نہ	کوئی سفارش کرنیوالا	اور اگر	بدلہ میں دے	تمام	معاوضے	نہ لئے جائیں۔اس سے	اس سے	یہی لوگ

کے سبب اسطرح نہ پھنس جاوے کہ کوئی غیر اللہ اُسکا نہ مددگار ہو اور نہ سفارشی ہو، اور یہ کیفیت ہو کہ اگر دنیا بھر کا معاوضہ بھی دے ڈالے تب بھی اُس سے نہ لیا جاوے

اَلَّذِيْنَ اُبْسِلُوْا بِمَا كَسَبُوْا ۚ لَهُمْ شَرَابٌ مِّنْ حَمِيْمٍ وَّعَذَابٌ اَلِيْمٌۢ بِمَا كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ ۝۷۰

الَّذِيْنَ	اُبْسِلُوْا	بِمَا كَسَبُوْا	لَهُمْ	شَرَابٌ	مِنْ	حَمِيْمٍ	وَعَذَابٌ	اَلِيْمٌ	بِمَا	كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ
وہ لوگ جو	پکڑے گئے	جوانہوں نے کمایا (اپنایا)	ان کیلئے	پینا (پانی)	سے	گرم	اور عذاب	دردناک	اسلئے کہ	وہ کفر کرتے تھے

یہ ایسے ہی ہیں کہ اپنے کردار کے سبب پھنس گئے ۔ اُن کیلئے نہایت تیز کھولتا پانی پینے کیلئے ہوگا اور دردناک سزا ہوگی اپنے کفر کے سبب۔

روکنے کی قدرت نہ ہونے کی صورت میں جاہل اور بے تمیز مشرکین کی مجلس میں شرکت سے ممانعت

مشرکین مکہ کا رویہ نہ صرف تکذیب اور اعراض عن الحق تھا بلکہ وہ اپنی مجلسوں اور محفلوں میں قرآن و دین اسلام اور ارکان اسلام کا تمسخر اڑاتے۔ ایک احمق مشرک نے کوئی بات کہی دس بیس نے اس کے ساتھ قہقہہ لگایا۔ اس سے مسلمانوں کو جو اتفاقاً ان کی ان مجالس میں جا بیٹھتے بڑا رنج ہوتا تھا اور طبیعت مکدر ہوتی تھی۔ اس لئے حکم آیا کہ تم وہاں نہ بیٹھو اور ایسی مجالس سے اٹھ کھڑے ہوا کرو کیونکہ اس وقت منع کرنے اور رد کی تو قوت نہ تھی اس لئے ہدایت دی گئی کہ ایسی مجلسوں سے کنارہ کش ہو جاؤ یہاں تک کہ وہ اس طعن اور استہزا کو چھوڑ کر دوسری باتوں میں لگ جاویں۔ اور اگر کوئی بھولے سے بیٹھ گیا تو یاد آ جانے پر فوراً اٹھ کھڑا ہو۔

دینی ضرورت کے پیش نظر جاہلوں کی مجلس میں جانے والے کے لئے لائحہ عمل

اب جبکہ مسلمانوں کو کافروں کے جلسوں میں شریک ہونے اور ان کے ساتھ بیٹھنے کی ممانعت ہوگئی تو اب وعظ و نصیحت کی کیا صورت ہو سکتی تھی۔ اس لئے مسلمانوں کو فکر ہوا کہ اگر ہم ان کے جلسوں میں شریک نہ ہوئے تو تبلیغ اسلام و وعظ و نصیحت کس طرح کریں گے اور بت پرستی اور کفر و شرک کی ممانعت نہ کرنے پر بھی ہم سے مواخذہ ہوگا۔ نیز بعض صحابہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بھی عرض کیا کہ یا رسول اللہ اگر ان کی مجلس میں جانے کی مطلق ممانعت رہی تو ہم مسجد حرام میں نماز اور طواف سے بھی محروم ہو جائیں گے۔ کیونکہ کفار مکہ تو ہمیشہ وہاں بیٹھے ہی رہتے ہیں اور ان کا مشغلہ ہی عیب جوئی اور بدگوئی ہے۔ اس پر آیت نازل ہوئی اور حکم ہوا کہ جو لوگ خدا سے ڈرتے ہیں اور آیات اللہ پر طعن اور استہزا اور نکتہ چینی کو برا جانتے ہیں اور ایسی مجالس کی شرکت سے حتی الوسع بچتے بھی ہیں وہ اگر اپنے کام سے مسجد حرام میں جائیں یا واقعی کوئی دینی یا دنیوی ضرورت ایسی مجلس میں جانے کی ہو تو ایسے لوگوں پر ان مشرکین کے طعن اور استہزا کے حساب میں سے کوئی مواخذہ اور دارو گیر نہیں یعنی مسلمانوں سے ان کے اعمال قبیحہ کا کوئی مواخذہ نہیں لیکن مسلمانوں کے ذمہ بشرط قدرت اور بقدر ضرورت نصیحت کرنا اور ان کو سمجھانا لازم ہے۔ شاید وہ نصیحت کرنے سے صحیح راستہ پر آ جائیں اور ان باتوں سے باز آ جائیں۔

بہرحال بے دین و بے تمیزوں سے کنارہ کشی ہی بہتر ہے

اب یہاں تک تو حق تعالیٰ نے مسلمانوں کو کافروں کی خاص اس مجلس سے کنارہ کشی کا حکم دیا جہاں آیات اللہ پر طعن اور استہزا کیا جاتا ہو آگے ایسے لوگوں کی عام مجالست اور مصاحبت ترک کر دینے کا ارشاد ہے کہ ایسے ظالموں کی مجالست اور مصاحبت میں مجلس استہزا اور تکذیب کی تخصیص نہیں بلکہ غیرت ایمانی کا تقاضا یہ ہے کہ ایسے لوگوں کی صحبت و ہمنشینی بالکل چھوڑ دو کہ جنہوں نے اپنے دین کو کھیل و تماشہ بنالیا اور دنیا کے نشہ میں مست ہو کر یہ سمجھ بیٹھے کہ جو کچھ ہے وہ یہی دنیا ہے ایسے بے عقل لوگوں سے کہ جنہیں اپنے انجام اور مرنے کے بعد کی فکر نہ ہو۔ رات دن بس دنیا کے حاصل کرنے میں مصروف ہیں خواہ حرام طور پر سے ہو خواہ حلال سے اور اس دنیا طلبی میں نہ ظلم کی پرواہ ہوتی ہے نہ اس بات کا دھیان ہے کہ آخر تا کجے یہاں رہوں گا سو جس کو دوسرے عالم کا خیال ہی نہیں تو وہاں کے سامان کا کیا ذکر۔

ظالموں و بے دینوں کا انجام کہ وہ کسی صورت بھی عذاب سے نہ بچ سکیں گے

پھر ایسے لوگوں کا انجام جو تکذیب اور استہزا میں پڑے ہوئے ہیں۔ بتلایا گیا کہ جب وہ اپنے کرتوتوں میں پکڑے جائیں گے تو نہ ان کو کوئی حمایتی ملے گا جو مدد کر کے عذاب الٰہی سے چھڑا لے نہ کوئی سفارش کرنے والا ہوگا جو سعی و سفارش سے کام نکال دے اور نہ کسی قسم کا فدیہ اور معاوضہ قبول کیا جائے گا اگر بالفرض ایک مجرم دنیا بھر کو معاوضہ میں دے کر چھوٹنا چاہے تو بھی نہ چھوٹ سکے گا۔

خلاصہ یہ کہ عذاب الٰہی سے بچنے کی کوئی صورت ممکن نہ ہوگی اور

اپنے کرتوتوں کی بدولت تباہی میں پڑیں گے اور یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے اعمال بد کی سزا میں پکڑے جائیں گے۔ اُن کو پینے کے لئے جہنم کا کھولتا ہوا گرم پانی ملے گا جس کے متعلق دوسری جگہ قرآن پاک میں آیا ہے کہ وہ اُن کی انتڑیوں کے ٹکڑے اڑا دے گا۔ اور اس حمیم کے علاوہ اور بھی دردناک قسم قسم کے عذاب ہوں گے اُن کے کفر شعاری اور شرک پرستی کی وجہ سے۔

ان آیات میں جہاں منکرین ومکذبین کو تنبیہ ووعید ہے وہیں اہل اسلام کے لئے بھی عبرت ونصیحت ہے کہ دین کو کھیل تماشہ بنانا اور دنیا پر فریفتہ رہنا اور آخرت سے غافل اور بے فکر رہنا یہ خاص کفار کی خصلتیں ہیں۔ مسلمان کو تو ہر معاملہ میں آخرت کا مفاد پیش نظر رکھنا چاہیے۔

نیز ان آیات میں اہل اسلام کو ایک اصولی ہدایت وتعلیم یہ دی گئی کہ اہل باطل کی مجالس سے پرہیز کریں اور جس کام کا کرنا خود گناہ ہے اس کے کرنے والوں کی مجلس میں شریک رہنا بھی گناہ ہے۔ اس سے اجتناب کرنا چاہئے۔

دعا کیجئے

حق تعالیٰ ہم کو ہر حال میں قرآن پاک کا اتباع نصیب فرمائیں۔ بے دینوں اور اہل باطل کی صحبت ومجالس سے ہم کو کنارہ کش رکھیں اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی توفیق ہر حال میں عطا فرمائیں۔

یا اللہ اس دنیا کی عارضی زندگی پر ہم فریفتہ نہ ہوں بلکہ ہماری دنیا کی زندگی آخرت کی کمائی کا ذریعہ ہو۔

یا اللہ ہمیں اس زندگی میں ان اعمال صالحہ کی توفیق عطا فرما دے جو آپ کی مرضیات کا سبب ہوں اور ان اعمال سے بچالے کہ جو آپ کی ناراضگی کا باعث ہوں۔

یا اللہ ہم کو توحید کی حقیقت نصیب فرما اور اپنی ذات عالی کی صحیح معرفت اور سچا تعلق نصیب فرما۔ آمین

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

قُلْ اَنَدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُنَا وَلَا يَضُرُّنَا وَنُرَدُّ عَلٰٓى اَعْقَابِنَا بَعْدَ اِذْ هَدٰىنَا اللّٰهُ

قُلْ	اَنَدْعُوْا	مِنْ	دُوْنِ اللّٰهِ	مَا	لَا يَنْفَعُنَا	وَلَا يَضُرُّنَا	وَنُرَدُّ	عَلٰٓى	اَعْقَابِنَا	بَعْدَ	اِذْ هَدٰىنَا	اللّٰهُ
کہدیں	کیا ہم پکاریں	سے	سوائے اللہ	جو	نہ ہمیں نفع دے	اور نہ نقصان کرے ہمیں	اور ہم پھر جائیں	پر	اپنی ایڑیاں (اُلٹے پاؤں)	بعد	جب ہدایت دی ہمیں	اللہ

آپ کہدیجئے کہ کیا ہم اللہ کے سوا ایسی چیز کی عبادت کریں کہ نہ وہ ہم کو نفع پہنچاوے اور نہ وہ ہم کو نقصان پہنچاوے اور کیا ہم الٹے پھر جاویں بعد اسکے کہ ہم کو خدا تعالیٰ نے ہدایت

كَالَّذِى اسْتَهْوَتْهُ الشَّيٰطِيْنُ فِى الْاَرْضِ حَيْرَانَ لَهٗٓ اَصْحٰبٌ يَّدْعُوْنَهٗٓ اِلَى الْهُدَى

كَالَّذِى	اسْتَهْوَتْهُ	الشَّيٰطِيْنُ	فِى	الْاَرْضِ	حَيْرَانَ	لَهٗ	اَصْحٰبٌ	يَّدْعُوْنَهٗ	اِلَى	الْهُدَى
اسکی طرح جو	بھلا دیا اسکو	شیطان	میں	زمین (جنگل)	حیران	اسکے	ساتھی	بلاتے ہوا سکو	طرف	ہدایت

کردی ہے جیسے کوئی شخص ہو کہ اُسکو شیطانوں نے کہیں جنگل میں بے راہ کردیا ہو اور وہ بھٹکتا پھرتا ہو اسکے کچھ ساتھی بھی تھے کہ وہ اسکو ٹھیک رستہ کی طرف بلا رہے ہیں کہ

ائْتِنَا قُلْ اِنَّ هُدَى اللّٰهِ هُوَ الْهُدٰى وَاُمِرْنَا لِنُسْلِمَ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۷۱﴾ وَاَنْ اَقِيْمُوا

ائْتِنَا	قُلْ	اِنَّ	هُدَى	اللّٰهِ	هُوَ	الْهُدٰى	وَاُمِرْنَا	لِنُسْلِمَ	لِرَبِّ	الْعٰلَمِيْنَ	وَاَنْ	اَقِيْمُوا
ہمارے پاس آ	کہدیں	بیشک	ہدایت	اللہ	وہ	ہدایت	اور حکم دیا گیا ہمیں	کہ فرمانبردار رہیں	پروردگار کیلئے	تمام جہان	اور یہ کہ	قائم کرو

ہمارے پاس آ، آپ کہدیجئے کہ یقینی بات ہے کہ راہ راست وہ خاص اللہ ہی کا راہ ہے، اور ہم کو یہ حکم ہوا ہے کہ ہم پورے مطیع ہوجاویں پروردگار کے۔ اور یہ کہ نماز کی پابندی کرو

الصَّلٰوةَ وَاتَّقُوْهُ ۗ وَهُوَ الَّذِىٓ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ﴿۷۲﴾ وَهُوَ الَّذِىْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ۗ

الصَّلٰوةَ	وَاتَّقُوْهُ	وَهُوَ	الَّذِىٓ	اِلَيْهِ	تُحْشَرُوْنَ	وَ	هُوَ	الَّذِىْ	خَلَقَ	السَّمٰوٰتِ	وَالْاَرْضَ	بِالْحَقِّ
نماز	اور اس سے ڈرو	اور وہی	وہ جسکی	اسکی طرف	تم اکٹھے کئے جاؤگے	اور	وہی	وہ جو۔ جس	پیدا کیا	آسمان (جمع)	اور زمین	ٹھیک طور پر

اور اُس سے ڈرو، اور وہی ہے جسکے پاس تم سب جمع کئے جاؤ گے۔ اور وہی ہے جس نے آسمانوں کو اور زمین کو با فائدہ پیدا کیا، اور جس وقت اللہ تعالیٰ اتنا

وَيَوْمَ يَقُوْلُ كُنْ فَيَكُوْنُ ۚ قَوْلُهُ الْحَقُّ ۗ وَلَهُ الْمُلْكُ يَوْمَ يُنْفَخُ فِى الصُّوْرِ ۗ عٰلِمُ الْغَيْبِ

وَيَوْمَ	يَقُوْلُ	كُنْ	فَيَكُوْنُ	قَوْلُهُ	الْحَقُّ	وَلَهُ	الْمُلْكُ	يَوْمَ	يُنْفَخُ	فِى الصُّوْرِ	عٰلِمُ	الْغَيْبِ
اور جس دن	کہے گا وہ	ہوجا	تو وہ ہوجائے گا	اسکی بات	سچی	اور اسکا	ملک	جس دن	پھونکا جائے گا	صور	جاننے والا	غیب

کہدے گا کہ تو ہوجا بس وہ ہو پڑے گا، اسکا کہنا با اثر ہے، اور جبکہ صور میں پھونک ماری جاوے گی ساری حکومت خاص اسکی ہوگی اور وہ جاننے والا ہے پوشیدہ چیزوں کا

وَالشَّهَادَةِ ۗ وَهُوَ الْحَكِيْمُ الْخَبِيْرُ ﴿۷۳﴾

وَالشَّهَادَةِ	وَهُوَ	الْحَكِيْمُ	الْخَبِيْرُ
اور ظاہر	اور وہی	حکمت والا	خبر رکھنے والا

اور ظاہر چیزوں کا، اور وہی ہے بڑی حکمت والا پوری خبر رکھنے والا۔

شانِ نزول: بعض روایات میں یہ بھی ہے کہ مشرکین مکہ نے مسلمانوں سے ترک اسلام کی درخواست بھی کی تھی۔ اس آیت میں اس کا جواب بھی ہے۔

مسلمان کی شان: اس آیت میں بتلایا جاتا ہے کہ مسلمان کی شان یہ ہے کہ گمراہوں کو نصیحت کرکے سیدھی راہ پر لائے اور جو خدا سے

بھاگ کر غیر اللہ کی چوکھٹ پر سر رکھے ہوئے ہیں ان کو خدائے واحد کے سامنے سربسجود کرنے کی فکر کرے۔ مسلمان سے یہ توقع رکھنا بالکل فضول اور خام خیالی ہے کہ وہ خدا کے سوا کسی ایسی ہستی کے آگے سر جھکائے گا جس کے قبضہ میں نہ نفع ہے نہ نقصان یا اہل باطل کی صحبت میں رہ کر توحید اور ایمان کی صاف سڑک چھوڑ دے گا اور شرک کی بھول بھلیاں کی طرف الٹے پاؤں پھرے گا۔

سچا مسلمان کبھی گمراہی کی بھول بھلیوں میں نہیں گر سکتا

اگر معاذ اللہ مسلمان ایسا کرے تو اس کی مثال اس مسافر کی سی ہو گی جو اپنے راہ جاننے والے رفقاء کے ساتھ جنگل میں سفر کر رہا تھا کہ ناگاہ غول بیابانی یعنی خبیث جنات نے اسے بہکا کر راستہ سے الگ کر دیا۔ وہ چاروں طرف بھٹکتا پھرتا ہے اور اس کے رفقاء و ساتھی ازراہ خیر خواہی اسے آوازیں دے رہے ہیں کہ ادھر آؤ۔ راستہ اس طرف ہے۔ مگر وہ حیران اور مخبوط الحواس ہو کر نہ کچھ سمجھتا ہے نہ ادھر آتا ہے۔ اسی طرح سمجھ لو کہ مسافر آخرت کے لئے سیدھی راہ اسلام و توحید کی ہے اور جن کی رفاقت اور معیت میں یہ سفر طے ہوتا ہے وہ پیغمبر اور ان کے متبعین ہیں جب یہ بدبخت شیاطین اور مضلین کے پنجہ میں پھنس کر صحرائے ضلالت میں بھٹکتا پھرتا ہے اس کے ہادی اور رفقاء ازراہ ہمدردی راہ حق کی طرف بلا رہے ہیں مگر یہ نہ کچھ سنتا ہے نہ سمجھتا ہے نہ ادھر آتا ہے تو اے مشرکین کیا تمہاری یہ غرض ہے کہ ہم اہل اسلام اپنی ایسی مثال بنالیں۔

جن مشرکین نے مسلمانوں سے ترک اسلام کو کہا تھا ان کو جواب دینے کے لئے حق تعالیٰ نے مسلمانوں کو یہ مضمون تلقین فرمایا جس کا مطلب یہ ہوا کہ اہل اسلام مشرکین سے صاف کہہ دیں کہ تم ہم سے یہ امید مت رکھو کہ ہم اسلام کو چھوڑ کر، توحید سے پھر کر اور رسول کریم کے اتباع سے منہ موڑ کر شیطان کی بتلائی ہوئی راہوں پر چلیں گے۔ سبحان اللہ! سبحان اللہ! واقعی کبھی مسلمانوں کی یہی شان تھی اور انہوں نے قولاً اور فعلاً دنیا کو دکھلا دیا تھا کہ مسلمان کسی قیمت پر اسلام کی دولت اور توحید کی نعمت کو نہیں چھوڑ سکتا۔

راہ نجات فقط اسلام میں ہے

اس میں غیر مذاہب کی مدلل تردید فرمائی گئی اور جب تمام دیگر ادیان کا بطلان ثابت ہو گیا اور معلوم ہو گیا کہ تمام غیر مذاہب کا انجام آخرت کی حیرانی و پریشانی تباہی و بربادی ہے تو ظاہر ہو گیا کہ راہ فطرت اور طریقہ نجات صرف اسلام ہے اور سوائے اسلام کے کوئی مذہب حصول سعادت کا ذریعہ نہیں بن سکتا اور موجب ہدایت صرف وہی قانون ہو سکتا ہے جو خدا کا بنایا ہوا اور جاری کیا ہوا ہو۔

عقیدہ اور اعمال کی اصلاح ضروری ہے

چونکہ قانون ہدایت میں دو باتیں ہونی ضروری ہیں۔ اعتقاد کی درستگی اور اعمال کی بہتری اس لئے حکم ہوتا ہے کہ اے نبیؐ آپ کہہ دیجئے کہ ہم کو خدا کی طرف سے حکم ہو گیا ہے کہ اسی پروردگار اور خلاق عالم کے سامنے سر عبودیت خم کریں جو تمام عالم کا موجد اور باقی رکھنے والا ہے۔ اس کی توحید کو مانیں اور اس کے کل احکام پر ایمان لا کر عمل کریں۔ اور یہ کیوں؟ اس لئے کہ قیامت کے دن اسی کے پاس سب کو جانا اور حساب کتاب کے بعد جزا و سزا بھگتنی ہے۔ اسی نے آسمان اور زمین کو مفید طریقہ پر پیدا کیا اور ان کی پیدائش میں کوئی نقص نہیں چھوڑا پھر جب یہ سب کچھ فنا ہو جائے گا تو دوبارہ وہ نیستی سے ہستی میں آنے کا حکم دے گا تو فوراً بلا تامل تمام عالم پھر پیدا ہو جائے گا۔ اس کا حکم پورا ہو گا۔ کسی کو انحراف اور سرتابی کی طاقت نہ ہو گی اور اس روز اس کی بادشاہت آنکھوں سے حقیقۃً بھی اور ظاہراً بھی نظر آئے گی۔ پس جو خدا یہ صفات رکھتا ہے جن کا ذکر ان آیات میں ہوا وہی اس لائق ہے کہ ہم اس کے تابع فرمان ہوں۔ اس کے سامنے انتہائی عبودیت اختیار کریں اور ہر آن اس سے ڈرتے رہیں۔ اسی کا ہم کو حکم ہوا ہے جس سے ہم کسی حال میں منہ نہیں موڑ سکتے۔

دعا کیجئے: اللہ تعالیٰ ہم کو صحیح اور سچی توحید نصیب فرمائیں اور اسی پروردگار عالم کو ہم اپنا معبود حقیقی مانیں۔ یا اللہ اپنے احکام کی پوری فرمانبرداری ہم کو نصیب فرما۔ اعمال میں بھی عقائد میں بھی یا اللہ ہم کو اسلام مضبوطی کے ساتھ پکڑنے ہدایت کے راستہ پر قائم رہنے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع کی پوری پوری توفیق عطا فرما۔ اور ہر طرح کی کجی اور گمراہی سے ہماری حفاظت فرما۔ آمین وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ لِاَبِيْهِ اٰزَرَ اَتَتَّخِذُ اَصْنَامًا اٰلِهَةً اِنِّيْٓ اَرٰىكَ وَقَوْمَكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝٧٤

وَاِذْ	قَالَ	اِبْرٰهِيْمُ	لِاَبِيْهِ	اٰزَرَ	اَتَتَّخِذُ	اَصْنَامًا	اٰلِهَةً	اِنِّيْٓ	اَرٰىكَ	وَقَوْمَكَ	فِيْ ضَلٰلٍ	مُّبِيْنٍ
اور جب	کہا	ابراہیمؑ	اپنے باپ کو	آزر	کیا تو بناتا ہے	بُت (جمع)	معبود	بیشک میں	تجھے دیکھتا ہوں	اور تیری قوم	گمراہی	کھلی

اور وہ وقت بھی یاد کرنے کے قابل ہے جب ابراہیمؑ نے اپنے باپ آزر سے فرمایا کیا تو بتوں کو معبود قرار دیتا ہے بیشک میں تجھ کو اور تیری ساری قوم کو صریح غلطی میں دیکھ رہا ہوں

وَكَذٰلِكَ نُرِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلِيَكُوْنَ مِنَ الْمُوْقِنِيْنَ ۝٧٥ فَلَمَّا جَنَّ عَلَيْهِ

وَكَذٰلِكَ	نُرِيْٓ	اِبْرٰهِيْمَ	مَلَكُوْتَ	السَّمٰوٰتِ	وَالْاَرْضِ	وَلِيَكُوْنَ	مِنَ	الْمُوْقِنِيْنَ	فَلَمَّا	جَنَّ	عَلَيْهِ
اور اسی طرح	ہم دکھانے لگے	ابراہیمؑ	بادشاہی	آسمانوں (جمع)	اور زمین	اور تاکہ ہوجائے وہ	سے	یقین کرنے والے	پھر جب	اندھیرا کرلیا	اس پر

اور ہم نے ایسے ہی طور پر ابراہیمؑ کو آسمانوں اور زمین کی مخلوقات دکھلائیں تاکہ وہ عارف ہوجائیں اور تاکہ کامل یقین کرنے والوں سے ہوجاویں۔ پھر جب رات کی تاریکی

الَّيْلُ رَاٰ كَوْكَبًا قَالَ هٰذَا رَبِّيْ فَلَمَّآ اَفَلَ قَالَ لَآ اُحِبُّ الْاٰفِلِيْنَ ۝٧٦ فَلَمَّا رَاَ الْقَمَرَ بَازِغًا

الَّيْلُ	رَاٰ	كَوْكَبًا	قَالَ	هٰذَا	رَبِّيْ	فَلَمَّا	اَفَلَ	قَالَ	لَا	اُحِبُّ	الْاٰفِلِيْنَ	فَلَمَّا	رَاٰ	الْقَمَرَ	بَازِغًا
رات	اس نے دیکھا	ایک ستارہ	اس نے کہا	یہ	میرا رب	پھر جب	غائب ہوگیا	اس نے کہا	نہیں	میں دوست رکھتا	غائب ہونیوالے	پھر	جب دیکھا	چاند	چمکتا ہوا

اُن پر چھا گئی تو اُنہوں نے ایک ستارہ دیکھا، آپ نے فرمایا کہ یہ میرا رب ہے، سو جب وہ غروب ہوگیا تو آپ نے فرمایا کہ میں غروب ہوجانے والوں سے محبت نہیں رکھتا پھر جب چاند کو دیکھا

قَالَ هٰذَا رَبِّيْ فَلَمَّآ اَفَلَ قَالَ لَئِنْ لَّمْ يَهْدِنِيْ رَبِّيْ لَاَكُوْنَنَّ مِنَ الْقَوْمِ الضَّآلِّيْنَ ۝٧٧ فَلَمَّا

قَالَ	هٰذَا	رَبِّيْ	فَلَمَّا	اَفَلَ	قَالَ	لَئِنْ	لَمْ يَهْدِنِيْ	رَبِّيْ	لَاَكُوْنَنَّ	مِنَ	الْقَوْمِ	الضَّآلِّيْنَ	فَلَمَّا
بولے	یہ	میرا رب	پھر جب	غائب ہوگیا	کہا	اگر	نہ ہدایت دے مجھے	میرا رب	تو میں ہوجاؤں	سے	قوم۔لوگ	بھٹکنے والے	پھر جب

چمکتا ہوا تو فرمایا کہ یہ میرا رب ہے، سو جب وہ غروب ہوگیا تو آپ نے فرمایا کہ اگر مجھ کو میرا رب ہدایت نہ کرتا رہے تو میں گمراہ لوگوں میں شامل ہوجاؤں۔

رَاَ الشَّمْسَ بَازِغَةً قَالَ هٰذَا رَبِّيْ هٰذَآ اَكْبَرُ فَلَمَّآ اَفَلَتْ قَالَ يٰقَوْمِ اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ ۝٧٨

رَاٰ	الشَّمْسَ	بَازِغَةً	قَالَ	هٰذَا	رَبِّيْ	هٰذَآ	اَكْبَرُ	فَلَمَّا	اَفَلَتْ	قَالَ	يٰقَوْمِ	اِنِّيْ	بَرِيْٓءٌ	مِّمَّا	تُشْرِكُوْنَ
اس نے دیکھا	سورج	جگمگاتا ہوا	بولے	یہ	میرا رب	یہ	سب سے بڑا	پھر جب	وہ غائب ہوگیا	کہا	اے میری قوم	بیشک میں	بیزار	اس سے جو	تم شرک کرتے ہو

پھر جب آفتاب کو دیکھا چمکتا ہوا تو فرمایا کہ یہ میرا رب ہے یہ تو سب میں بڑا ہے، سو جب وہ غروب ہوگیا آپ نے فرمایا اے میری قوم بیشک میں تمہارے

اِنِّيْ وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِيْفًا وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝٧٩

اِنِّيْ	وَجَّهْتُ	وَجْهِيَ	لِلَّذِيْ	فَطَرَ	السَّمٰوٰتِ	وَالْاَرْضَ	حَنِيْفًا	وَمَآ اَنَا	مِنَ	الْمُشْرِكِيْنَ
بیشک میں	میں نے منہ موڑلیا	اپنا منہ	اسکی طرف جس	بنائے	آسمان (جمع)	اور زمین	یک رُخ ہوکر	اور نہیں میں	سے	شرک کرنیوالے

شرک سے بیزار ہوں۔ میں یک سو ہو کر اپنا رخ اُسکی طرف کرتا ہوں جس نے آسمانوں کو اور زمین کو پیدا کیا اور میں شرک کرنے والوں سے نہیں ہوں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا شہر اور وہاں کا ماحول

حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے تخمیناً ڈھائی ہزار سال پہلے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ۳۰۷۰ سال پہلے ملک عراق میں ایک شہر بابل کی بنیاد پڑی۔ یہ شہر بابل بعد کے زمانہ میں صنعتوں میں بڑا ترقی یافتہ سمجھا جاتا تھا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانہ میں بابل اور نینوا کا حاکم نمرود تھا جو شاہ ایران کا باجگذار یا کم از کم تابعدار ضرور تھا۔ اور بڑا سرکش، جابر اور متکبر حاکم تھا۔ یہ لوگ عموماً بت پرست تھے چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد بھی بت بنا کر بیچا کرتے تھے اور وہ لوگ آفتاب ماہتاب اور ستاروں کو بھی پوجتے تھے۔ اور عموماً سب لوگ بت پرستی میں سرگرم تھے۔ ایسے عہد ایسے ملک اور ایسی فضا میں اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو پیدا فرمایا۔ چونکہ اس وقت کے نجومیوں نے پہلے سے اطلاع نمرود کو دے دی تھی کہ عنقریب ایک لڑکا پیدا ہوگا جو اہل بابل کی موجودہ حکومت کو تباہ کرڈالے گا اس لئے نمرود نے نوزائیدہ لڑکوں کو قتل کرنے کا حکم عام دے دیا تھا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام اسی سفاکی کے سال پیدا ہوئے۔ پیدائش کے بعد والدین نے بادشاہ کے خوف سے کسی غار یا تہ خانہ میں چھپا دیا اور چونکہ ہر نبی فطرۃً معصوم اور شرک سے پاک ہوتا ہے اس لئے حضرت ابراہیم علیہ السلام بھی سرشت کے لحاظ سے شرک سے بیزار تھے۔ والدین اسی مخفی مقام پر آیا جایا کرتے تھے۔ ایام طفلی تو اخفا کی حالت میں گزر گئے جب بچپن ختم ہو کر بلوغ کا زمانہ آیا اور باپ نے اپنے آبائی دین کی ترغیب دی تو یہ مکالمہ ہوا جو ان آیات میں مذکور ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا اپنے والد اور اپنی قوم کو سمجھانا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں ہوسکتا

حضرت ابراہیم علیہ السلام صبح و شام آنکھ سے دیکھتے تھے کہ ان بیجان مورتوں کو میرا باپ اپنے ہاتھوں سے بناتا اور گھڑتا رہتا ہے اور جس طرح اس کا جی چاہتا ہے ناک کان آنکھیں اور جسم تراش لیتا اور پھر خریدنے والوں کے ہاتھ فروخت کر دیتا ہے۔ کیا یہ خدا ہو سکتے ہیں؟ یا خدا کے مثیل و ہمسر کہے جا سکتے ہیں؟ حاشا وکلاء ہرگز نہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام اگرچہ بچپن ہی سے توحید کے محقق عارف تھے۔ لیکن بعثت سے سرفراز ہو کر سب سے پہلے انہوں نے اس طرف توجہ فرمائی اور توحید کے سلسلہ میں مناظرہ فرمایا۔ جب باپ نے اپنے آبائی دین کی ترغیب دی تو آپ نے جواباً باپ سے کہا جیسا کہ ان آیات میں بتلایا جاتا ہے کہ اس سے زیادہ صریح اور صاف گمراہی کیا ہوگی کہ اکرم المخلوقات ''انسان'' اپنے ہاتھ سے تراشے ہوئے پتھروں کو خدائی کا درجہ دے کر ان کے سامنے سربسجود ہو جائے اور ان کی پرستش کرنے لگے اور انہی سے مرادیں مانگنے لگے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیمؑ کے متعلق بتلایا کہ ہم نے ابراہیمؑ کی نظر میں ان کے والد کی اور قوم کی بت پرستی حقیر اور بے وقت کر دکھائی تھی اور ان پر یہ ظاہر کر دیا تھا کہ بت کسی طرح بھی عبادت کے لائق نہیں۔ اسی بناء پر نہ تو وہ باپ اور قوم کے طریقہ پر چلے اور نہ ان کے بہکانے سے بہکے۔ اسی طرح آسمانوں اور زمینوں کے عجائبات اور حقائق ان کے دل پر منکشف کر دیئے تھے اور چاند، سورج ستارے وغیرہ بچشم معرفت دکھا کر ان کو عارف کامل اور یقین والا بندہ بنا دیا تھا کہ مخلوق ادنیٰ ہو یا اعلیٰ سب ایک ہی حکم میں ہیں۔ خدا تعالیٰ کے سوا کوئی بھی عبادت کے قابل نہیں۔ ایک رات جب تاریکی چھا گئی اور خوب اندھیرا ہو گیا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس ستارہ کو دیکھ کر جس کی ان کے والد اور قوم والے پرستش کیا کرتے تھے کہا کہ تمہارے خیال میں میرا اور تمہارا رب اور معبود یہ ستارہ ہے! یہی لائق عبادت ہے! لیکن اس کی روشنی اور چمک دمک تھوڑی دیر کی ہے چنانچہ تھوڑی دیر بعد جب وہ تارہ ڈوب گیا تو حضرت ابراہیمؑ نے فرمایا دیکھا ستارہ غروب ہو گیا اور میں غروب ہو جانے والی چیزوں کو معبود بنانا پسند نہیں کرتا لیکن اس روشن دلیل نے ان کے دلوں میں تاثیر ہدایت نہ پیدا کی اور وہ اپنے عقیدہ سے نہ پھرے تو حضرت ابراہیمؑ نے اپنے دلیل کو پرزور بنانے کے لئے فرمایا کہ اچھا دیکھو! چاند طلوع ہو گیا اور تمہارے خیال میں یہ میرا اور ساری قوم کا رب ہے اور یہی پرستش کے

لائق ہے لیکن یہ بھی تغیر پذیر ہے اس میں بھی معبود ہونے کی قابلیت نہیں۔تم جو اس کو رب سمجھتے ہو دیکھو یہ غائب ہو گیا اور غائب ہو جانے والا بھی کہیں معبود ہو سکتا ہے تم کو خدا تعالیٰ نے گمراہی میں چھوڑ رکھا ہے۔اگر خدا مجھے بھی ہدایت پر ثابت اور قائم نہ رکھے تو میں بھی گمراہ ہو جاؤں۔جب یہ دلیل بھی اس قوم کے حق میں سودمند نہ ہوئی تو جب صبح ہوئی اور آفتاب عالمتاب نکلا تو حضرت ابراہیمؑ نے فرمایا کہ ہاں تمہارے عقیدہ میں یہ سب سے بڑا خدا ہو سکتا ہے بلکہ ہے مگر یہ عقیدہ بھی غلط ہے یہ تو غائب ہو جانے والی چیز ہے اس کو الوہیت اور معبودیت کا کیا حق ہو سکتا ہے۔چنانچہ جب آفتاب بھی ڈوب گیا تو فرمایا اے قوم والو! میں پرستش غیر اللہ سے بیزار ہوں ان میں سے کوئی بھی پروردگار نہیں ہو سکتا کیونکہ سب زبان حال سے کہہ رہے ہیں کہ ہم مختار نہیں مجبور ہیں۔حاکم نہیں محکوم ہیں ایک بالاتر ہستی ہے جو ان سب کا بنانے والا ہے اور جس کے حکم اور ضابطے کے آگے سب جھکے ہوئے ہیں اس لئے میں تو صرف اسی کا ہوں۔میری راہ شرک کرنے والوں کی راہ نہیں ہے میں نے اپنی عبادت اور پرستش کا مرکز خدائے یگانہ کو قرار دے لیا ہے جو خلاق عالم اور وحدہٗ لاشریک ہے۔میں کسی طرح شرک کرنے والوں کے گروہ میں شامل نہیں ہو سکتا۔

خلاصہ یہ کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس حقیقت کو بتلا دیا کہ میرا اور تمہارا پالنے والا رب ان تمام مخلوقات میں سے کوئی نہیں ہو سکتا۔ نہ خود تراشیدہ بت، نہ ستارہ، نہ چاند، نہ سورج کہ جو خود اپنے وجود میں دوسرے کے محتاج ہیں۔اور ہر وقت اور ہر آن جو طلوع و غروب کے تغیرات میں گھرے ہوئے ہیں۔جن کے حالات ادل بدل ہوتے رہتے ہوں۔وہ اپنی حرکات میں کسی دوسری طاقت کے تابع ہوں۔ان کا تغیر اور انقلاب اس بات کی دلیل ہیں کہ یہ سب فانی اور حادث ہیں اور سب کے سب کسی خاص نظام میں جکڑے ہوئے ہیں۔اور کسی اعلیٰ و برتر قاہر ہستی کے حکم کے مسخر ہیں کہ ذرہ برابر اس سے عدول حکمی نہیں کر سکتے۔ان کی چال اور رفتار اور سمت اور جہت اور مسافت سب متعین کر دی ہے کہ ذرہ برابر اس سے باہر نہیں جا سکتے جو ان کی بے بسی کمزوری اور لاچارگی پر دلالت ہے اور یہ کہ یہ کسی عزیز مقتدر کے محکوم ہیں اور اس کے سامنے مجبور ہیں جو انہیں چکر کھلا رہا ہے۔تو یہ ستارے اور شمس و قمر کس طرح خدا ہو سکتے ہیں۔؟ یہ تو سب خدا کے مزدور ہیں اور اس کے سامنے مقہور اور مجبور ہیں۔الوہیت تو اسی کو سزاوار ہے کہ جو ان سب کا خالق و مالک ہے اور جس کی کبریائی عظمت اور جلال کو کبھی فنا اور زوال نہیں۔اس لئے میں سب سے قطع تعلق کر کے صرف ایک خدائے وحدہٗ لاشریک کی پرستش و بندگی کا قائل ہوں جس نے یہ آسمان و زمین اور یہ سب کائنات کو اپنی قدرت سے پیدا کیا۔

دعا کیجئے

اللہ تعالیٰ اپنی ذات وصفات کی سچی توحید و معرفت کاملہ ہم سب کو نصیب فرمائیں۔

یا اللہ ہم ظاہر میں اور باطن میں آپ ہی کی طرف اپنا رخ کرنے والے ہوں اور آسمان اور زمین کی مخلوقات سے ہم کو یا اللہ آپ ہی کی معرفت نصیب ہو۔

یا اللہ ہمارے دلوں میں اپنی شان ربوبیت کا پورا یقین عطا فرما دے اور ہر طرح کے شرک اور کجی و گمراہی سے ہماری حفاظت فرمائیے۔آمین

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

وَحَاۗجَّهٗ قَوْمُهٗ ۭ قَالَ اَتُحَاۗجُّوْنِّيْ فِي اللّٰهِ وَقَدْ هَدٰىنِ ۭ وَلَآ اَخَافُ مَا تُشْرِكُوْنَ بِهٖٓ اِلَّآ اَنْ

وَحَاۗجَّهٗ	قَوْمُهٗ	قَالَ	اَتُحَاۗجُّوْنِّيْ	فِي	اللّٰهِ	وَ	قَدْ هَدٰىنِ	وَ	لَآ اَخَافُ	مَا تُشْرِكُوْنَ	بِهٖٓ	اِلَّآ	اَنْ
اور اس سے جھگڑا کیا	اسکی قوم	اس نے کہا	کیا تم مجھ سے جھگڑتے ہو	میں	اللہ	اور	اس نے مجھے ہدایت دیدی ہے	اور	نہیں ڈرتا میں	جو تم شریک کرتے ہو	اسکا	مگر	یہ کہ

اور اُن سے اُنکی قوم نے حجت کرنا شروع کی، آپ نے فرمایا کیا تم اللہ کے معاملہ میں مجھ سے حجت کرتے ہو حالانکہ اُس نے مجھ کو طریقہ بتلا دیا ہے اور میں اُن چیزوں سے جنکو تم اللہ تعالیٰ کے

يَّشَاۗءَ رَبِّيْ شَيْـــًٔا ۭ وَسِعَ رَبِّيْ كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا ۭ اَفَلَا تَتَذَكَّرُوْنَ ۝۸۰ وَكَيْفَ اَخَافُ مَآ اَشْرَكْتُمْ

يَّشَاۗءَ	رَبِّيْ	شَيْـــًٔا	وَسِعَ	رَبِّيْ	كُلَّ شَيْءٍ	عِلْمًا	اَ	فَلَا تَتَذَكَّرُوْنَ	وَكَيْفَ	اَخَافُ	مَآ اَشْرَكْتُمْ
چاہے	میرا رب	کچھ	احاطہ کرلیا	میرا رب	ہر چیز	علم	کیا	سو تم نہیں سوچتے	اور کیونکر	میں ڈروں	جو تم شریک کرتے ہو (تمہارے شریک)

ساتھ شریک بناتے ہو نہیں ڈرتا ہاں لیکن اگر میرا پروردگار ہی کوئی امر چاہے، میرا پروردگار ہر چیز کو اپنے علم میں گھیرے ہوئے ہے، کیا تم پھر خیال نہیں کرتے۔ اور میں اُن چیزوں سے کیسے ڈروں

وَلَا تَخَافُوْنَ اَنَّكُمْ اَشْرَكْتُمْ بِاللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ عَلَيْكُمْ سُلْطٰنًا ۭ فَاَيُّ الْفَرِيْقَيْنِ اَحَقُّ

وَ	لَا تَخَافُوْنَ	اَنَّكُمْ	اَشْرَكْتُمْ	بِاللّٰهِ	مَا	لَمْ يُنَزِّلْ	بِهٖ	عَلَيْكُمْ	سُلْطٰنًا	فَاَيُّ	الْفَرِيْقَيْنِ	اَحَقُّ
اور	تم نہیں ڈرتے	کہ تم	شریک کرتے ہو	اللہ کا	جو	نہیں اتاری	اسکی	تم پر	کوئی دلیل	سو کون	دونوں فریق	زیادہ حقدار

جن کو تم نے شریک بنایا ہے حالانکہ اس بات سے نہیں ڈرتے کہ تم نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایسی چیزوں کو شریک ٹھیرایا ہے جنکی اللہ تعالیٰ نے تم پر کوئی دلیل نازل نہیں فرمائی، سو ان دو جماعتوں میں

بِالْاَمْنِ ۚ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝۸۱ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يَلْبِسُوْٓا اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ اُولٰۗىِٕكَ لَهُمُ

بِالْاَمْنِ	اِنْ	كُنْتُمْ	تَعْلَمُوْنَ	اَلَّذِيْنَ	اٰمَنُوْا	وَ	لَمْ يَلْبِسُوْٓا	اِيْمَانَهُمْ	بِظُلْمٍ	اُولٰۗىِٕكَ	لَهُمُ
امن کا	اگر	تم	جانتے ہو	جو لوگ	ایمان لائے	اور	نہ ملایا	اپنا ایمان	ظلم سے	یہی لوگ	ان کیلئے

سے امن کا زیادہ مستحق کون ہے اگر تم خبر رکھتے ہو۔ جو لوگ ایمان رکھتے ہیں اور اپنے ایمان کو شرک کے ساتھ مخلوط نہیں کرتے ایسوں ہی کیلئے امن ہے

الْاَمْنُ وَهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ۝۸۲

الْاَمْنُ	وَهُمْ	مُّهْتَدُوْنَ
امن (دلجمعی)	اور وہی	ہدایت یافتہ

اور وہی راہ پر چل رہے ہیں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اعلان توحید پر قوم کا ردعمل اور اُنکی استقامت اور تدبر

گذشتہ آیات میں بیان ہوا تھا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بتوں، ستاروں چاند اور سورج سب کو نا قابل پرستش قرار دیا اور صرف ایک خدائے وحدہٗ لاشریک کو معبود حقیقی ماننے کے لئے قوم سے کہا۔ اب قوم میں چرچا ہونے لگا کہ یہ کیا ہوا؟ ابراہیم نے ہمارے تمام ہتھیار بیکار اور ہمارے تمام دلائل پامال کر دیئے اور ہمارے تمام معبودان کو باطل قرار دیا۔ اب ہم ابراہیم کے اس مضبوط اور محکم برہان کا کس طرح رد کریں؟ اور اس کی روشن دلیل کا کیا جواب دیں؟ وہ اس کے لئے بالکل عاجز اور درماندہ تھے اور جب کوئی بس نہ چلا تو قائل ہونے اور صدائے حق کو قبول کرنے کے بجائے ابراہیم علیہ السلام سے جھگڑنے اور اپنے معبودان باطل سے ڈرانے لگے کہ وہ تمہاری توہین کا تم سے ضرور انتقام لیں گے اور تم کو اس کا خمیازہ بھگتنا پڑے گا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے قوم کی حجت کے جواب میں جو ارشاد فرمایا وہ ان آیات میں بیان فرمایا گیا

ہے اور بتلایا جاتا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ اسلام نے فرمایا کیا تم خدا کی وحدانیت' الوہیت اور خلاقیت کے متعلق مجھ سے جھگڑا کرتے ہو اور اپنے بتوں سے مجھ کو ڈراتے ہو اور مجھے گمراہ کرنا چاہتے ہو حالانکہ خدائے تعالیٰ نے مجھ کو صحیح راہ دکھادی ہے۔ میری ہدایت کے اسباب پیدا فرمادیئے اور میری عقل کو روشن کر دیا۔ تو واضح حقیقت اور بدیہی بات میں جھگڑا کرنے کی گنجائش کس طرح ممکن ہے؟ رہا ان بتوں اور دیوتاؤں کی ضرر رسانی کا خوف تو مجھے تمہارے ان بتوں کی مطلق کوئی پرواہ نہیں۔ ان سے مجھے کوئی خوف نہیں۔ یہ میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔ ان کو ضرر رسانی کی طاقت ہی نہیں ہاں جو کچھ میرا رب چاہے گا وہی ہوگا۔ اگر خدا ہی کو میرا ضرر مقصود ہوگا تو لامحالہ ہو کر رہے گا۔ مگر تمہارے باطل معبودان کو ضرر رسانی میں کوئی دخل نہیں۔ میرے پروردگار کے علم میں سب کچھ سما سکتا ہے۔ اس کا علم ہر چیز کو محیط ہے اگر اس کی مصلحت میری ضرر یابی کی مقتضی ہے تو مجھے چون وچرا کا حق نہیں مگر میں ان دھمکیوں سے کسی طرح مرعوب نہیں ہو سکتا۔ تم کو خدا کی نافرمانی کرنے اور اس کے ساتھ بتوں کو شریک ٹھہرانے میں بھی کوئی خوف نہیں آتا جس کے لئے تمہارے پاس ایک دلیل بھی نہیں اور مجھ سے یہ توقع رکھتے ہو کہ میں خدائے واحدہ کا ماننے والا تمہارے بتوں سے ڈر جاؤں گا۔ میں قادر مطلق مختار کل' خلاق عالم کا پرستار ہوں۔ تم مجبور محض بے اختیار اور بے طاقت باطل معبودوں کی عبادت کرتے ہو۔ اب تم ہی بتاؤ کہ ہم دونوں فریقوں میں سے کون مفسد ہے اور کون امن پسند۔ اگر تم کو عقل و دانش سے کچھ حصہ ملا ہے تو تم خود فیصلہ کرو اور بتاؤ اور اگر تم نہیں بتا سکتے تو سنو میں بتائے دیتا ہوں۔ جن لوگوں نے خدا کو واحدہ لاشریک جانا اس کی الوہیت' ربوبیت اور خلاقیت پر ایمان لائے اور اس ایمان و یقین میں شرک و کفر کو آمیختہ نہ کیا۔ یہی راہ راست پر ہیں اور آخرت کا امن و نجات انہی کے لئے مخصوص ہے۔

دنیا و آخرت کی بھلائی کے لئے دو شرطیں

یہاں آخری آیت یہ ہے اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ یَلْبِسُوْٓا اِیْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْاَمْنُ وَهُمْ مُّهْتَدُوْنَ اس آیت سے معلوم ہوا کہ قیامت میں امن اور دنیا میں ہدایت کا وعدہ یا بشارت دو شرطوں کے ساتھ فرمایا گیا ہے۔ ایک تو الذین امنوا فرمایا یعنی جو لوگ ایمان رکھتے ہیں دوسرے وَلَمْ یَلْبِسُوْٓا اِیْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ فرمایا یعنی جنہوں نے اپنے ایمان کے ساتھ ظلم کا پیوند نہیں لگا۔

احادیث صحیحہ میں منقول ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں ظلم کی تفسیر شرک سے فرمائی۔ تو حاصل مطلب آیت کا یہ ہوگا کہ مامون اور مہتدی صرف وہی لوگ ہو سکتے ہیں جو ایمان ویقین لائے اس طرح کہ اس میں شرک کی ملاوٹ بالکل نہ ہو۔ اگر خدا پر ایمان رکھنے کے باوجود شرک کو نہ چھوڑا تو وہ نہ ایمان شرعی ہے نہ اس کے ذریعہ سے امن و ہدایت نصیب ہو سکتی ہے اور شرک یہی ہے کہ خدا تعالیٰ کی ذات' اس کی صفات' اس کے کمالات' اس کی عبادت اور اس کی حدود عظمت میں کسی اور کو شریک بنا لینا۔ خواہ وہ فرشتے ہوں یا انبیاء ہوں یا اولیاء یا کوئی اور۔

دعا کیجئے

حق تعالیٰ ہم کو توحید حقیقی نصیب فرمادیں۔ اور ہم کو وہ ایمان نصیب فرمائیں جو شرک کی ملاوٹ سے بالکل پاک ہو۔ یا اللہ ہمیں بھی ان مومنین کے زمرہ میں شریک فرمالیجئے جن کے لئے دنیا میں ہدایت اور آخرت میں امن کا وعدہ و بشارت ہے۔ یا اللہ ہمارے دلوں میں بس آپ اپنا خوف عطا فرمائیں اور غیروں کے خوف و ڈر سے ہمارے دلوں کو پاک فرمائیں۔ آمین وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

وَتِلْكَ حُجَّتُنَآ اٰتَيْنٰهَآ اِبْرٰهِيْمَ عَلٰى قَوْمِهٖ ۭ نَرْفَعُ دَرَجٰتٍ مَّنْ نَّشَاۗءُ ۭ اِنَّ رَبَّكَ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ ۝۸۳

وَتِلْكَ	حُجَّتُنَآ	اٰتَيْنٰهَآ	اِبْرٰهِيْمَ	عَلٰى	قَوْمِهٖ	نَرْفَعُ	دَرَجٰتٍ	مَّنْ	نَّشَاۗءُ	اِنَّ	رَبَّكَ	حَكِيْمٌ	عَلِيْمٌ
اور یہ	ہماری دلیل	ہم نے یہ دی	ابراہیمؑ	پر	اسکی قوم	ہم بلند کرتے ہیں	درجے	جو۔جس	ہم چاہیں	بیشک	تمہارا رب	حکمت والا	جاننے والا

اور یہ ہماری حجت تھی وہ ہم نے ابراہیمؑ کو اُنکی قوم کے مقابلہ میں دی تھی ہم جسکو چاہتے ہیں مرتبوں میں بڑھا دیتے ہیں، بیشک آپکا رب بڑا علم والا حکمت والا ہے

وَوَهَبْنَا لَهٗٓ اِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ ۭ كُلًّا هَدَيْنَا ۚ وَنُوْحًا هَدَيْنَا مِنْ قَبْلُ وَمِنْ ذُرِّيَّتِهٖ دَاوٗدَ

وَ	وَهَبْنَا	لَهٗ	اِسْحٰقَ	وَيَعْقُوْبَ	كُلًّا	هَدَيْنَا	وَنُوْحًا	هَدَيْنَا	مِنْ قَبْلُ	وَ	مِنْ	ذُرِّيَّتِهٖ	دَاوٗدَ
اور	بخشا ہم نے	اُنکو	اسحٰقؑ	اور یعقوب	سبکو	ہدایت دی ہم نے	اور نوحؑ	ہم نے ہدایت دی	اس سے قبل	اور	سے	انکی اولاد	داؤدؑ

اور ہم نے اُنکو اسحٰق دیا اور یعقوب ہر ایک کو ہم نے ہدایت کی، اور پہلے زمانہ میں ہم نے نوحؑ کو ہدایت کی اور اُنکی اولاد میں سے داؤد کو

وَسُلَيْمٰنَ وَاَيُّوْبَ وَيُوْسُفَ وَمُوْسٰى وَهٰرُوْنَ ۭ وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ۝۸۴ وَزَكَرِيَّا وَيَحْيٰى

وَسُلَيْمٰنَ	وَاَيُّوْبَ	وَيُوْسُفَ	وَمُوْسٰى	وَهٰرُوْنَ	وَكَذٰلِكَ	نَجْزِي	الْمُحْسِنِيْنَ	وَزَكَرِيَّا	وَيَحْيٰى
اور سلیمانؑ	اور ایوبؑ	اور یوسفؑ	اور موسیٰؑ	اور ہارونؑ	اور اسی طرح	ہم بدلہ دیتے ہیں	نیک کام کرنے والے	اور زکریاؑ	اور یحییٰؑ

اور سلیمانؑ کو اور ایوبؑ کو اور یوسفؑ کو اور موسیٰؑ کو اور ہارونؑ کو، اور اسی طرح ہم نیک کام کرنے والوں کو جزا دیا کرتے ہیں۔اور نیز زکریاؑ کو اور یحییٰؑ کو

وَعِيْسٰى وَاِلْيَاسَ ۭ كُلٌّ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝۸۵ وَاِسْمٰعِيْلَ وَالْيَسَعَ وَيُوْنُسَ وَلُوْطًا ۭ وَكُلًّا فَضَّلْنَا

وَعِيْسٰى	وَ	اِلْيَاسَ	كُلٌّ	مِّنَ	الصّٰلِحِيْنَ	وَاِسْمٰعِيْلَ	وَالْيَسَعَ	وَيُوْنُسَ	وَلُوْطًا	وَ	كُلًّا	فَضَّلْنَا
اور عیسیٰؑ	اور	الیاسؑ	سب	سے	نیک بندے	اور اسمٰعیلؑ	اور الیسعؑ	اور یونسؑ	اور لوطؑ	اور	سب	ہم نے فضیلت دی

اور عیسیٰؑ کو اور الیاسؑ کو، سب پورے شائستہ لوگوں میں تھے۔اور نیز اسمٰعیلؑ کو اور یسعؑ کو اور یونسؑ کو اور لوطؑ کو۔اور ہر ایک کو تمام جہان والوں پر ہم نے

عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ۝۸۶ وَمِنْ اٰبَاۗىِٕهِمْ وَذُرِّيّٰتِهِمْ وَاِخْوَانِهِمْ ۚ وَاجْتَبَيْنٰهُمْ وَهَدَيْنٰهُمْ اِلٰى صِرَاطٍ

عَلَى	الْعٰلَمِيْنَ	وَ	مِنْ	اٰبَاۗىِٕهِمْ	وَذُرِّيّٰتِهِمْ	وَاِخْوَانِهِمْ	وَ	اجْتَبَيْنٰهُمْ	وَهَدَيْنٰهُمْ	اِلٰى	صِرَاطٍ
پر	تمام جہان والے	اور	سے (کچھ)	اُنکے باپ دادا	اور انکی اولاد	اور انکے بھائی	اور	اور ہم نے چنا انہیں	اور ہم نے ہدایت دی انہیں	طرف	راستہ

فضیلت دی۔اور نیز انکے کچھ باپ دادوں کو اور کچھ اولاد کو اور کچھ بھائیوں کو، اور ہم نے اُنکو مقبول بنایا اور ہم نے اُنکو راہ راست کی ہدایت کی۔

مُّسْتَقِيْمٍ ۝۸۷ ذٰلِكَ هُدَى اللّٰهِ يَهْدِيْ بِهٖ مَنْ يَّشَاۗءُ مِنْ عِبَادِهٖ ۭ وَلَوْ اَشْرَكُوْا لَحَبِطَ عَنْهُمْ

مُّسْتَقِيْمٍ	ذٰلِكَ	هُدَى	اللّٰهِ	يَهْدِيْ	بِهٖ	مَنْ	يَّشَاۗءُ	مِنْ	عِبَادِهٖ	وَلَوْ	اَشْرَكُوْا	لَحَبِطَ	عَنْهُمْ
سیدھا	یہ	رہنمائی	اللہ	ہدایت دیتا ہے	اس سے	جسے	چاہے	سے	اپنے بندے	اور اگر	وہ شرک کرتے	تو ضائع ہوجاتے	ان سے

اللہ کی ہدایت وہ یہی ہے اپنے بندوں میں سے جس کو چاہے اسکی ہدایت کرتا ہے، اور اگر فرضاً یہ حضرات بھی شرک کرتے تو جو کچھ یہ اعمال کیا کرتے تھے

مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿٨٨﴾ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ آتَيْنَاهُمُ الْكِتَابَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ۚ فَإِن يَكْفُرْ بِهَا هَٰؤُلَاءِ

مَا	كَانُوا يَعْمَلُونَ	أُولَٰئِكَ	الَّذِينَ	آتَيْنَاهُمُ	الْكِتَابَ	وَالْحُكْمَ	وَالنُّبُوَّةَ	فَإِن	يَكْفُرْ	بِهَا	هَٰؤُلَاءِ
جو کچھ	وہ کرتے تھے	یہ	وہ لوگ جو	ہم نے دی انہیں	کتاب	اور شریعت	اور نبوت	پس اگر	انکار کریں	اسکا	یہ لوگ

اُن سے سب اکارت ہوجاتے۔ یہ ایسے تھے کہ ہم نے انکو کتاب اور حکمت اور نبوت عطا کی تھی، سو اگر یہ لوگ نبوت کا انکار کریں تو ہم نے اس کیلئے

فَقَدْ وَكَّلْنَا بِهَا قَوْمًا لَّيْسُوا بِهَا بِكَافِرِينَ ﴿٨٩﴾ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ هَدَى اللَّهُ ۖ فَبِهُدَاهُمُ

فَقَدْ وَكَّلْنَا	بِهَا	قَوْمًا	لَّيْسُوا	بِهَا	بِكَافِرِينَ	أُولَٰئِكَ	الَّذِينَ	هَدَى	اللَّهُ	فَبِهُدَاهُمُ
تو ہم مقرر کردیتے ہیں	ان کیلئے	ایسے لوگ	وہ نہیں	اسکے	انکار کرنے والے	یہی لوگ	وہ جو	ہدایت دی	اللہ	سو انکی راہ پر

ایسے بہت لوگ مقرر کردیئے ہیں جو اس کے منکر نہیں ہیں۔ یہ حضرات ایسے تھے جن کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت کی تھی سو آپ بھی ان ہی کے طریق پر چلئے،

اقْتَدِهْ ۗ قُل لَّا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا ۖ إِنْ هُوَ إِلَّا ذِكْرَىٰ لِلْعَالَمِينَ ﴿٩٠﴾ ع

	اقْتَدِهْ	قُل	لَّا أَسْأَلُكُمْ	عَلَيْهِ	أَجْرًا	إِنْ	هُوَ	إِلَّا	ذِكْرَىٰ	لِلْعَالَمِينَ	
	چلو	آپ کہدیں	نہیں مانگتا میں تم سے	اس پر	کوئی اُجرت	نہیں	یہ	مگر	نصیحت	تمام جہان والے	

آپ کہہ دیجئے کہ میں تم سے اس (تبلیغ قرآن) پر کچھ معاوضہ نہیں چاہتا یہ تو صرف تمام جہان والوں کے واسطے ایک نصیحت ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعوت حق کا استحکام اور ماضی و مستقبل میں اس کا تسلسل

اب آگے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے متعلق بتلایا جاتا ہے کہ ان کو قوم کے مقابلہ میں اللہ تعالیٰ نے ایسے دلائل عطا فرمائے تھے کہ جس سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو سربلندی نصیب ہوئی۔ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے قوم کے مقابلہ میں جو دلائل و براہین بیان کئے وہ اللہ تعالیٰ ہی کی تعلیم و تلقین تھی۔ کسی معلم بشری یا استاذ انسانی کی تعلیم کا اثر نہ تھا۔ اور اس طرح اللہ تعالیٰ جس کو چاہتے ہیں اپنے فضل و انعام سے سرفراز فرماتے ہیں۔ اور علم و حکمت سے نوازتے ہیں۔ اس کے بعد حق تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی نسل میں سے سولہ انبیاء کا ذکر کیا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے جد امجد حضرت نوح علیہ السلام کا بھی ذکر کیا تا کہ یہ معلوم ہو کہ یہ خدا پرستی اور اتباع توحید کچھ حضرت ابراہیم علیہ السلام پر ہی موقوف نہیں۔ ان سے پہلے ان کے جد امجد حضرت نوح علیہ السلام بھی موحد تھے۔ مشرک نہ تھے۔ اور پھر ابراہیم علیہ السلام کے بعد ان کی نسل میں سے ایسی شخصیتیں پیدا کیں جن کی بزرگی عرب و عجم میں مشہور تھی وہ بھی سب موحد تھے مشرک نہ تھے۔ ان سب کی راہ راہ ہدایت تھی اور یہ سب خدا تعالیٰ کے ہدایت یافتہ تھے۔ پھر بتلایا گیا کہ اس توحید اور خدا پرستی کے سبب سے نہ صرف ان مذکورہ پیغمبروں کو بلکہ ان حضرات مذکورین کے کچھ باپ دادوں کو اور اور کچھ اولاد اور کچھ بھائیوں کو بھی طریق حق کی ہدایت دی اور ان کو برگزیدہ بنایا اور راہ راست کی طرف ان کو ہدایت کی۔

سلسلۂ حق کے داعیان کے تذکرہ کا مقصد

تو مقصود ان سب مقبولان خدا کے ذکر سے توحید و رسالت کی تائید اور تقویت کرنی ہے اور یہ جتلانا ہے کہ جس کو راہ ہدایت مطلوب ہو وہ ان حضرات کی اقتداء اور ان کی طرح توحید کا قائل ہو اور خدا پرستی اختیار کرے اور شرک سے اجتناب اور نفرت کرے اور ان حضرات انبیاء علیہم السلام کا تذکرہ خصوصیت سے اہل عرب کے لئے زیادہ مناسب ہوا کہ وہ لوگ اپنے کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی

طرف منسوب کرتے تھے۔ پس اس تذکرہ میں مشرکین عرب کو تنبیہ تھی کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کے منتسبین تو سب موحد تھے اور شرک کو برا سمجھتے تھے پھر تم ان کے کیسے معتقد اور نام لیوا ہو کہ ان کے طریقہ کے خلاف طریقہ اختیار کرتے ہو۔ مطلب یہ ہوا کہ شرک و بت پرستی کو چھوڑ کر خالص توحید قبول کرو جو منحصر ہے اسلام کے قبول کرنے اور پیغمبر آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے میں اور آپ کی دعوت دین حق قبول کرنے میں۔

شرک ہلاکت ہے

پھر تمام انسانوں کے سنانے کے لئے یہ بتلایا گیا کہ شرک انسان کے تمام اعمال کو برباد کر دیتا ہے اور اس معاملہ میں اور کسی کی تو حقیقت کیا ہے اگر بفرض محال انبیاء و مقربین سے بھی معاذ اللہ اگر شرک کی حرکت سرزد ہو تو ان کا بھی سارا کرا دھرا اکارت ہو جائے۔

حق کسی خاص قوم یا گروہ کا محتاج نہیں ہے

پھر بطور پیشین گوئی کے یہ فرمایا کہ اگر مکہ کے کافر یا دوسرے مشرکین اس کتاب، اس شریعت اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت سے انکار کریں تو خدا کا دین کچھ ان پر موقوف نہیں اللہ ایک گروہ ایسے لوگوں کا پیدا کر دے گا جو اس راہ حق کی حفاظت اور پیروی اپنے ذمہ لے گا اور انکار کی جگہ سچائی کا شناسا ہو گا۔ اور طریق حق کو دل و جان سے قبول کرے گا۔ چنانچہ انصار اور مہاجرین کا گروہ پیدا ہوا جنہوں نے اس دین حق کی حفاظت اپنے ذمہ لی اور اس کا پورا پورا اتباع کر کے دکھایا۔

تمام انبیاء کی دعوت ایک ہی دعوت تھی

پھر بتلایا گیا کہ تمام انبیاء علیہم السلام عقائد اور اصول دین اور مقاصد کلیہ میں متحد تھے۔ سب کا بنیادی دستور ایک ہے۔ ہر نبی کو اسی پر چلنے کا حکم ہے چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی اسی طریق مستقیم پر چلتے رہنے کے مامور ہیں۔ گویا اللہ تعالیٰ نے متنبہ فرما دیا کہ اصولی طور پر آپ کا راستہ انبیاء سابقین کے راستہ سے جدا نہیں۔ رہا فروع کا اختلاف وہ ہر زمانہ کی مناسبت و احوال کے اعتبار سے پہلے بھی واقع ہوتا رہا ہے۔ اور اب بھی واقع ہو تو مضائقہ نہیں۔

پیغمبر کی ذات ذاتی مفاد سے بالاتر ہوتی ہے

اخیر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ اعلان فرما دینے کا ارشاد ہوا کہ اے لوگو میں تم سے کسی طرح کے اجر کا طالب نہیں۔ اگر تم نہیں مانتے تو میرا تو کوئی نفع فوت نہیں ہوتا۔ میرا اجر تو خدا کے ہاں ثابت ہے۔ ہاں تم نصیحت سے انحراف کر کے خود اپنا نقصان کرو گے۔ سارے جہان میں سے ایک نہیں تو دوسرا نصیحت قبول کرے گا جو انکار کرے گا اسے اپنی محرومی اور بدبختی کا ماتم کرنا چاہیے۔

اللہ تعالیٰ کی راہ میں قربانی کا اجر

ان آیات میں حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام پر انعامات الٰہیہ بیان فرما کر ایک طرف تو اس قانون قدرت کی طرف اشارہ کیا گیا کہ جو شخص اللہ کی راہ میں اپنی محبوب چیزوں کو قربان کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو دنیا میں بھی اس سے بہتر چیز عطا فرما دیتے ہیں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ کی راہ میں اپنے باپ، برادری گھر بار، وطن قوم سب کو چھوڑ دیا تھا تو اللہ تعالیٰ نے آخرت کے درجات عالیہ اور نعمائے اخرویہ سے پہلے دنیا میں بھی ان کو اپنی برادری سے بہتر برادری اور وطن سے بہتر وطن عطا فرمایا اور وہ خاص عزت عطا ہوئی کہ قیامت تک آنے والی نسلیں خواہ وہ یہودی ہوں یا نصاریٰ یا اہل اسلام سب ہی ان کے تقدس کے قائل اور ان کی تعظیم و تکریم کرتے ہیں اور پھر یہ شرف عظیم عطا فرمایا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بعد قیامت تک جتنے انبیاء و رسل مبعوث فرمائے گئے وہ سب آپ ہی کی نسل اور اولاد میں ہیں۔

دعا کیجئے: اللہ تبارک و تعالیٰ کا بے انتہا شکر و احسان ہے کہ اُس نے ہمیں اسلام و ایمان سے نوازا اور کفر و شرک سے بچایا۔ یا اللہ ہمیں اسلام و ایمان کی سچی قدر شناسی کی توفیق عطا فرما اور تازیست ہم کو اسلام و ایمان پر ثابت قدم رکھنا اور اسی پر ہمارا خاتمہ بالخیر فرمانا۔ یا اللہ اس قرآن پاک سے ہم کو بھی نصیحت حاصل کرنے والا اور دنیا والوں کو اس کی نصیحت پہنچانے والا بنا دے۔ وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

14

وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖٓ اِذْ قَالُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰى بَشَرٍ مِّنْ شَيْءٍ ؕ قُلْ مَنْ اَنْزَلَ

وَمَا	قَدَرُوا	اللّٰهَ	حَقَّ	قَدْرِهٖ	اِذْ قَالُوْا	مَا	اَنْزَلَ	اللّٰهُ	عَلٰى	بَشَرٍ	مِنْ شَيْءٍ	قُلْ	مَنْ	اَنْزَلَ
اور نہیں	انہوں نے قدر جانی	اللہ	حق	اسکی قدر	جب انہوں نے کہا	نہیں	اتاری	اللہ	پر	کوئی انسان	کوئی چیز	آپ کہدیں	کس	اتاری

اوران لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی جیسی قدر پہچاننا واجب تھی ویسی قدر نہ پہچانی جبکہ یوں کہہ دیا کہ اللہ تعالیٰ نے کسی بشر پر کوئی چیز بھی نازل نہیں کی، آپ یہ کہیئے کہ وہ کتاب

الْكِتٰبَ الَّذِيْ جَآءَ بِهٖ مُوْسٰى نُوْرًا وَّهُدًى لِّلنَّاسِ تَجْعَلُوْنَهٗ قَرَاطِيْسَ تُبْدُوْنَهَا

الْكِتٰبَ	الَّذِيْ	جَآءَ + بِهٖ	مُوْسٰى	نُوْرًا	وَّهُدًى	لِّلنَّاسِ	تَجْعَلُوْنَهٗ	قَرَاطِيْسَ	تُبْدُوْنَهَا
کتاب	وہ جو	لائے اسکو	موسیٰ	روشنی	اور ہدایت	لوگوں کیلئے	تم نے کردیا اسکو	ورق ورق	تم ظاہر کرتے ہو اسکو

کس نے نازل کی ہے جسکو موسیٰ لائے تھے جسکی یہ کیفیت ہے کہ وہ نور ہے اور لوگوں کیلئے وہ ہدایت ہے جسکو تم نے متفرق اوراق میں رکھ چھوڑا ہے جن کو ظاہر کردیتے ہو

وَتُخْفُوْنَ كَثِيْرًا ۚ وَعُلِّمْتُمْ مَّا لَمْ تَعْلَمُوْٓا اَنْتُمْ وَلَآ اٰبَآؤُكُمْ ؕ قُلِ اللّٰهُ ۙ ثُمَّ ذَرْهُمْ فِيْ خَوْضِهِمْ

وَتُخْفُوْنَ	كَثِيْرًا	وَعُلِّمْتُمْ	مَا	لَمْ تَعْلَمُوْا	اَنْتُمْ	وَلَا	اٰبَآؤُكُمْ	قُلْ	اللّٰهُ	ثُمَّ	ذَرْهُمْ	فِيْ	خَوْضِهِمْ
اور تم چھپاتے ہو	اکثر	اور سکھایا تمہیں	جو	تم نہ جانتے تھے	تم	اور نہ	تمہارے باپ دادا	آپ کہدیں	اللہ	پھر	انہیں چھوڑ دیں	میں	اپنے بیہودہ شغل

اور بہت سی باتوں کو چھپاتے ہو اور تم کو بہت سی ایسی باتیں تعلیم کی گئیں جن کو نہ تم جانتے تھے اور نہ تمہارے بڑے، آپ کہہ دیجئے کہ اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا ہے پھر انکو ان کے

يَلْعَبُوْنَ ﴿۹۱﴾ وَهٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ مُّصَدِّقُ الَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَلِتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰى وَمَنْ

يَلْعَبُوْنَ	وَهٰذَا	كِتٰبٌ	اَنْزَلْنٰهُ	مُبٰرَكٌ	مُصَدِّقُ	الَّذِيْ	بَيْنَ يَدَيْهِ	وَلِتُنْذِرَ	اُمَّ الْقُرٰى	وَمَنْ
وہ کھیلتے رہیں	اور یہ	کتاب	ہم نے نازل کی	برکت والی	تصدیق کرنے والی	جو	اپنے سے پہلی (کتابیں)	اور تاکہ تم ڈراؤ	اہل مکہ	اور جو

مشغلہ میں بیہودگی کے ساتھ لگا رہنے دیجئے۔ اور یہ بھی ایسی ہی کتاب ہے جسکو ہم نے نازل کیا ہے جو بڑی برکت والی ہے اپنے سے پہلی کتابوں کی تصدیق کرنے والی ہے

حَوْلَهَا ۭ وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَهُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ ﴿۹۲﴾

حَوْلَهَا	وَالَّذِيْنَ	يُؤْمِنُوْنَ	بِالْاٰخِرَةِ	يُؤْمِنُوْنَ	بِهٖ	وَهُمْ	عَلٰى	صَلَاتِهِمْ	يُحَافِظُوْنَ
اسکے اردگرد	اور جو لوگ	ایمان رکھتے ہیں	آخرت پر	ایمان لاتے ہیں	اس پر	اور وہ	پر (کی)	اپنی نماز	حفاظت کرتے ہیں

تاکہ آپ مکہ والوں کو اور آس پاس والوں کو ڈراویں، اور جو لوگ آخرت کا یقین رکھتے ہیں ایسے لوگ اس پر ایمان لے آتے ہیں اور وہ اپنی نماز پر مداومت رکھتے ہیں۔

نزول وحی کے منکرین کے اعتراضات

ان آیات میں ان منکرین ومعاندین کا رد کیا گیا ہے جو اپنی بدفہمی یا جہل سے یا پیغمبر آخرالزمان صلی اللہ علیہ وسلم کی عداوت کے جوش میں حق تعالیٰ کی اس صفت کا ہی انکار کرنے لگے کہ وہ کسی انسان کو اپنی وحی ومکالمۂ خاص سے مشرف فرمائے۔ گویا کتابوں کے نازل کرنے اور پیغمبروں کو دنیا میں بھیجنے کے سلسلہ ہی کی سرے سے نفی کرنے لگے۔ چنانچہ منکرین نبوت کہہ دیا کرتے تھے کہ خدا نے کچھ بھی کسی بشر پر نازل نہیں کیا۔ حالانکہ مشرکین عرب بھی یہود اہل کتاب سے سن کر نبیوں کو جانتے تھے خاص کر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے خوب واقف تھے۔ یہود تو از راہ حسد وعناد قرآن کا انکار کرتے تھے اور

مشرکین کو سکھلاتے تھے کہ خدا نے اپنی کوئی کتاب کسی پر نازل نہیں کی۔

منکرین کے اعتراض کا جواب

ان آیات میں ان منکرین کو اس کا جواب دو طرح دیا گیا ہے۔ ایک تحقیقی جواب ایک الزامی جواب۔ تحقیقی جواب تو یہ دیا گیا کہ تم اللہ کو مانتے تو ہو لیکن اس کے علم وقدرت اور حکمت سے واقف نہیں ہو اس لئے تم نے اس کو پوری طرح نہ پہچانا اور اس کی قدر نہ کی جیسی اس کی قدر کرنی چاہئے تھی۔ اس نے انسان کے لئے اپنی حکمت سے طریقہ ہی یہ رکھا ہے کہ اس کی ہدایت کے لئے رسول اس کی کتاب لائیں اور اسے لوگوں کو سمجھائیں۔ پس جس نے کتاب الٰہی کے نزول کا انکار کیا تو اس نے حق تعالیٰ کی ایک عظیم نعمت کی ناقدری اور ناشکری کی۔ نزول وحی اور نزول کتب کا انکار در پردہ اللہ کی صفت علم اور صفت کلام کا انکار ہے۔ اور اس کو خدا کی ناقدری اس لئے فرمایا کہ جو شخص انبیائے کرام پر نزول کتاب کا قائل نہیں وہ خدا تعالیٰ کا قدر شناس نہیں اور اس کو خدا تعالیٰ کی صحیح معرفت نصیب نہیں۔ خدا کی صحیح معرفت خدا کی نازل کردہ کتاب ہی سے ہو سکتی ہے۔

دوسرا الزامی جواب اہل کتاب یہود کو دیا گیا جو تعصب اور نفسانیت کی وجہ سے نزول قرآن پر اظہار تعجب کیا کرتے تھے۔ کہ اللہ کا کلام اس طرح نازل نہیں ہو سکتا۔ ان یہود کے پڑھے لکھے اور باخبر سمجھے جانے کی وجہ سے مشرکین بھی ان کی باتوں کی سند پکڑتے تھے۔ پس علمائے اہل کتاب کو الزامی جواب دیا گیا کہ اگر اللہ نے اپنا کلام کسی بشر پر نازل نہیں کیا تو بتلاؤ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر توراۃ کس نے اتاری تھی جس کو وہ بنی اسرائیل کے پاس لے کر آئے جس کو اولاً تو تم بھی مانتے ہو۔ دوسرے وہ نور ہدایت ہونے کی وجہ سے ماننے کے لائق بھی تھی۔ تیسرے ہر وقت وہ تمہارے استعمال میں بھی رہتی ہے اگرچہ وہ استعمال شرمناک ہے لیکن تاہم اس کے باوجود تمہارے لئے گنجائش انکار تو نہیں رہی۔ چوتھے تمہارے لئے وہ ایک بہت بڑی قیمتی دولت ہے جس کے بدولت آج تم عالم بنے بیٹھے ہو اور لوگوں سے ہدیئے اور نذرانہ وصول کرتے ہو اس لئے بھی تمہارے لئے گنجائش انکار نہیں۔ یہ دوسری بات ہے کہ لوگوں کو دھوکہ دینے کے لئے تم نے اپنی اغراض نفسانیہ کی بنا پر اس کتاب کو دو قسم کے ورقوں میں تقسیم کیا ہوا ہے کہ شرارت نفس کی وجہ سے اصل احکام چھپاتے رہتے ہو۔ علمائے یہود نے توریت کے علیحدہ علیحدہ اوراق کر رکھے تھے۔ جن اوراق میں ان کی خواہش کے خلاف کوئی امر نہ ہوتا۔ ان کو سب پر ظاہر کر دیتے اور جن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات و بشارت وغیرہ مذکور تھیں ان کو چھپاتے تھے۔ تو یہود سے پوچھا گیا کہ توریت جو سراپا نور اور ہدایت تھی یہ کس نے نازل کی تھی؟ جواب اس کا ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی نے نازل کی تھی تو مطلب یہ ہوا کہ جس طرح توریت اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام پر نازل کی تھی اسی طرح یہ قرآن بھی محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اللہ تعالیٰ کا نازل کردہ ہے۔ اور ایسا نور ہدایت بجز خدا کے اور کس خزانہ سے آ سکتا ہے۔

منکرین نہیں مانتے تو انہیں چھوڑ دیئے

آگے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب کر کے فرمایا گیا کہ اگر یہ منکرین ایسی صاف اور بدیہی چیز کو بھی نہیں مانتے تو اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم آپ تبلیغ وتنبیہ کر کے سبکدوش ہو جایئے۔ اور ان منکرین کو چھوڑ دیجئے کہ یہ اپنی خرافات اور کج بحثی کے لہو ولعب میں مشغول رہیں۔ اگر خدا نے کوئی چیز نہیں اتاری تو یہ مبارک کتاب کہاں سے آئی جس کا نام قرآن ہے۔ اور جو تمام پچھلی کتابوں کے مضامین کی تصدیق کرنے والی ہے اگر یہ آسمانی کتاب نہیں تو بتلاؤ کس کی تصنیف ہے جس کا مثل لانے پر جن وانس قادر نہ ہوں۔

حصول ہدایت کی بنیاد

اخیر میں فرمایا گیا کہ جسے آخرت کی زندگی پر یقین اور بعد الموت کا خیال ہو گا اسی کو ہدایت اور طریق نجات کی تلاش ہو گی۔ وہی پیغام الٰہی قبول کرے گا۔ اور نماز وغیرہ عبادات کی حفاظت کرے گا۔ اور جسے آخرت سے بےفکری ہی ہے اور خوف خدا سے نذر ہے وہ اسے کیوں قبول کرے گا۔

یہود ومشرکین کی مشترکہ بیماری

یہاں جو اخیر میں یہ فرمایا وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ یعنی جو لوگ آخرت پر ایمان رکھتے ہیں وہ قرآن پر بھی ایمان لاتے ہیں۔ اس میں یہود ومشرکین کی اس مشترک بیماری پر تنبیہ کی گئی ہے کہ آخرت سے بےفکری کا مرض یہی ہے کہ جو وہ کفر وشرک پر اصرار کر رہے ہیں ورنہ جس شخص کو آخرت اور یوم الحساب پر ایمان ہو گا اس کو ضرور خوف خدا اس طرف متوجہ کرے گا کہ وہ دلائل میں غور کرنے اور حق بات کو قبول کرنے میں آبائی رسم کی پرواہ نہ کرے۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ قَالَ اُوْحِىَ اِلَىَّ وَلَمْ يُوْحَ اِلَيْهِ شَىْءٌ وَّمَنْ

وَمَنْ	اَظْلَمُ	مِمَّنِ	افْتَرٰى	عَلَى اللّٰهِ	كَذِبًا	اَوْ	قَالَ	اُوْحِىَ	اِلَىَّ	وَلَمْ يُوْحَ	اِلَيْهِ	شَىْءٌ	وَمَنْ
اور کون	بڑا ظالم	سے۔جو	گھڑے(باندھے)	اللہ پر	جھوٹ	یا	کہے	وحی کی گئی	میری طرف	اور نہیں وحی کی گئی	اسکی طرف	کچھ	اور جو

اور اس شخص سے زیادہ کون ظالم ہوگا جو اللہ پر جھوٹ تہمت لگائے یا یوں کہے کہ مجھ پر وحی آتی ہے حالانکہ اسکے پاس کسی بات کی بھی وحی نہیں آئی اور جو

قَالَ سَاُنْزِلُ مِثْلَ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ ؕ وَلَوْ تَرٰۤى اِذِ الظّٰلِمُوْنَ فِىْ غَمَرٰتِ الْمَوْتِ وَالْمَلٰۤئِكَةُ

قَالَ	سَاُنْزِلُ	مِثْلَ	مَآ اَنْزَلَ	اللّٰهُ	وَلَوْ	تَرٰى	اِذِ	الظّٰلِمُوْنَ	فِىْ غَمَرٰتِ	الْمَوْتِ	وَ	الْمَلٰۤئِكَةُ
کہے	میں ابھی اُتارتا ہوں	مثل	جو نازل کیا	اللہ	اور اگر	تُو دیکھے	جب	ظالم (جمع)	سختیوں میں	موت	اور	فرشتے

شخص یوں کہے کہ جیسا کلام اللہ تعالیٰ نے نازل کیا ہے اسی طرح کا میں بھی لاتا ہوں اور اگر آپ اس وقت دیکھیں جبکہ یہ ظالم لوگ موت کی سختیوں میں ہوں گے اور فرشتے

بَاسِطُوْۤا اَيْدِيْهِمْ ۚ اَخْرِجُوْۤا اَنْفُسَكُمْ ؕ اَلْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُوْنِ بِمَا كُنْتُمْ تَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ

بَاسِطُوْا	اَيْدِيْهِمْ	اَخْرِجُوْا	اَنْفُسَكُمْ	اَلْيَوْمَ تُجْزَوْنَ	عَذَابَ	الْهُوْنِ	بِمَا	كُنْتُمْ تَقُوْلُوْنَ	عَلَى اللّٰهِ
پھیلائے ہوں	اپنے ہاتھ	نکالو	اپنی جانیں	آج تمہیں بدلہ دیا جائیگا	عذاب	ذلت	بسبب	تم کہتے تھے	اللہ پر (بارہ میں)

اپنے ہاتھ بڑھا رہے ہوں گے، ہاں اپنی جانیں نکالو آج تم کو ذلت کی سزا دی جاوے گی اس سبب سے کہ تم اللہ تعالیٰ کے ذمہ جھوٹی باتیں بکتے تھے اور تم اللہ تعالیٰ کی

غَيْرَ الْحَقِّ وَكُنْتُمْ عَنْ اٰيٰتِهٖ تَسْتَكْبِرُوْنَ ﴿۹۳﴾ وَلَقَدْ جِئْتُمُوْنَا فُرَادٰى كَمَا خَلَقْنٰكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ

غَيْرَ الْحَقِّ	وَكُنْتُمْ	عَنْ	اٰيٰتِهٖ	تَسْتَكْبِرُوْنَ	وَلَقَدْ	جِئْتُمُوْنَا	فُرَادٰى	كَمَا	خَلَقْنٰكُمْ	اَوَّلَ	مَرَّةٍ
جھوٹ	اور تم تھے	سے	اسکی آیتیں	تکبر کرتے	اور البتہ	تم آگئے ہمارے پاس	ایک ایک (اکیلے)	جیسے	ہم نے تمہیں پیدا کیا	پہلی	بار

آیات سے تکبر کرتے تھے۔ اور تم ہمارے پاس تنہا تنہا آگئے جس طرح ہم نے اول بار تم کو پیدا کیا تھا اور جو کچھ ہم نے تم کو دیا تھا اسکو اپنے پیچھے

وَتَرَكْتُمْ مَّا خَوَّلْنٰكُمْ وَرَآءَ ظُهُوْرِكُمْ ۚ وَمَا نَرٰى مَعَكُمْ شُفَعَآءَكُمُ الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ اَنَّهُمْ فِيْكُمْ

وَتَرَكْتُمْ	مَا	خَوَّلْنٰكُمْ	وَرَآءَ	ظُهُوْرِكُمْ	وَمَا	نَرٰى	مَعَكُمْ	شُفَعَآءَكُمْ	الَّذِيْنَ	زَعَمْتُمْ	اَنَّهُمْ	فِيْكُمْ
اور تم چھوڑ آئے	جو	ہم نے دیا تھا تمہیں	پیچھے	اپنی پیٹھ	اور نہیں	ہم دیکھتے	تمہارے ساتھ	سفارش کرنےوالے تمہارے	وہ جو	تم گمان کرتے تھے	کہ وہ	تم میں

ہی چھوڑ آئے اور ہم تو تمہارے ہمراہ تمہارے ان شفاعت کرنے والوں کو نہیں دیکھتے جنکی نسبت تم دعویٰ رکھتے تھے کہ وہ تمہارے معاملہ میں شریک ہیں

شُرَكٰٓؤُا ؕ لَقَدْ تَّقَطَّعَ بَيْنَكُمْ وَضَلَّ عَنْكُمْ مَّا كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ ﴿۹۴﴾

شُرَكٰٓؤُا	لَقَدْ تَّقَطَّعَ	بَيْنَكُمْ	وَضَلَّ	عَنْكُمْ	مَا	كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ	
ساجھی ہیں	البتہ کٹ گیا	تمہارے درمیان	اور جاتے رہے	تم سے	جو	تم دعویٰ کرتے تھے	

واقعی تمہارے آپس میں تو قطع تعلق ہوگیا اور وہ تمہارا دعویٰ سب تم سے گیا گذرا ہوا۔

نبوت اور وحی کے منکرین کی دوسری قسم جھوٹی نبوت کے دعویدار

ان آیات میں منکرین نبوت کی دوسری اقسام کا ذکر فرما کر ان کی مذمت بیان کی گئی۔ ان میں ایک تو وہ تھے جو خود اپنے لئے نبوت کے مدعی تھے۔ جیسے مسیلمہ کذاب کہ وہ کچھ تک بندی سی کیا کرتا تھا اور دعویٰ کیا تھا کہ مجھے بھی وحی آتی ہے۔ اسی طرح یمن میں اسود عنسی کو یہ خبط لاحق ہوا اور اس نے بھی وحی اور اپنی نبوت کا دعویٰ کیا۔ دوسرے وہ تھے جو قرآن کے مثل تصنیف کرنے یا کر سکنے کے مدعی تھے۔ بعض مشرکین جیسے نضر بن حارث قرآن کریم کی آیتوں کو سن کر کہہ دیا کرتا تھا لَوْ نَشَآءُ لَقُلْنَا مِثْلَ هٰذَآ یعنی اگر ہم چاہیں تو ہم بھی قرآن جیسا کلام کہہ سکتے ہیں اور قرآن جیسی کتاب تصنیف کر سکتے ہیں۔ یہ قرآن کو آسمانی کتاب اور منزل من اللہ نہیں سمجھتے تھے بلکہ اس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تصنیف سمجھتے تھے اور دعویٰ کرتے کہ ہم بھی اس جیسی کتاب تصنیف کر سکتے ہیں اور مشرک نضر بن حارث یہ بھی کہتا کہ اگر بالفرض مجھ پر کوئی عذاب نازل ہونے لگے تو لات و عزیٰ میری شفاعت کر دیں گے۔ غرض ان تمام معاندین کے جواب میں یہ آیات نازل ہوئیں۔ اور ان سب منکرین کے متعلق فرمایا گیا کہ اس سے زیادہ ناحق شناس ظالم کوئی نہیں ہو سکتا جس نے خدا پر بہتان تراشی اور افتراء پردازی کی کہ خدا نے نبوت عطا نہ فرمائی اور اس نے نبی ہونے کا دعویٰ کیا یا دعویٰ کیا کہ میرے پاس وحی آتی ہے حالانکہ اس کے پاس وحی نہیں آتی یا وحی کے مقابلہ کا دعویٰ کیا۔

غرض یہ کہ اس قسم کے تمام لوگ بڑے ہی ظالم ہیں اور ظلم میں ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر ہیں جس نے نبوت اور نزول وحی اور نزول کتاب کا انکار کیا وہ بلاشبہ ظالم ہے اور اس سے بڑھ کر ظالم وہ ہے جو نبوت اور وحی کا اپنے لئے مدعی ہو اور اس سے بڑھ کر ظالم وہ ہے جو اپنے کلام کو کلام خداوندی کی طرح معجز سمجھتا ہو اور اس طرح سے در پردہ الوہیت اور خداوند قدوس کی ہمسری کا مدعی ہو۔ یہ سب اعلیٰ درجہ کے ظالم ہیں۔

ان جھوٹے ظالموں کا انجام

پھر اس کے بعد اس ظلم کا ثمرہ اور ان ظالموں کی حالت بیان کی جاتی ہے کہ ان کی موت کے وقت عجب حالت ہوگی جب کہ موت کی سختیوں میں گرفتار ہوں گے اور ملائکہ موت ہاتھ بڑھا کر کہیں گے کہ عالم آخرت کے شدائد دیکھ کر اب کہاں ہٹتے ہو۔ لاؤ اپنی روح خبیث کو نکالو۔ اب تم کو ذلت کا عذاب تمہاری اس ناحق کی گفتگو اور آیات الٰہیہ سے تکبر کرنے پر ہوگا اور یہ بھی کہا جاوے گا کہ تمہاری روح کو جسم کے ساتھ دنیا میں کمالات روحانی اور اسباب جاودانی حاصل کرنے کے لئے پابستہ کیا تھا تم نے اس کے برعکس کیا۔ حب مال و جاہ اور اسباب شہوت اور لذات جسمانیہ میں اس کو صرف کیا تم جیسے خالی گئے تھے ویسے ہی کورے آئے اور جو کچھ مال و جاہ جمع کیا تھا سب پیچھے چھوڑ آئے اور یہ بھی کہا جاوے گا کہ اب تمہارے وہ معبود دکھائی نہیں دیتے جن کی سفارش کا تمہیں بڑا بھروسہ تھا اور جن کو تم سمجھتے تھے کہ آڑے وقت میں ہمارا ہاتھ بٹائیں گے۔ اور مصیبت میں ساتھ ہوں گے وہ کہاں چلے گئے اور جو لمبے چوڑے دعوے تم کیا کرتے تھے سب رفو چکر ہو گئے۔ تو یہاں ان آیات میں وقت موت کا نقشہ کس خوبی کے ساتھ اور کتنے مؤثر پیرایہ میں کھینچا گیا ہے۔

دنیا کے سب ساز و سامان یہیں رہ جائیں گے

یہاں آیت میں تَرَكْتُمْ مَّا خَوَّلْنٰكُمْ فرمایا خولنا ماضی کا صیغہ ہے اس کا مصدر تخویل ہے جو خول سے بنا ہے۔ جس کے معنیٰ ہیں نوکر چاکر خادم آرام کے سامان جو امیروں کے پاس ہوتے ہیں۔ تو یہاں بتلایا گیا کہ سب ساز و سامان جس کے نشہ میں آج دنیا میں انسان مست اور غافل ہے رکھا رہ جائے گا اور یہ ویسے ہی خالی ہاتھ جائے گا جیسا کہ آیا تھا۔ ہاں اس کی محبت کی وجہ سے جان بڑی مشکل سے نکلے گی اور موت کے وقت ڈراؤنی شکل کے فرشتے آئیں گے اور ان کی جان زبردستی نکال کر اللہ کے حضور میں لے جائیں گے۔ تو یہاں غور کا مقام یہ ہے کہ عقلمند آدمی وہ ہے کہ جو دنیا کی بے ثباتی کو دیکھ کر یہاں کے قیام کو بالکل عارضی سمجھے۔ آخرت کا یقین کرلے اور موت کی سختی اور قیامت کے عذاب سے بچنے کے لئے جو کچھ ہو سکے یہیں کرلے۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

إِنَّ اللّٰهَ فَالِقُ الْحَبِّ وَالنَّوٰى ۖ يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَمُخْرِجُ الْمَيِّتِ مِنَ الْحَيِّ ۚ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ

إِنَّ	اللّٰهَ	فَالِقُ	الْحَبِّ	وَالنَّوٰى	يُخْرِجُ	الْحَيَّ	مِنَ	الْمَيِّتِ	وَمُخْرِجُ	الْمَيِّتِ	مِنَ	الْحَيِّ	ذٰلِكُمُ	اللّٰهُ
بیشک	اللہ	چیرنے والا	دانہ	اور گٹھلی	نکالتا ہے	زندہ	سے	مُردہ	اور نکالنے والا ہے	مُردہ	سے	زندہ	یہ ہے تمہارا	اللہ

بیشک اللہ تعالیٰ پھاڑنے والا ہے دانہ کو اور گٹھلیوں کو وہ جاندار کو بے جان سے نکال لاتا ہے اور وہ بیجان کو جاندار سے نکالنے والا ہے اللہ یہ ہے سو تم کہاں اُلٹے

فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ ﴿٩٥﴾ فَالِقُ الْاِصْبَاحِ ۚ وَجَعَلَ الَّيْلَ سَكَنًا وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ حُسْبَانًا ۚ ذٰلِكَ

فَاَنّٰى	تُؤْفَكُوْنَ	فَالِقُ	الْاِصْبَاحِ	وَجَعَلَ	الَّيْلَ	سَكَنًا	وَالشَّمْسَ	وَالْقَمَرَ	حُسْبَانًا	ذٰلِكَ
پس کہاں	تم بہکے جارہے ہو	چیر کر (چاک کرکے) نکالنے والا	صبح	اور اسنے بنایا	رات	سکون	اور سورج	اور چاند	حساب	یہ

چلے جارہے ہو۔ وہ صبح کا نکالنے والا ہے اور اُس نے رات کو راحت کی چیز بنائی ہے اور سورج اور چاند کو حساب سے رکھا ہے۔ یہ ٹھہرائی ہوئی

تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ﴿٩٦﴾ وَهُوَ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ النُّجُوْمَ لِتَهْتَدُوْا بِهَا فِيْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ

تَقْدِيْرُ	الْعَزِيْزِ	الْعَلِيْمِ	وَهُوَ	الَّذِيْ	جَعَلَ	لَكُمُ	النُّجُوْمَ	لِتَهْتَدُوْا	بِهَا	فِيْ	ظُلُمٰتِ	الْبَرِّ
اندازہ	غالب	علم والا	اور وہی	وہ جس	بنائے	تمہارے لئے	ستارے	تاکہ تم راستہ معلوم کرو	ان سے	میں	اندھیرے	خشکی

بات ہے ایسی ذات کی جو کہ قادر ہے بڑے علم والا ہے۔ اور وہ ایسا ہے جس نے تمہارے لئے ستاروں کو پیدا کیا تاکہ تم ان کے ذریعہ سے اندھیروں میں خشکی میں بھی

وَالْبَحْرِ ۗ قَدْ فَصَّلْنَا الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ﴿٩٧﴾

	وَ	الْبَحْرِ	قَدْ فَصَّلْنَا	الْاٰيٰتِ	لِقَوْمٍ	يَّعْلَمُوْنَ	
	اور	دریا	بیشک ہم نے کھول کر بیان کردی ہیں	آیتیں	لوگوں کیلئے	علم رکھتے ہیں	

اور سمندر میں بھی راستہ معلوم کرسکو۔ بیشک ہم نے دلائل خوب کھول کھول کردیئے ہیں ان لوگوں کیلئے جو خبر رکھتے ہیں

اس پورے رکوع میں اللہ تعالیٰ نے توحید کے ثبوت میں کائنات میں پھیلی ہوئی اپنی ربوبیت کی کارسازیوں کی ایک جھلک دکھائی ہے۔ اتنی بڑی کائنات اور اس نظام میں کسی کا کوئی دخل نہیں تو پھر دوسرے کو کس عقل سے خدا بنایا جارہا ہے؟ ساتھ ہی انسانوں کو یہ بتایا جارہا ہے کہ خدا کے یہ انعامات واحسانات پر جو ان کی پرورش کے لئے مہیا ہوئی ہیں کتنی بڑی ناحق شناسی اور بے قدری کی بات ہے کہ ایسے خدا کا انکار کیا جائے اور اس کے احکام سے غفلت اختیار کی جائے۔ ان آیات میں اور اس کے آگے بھی اللہ تعالیٰ اپنے وجود وصفات پر چند دلائل دلچسپ اپنی مخلوقات کی حالات سے بیان فرماتا ہے کہ جن میں غور کرنے سے عاقل کو خدا تعالیٰ کی ذات وصفات کا جلوہ اسی طرح دکھائی دیتا ہے۔

قدرت الٰہی کے آفاقی دلائل

پہلی دلیل: اللہ تعالیٰ دانہ اور گٹھلی کو پھاڑ کر ان سے پودا اور سبزہ اگانے والے ہیں۔ نباتات تخم یا گٹھلی سے پیدا ہوتے ہیں ان کو زمین میں دبایا اور پانی دیا تو دوشاخیں پھوٹ کر نکلتی ہیں ایک زمین کے اندر جڑ بن کر دوڑتی ہے ایک ہوا میں باہر آ کر پتے پھل پھول نکالتی ہے۔ پھر باوجودیکہ ایک ہی تخم ایک ہی زمین ایک ہی پانی ایک ہی ہوا اور ایک ہی روشنی گرمی سردی پھر اس میں مختلف آثار کہ پتہ کی اور صورت پھل کی اور پھول کی اور پھر ہر ایک کی تاثیر رنگ' بو' مزہ' ساخت' ہیئت جدا جدا۔ یہ سب اسی کی قدرت کی دلیل نہیں تو اور کیا ہے؟

دوسری دلیل: جاندار کو بے جان سے اور بے جان کو جاندار سے نکالنا بیان فرمائی یعنی ایک ضد کو دوسری ضد سے نکالتا ہے۔ مثلاً آدمی کو نطفہ سے، نطفہ کو آدمی سے۔ جانوروں سے انڈے کو، انڈے سے جانوروں کو نکالنا۔ یہ اسی کی قدرت کاملہ پر دلالت کرتا ہے۔ یہ مادہ نیچر اور طبیعت کا کام نہیں کہ صنعت کے ایسے عجیب غریب کرشمہ دکھا سکے۔ تو ایسے قادر مطلق سے منہ موڑنا اور کفر کرنا کس طرح زیبا ہے؟

تیسری دلیل: وہ رات کے اندھیرے کو چیر کر دن کی روشنی نکالنے والا ہے یعنی رات ختم ہو جاتی ہے اور صبح صادق نمودار ہو جاتی ہے تو رات کے اندھیرے میں سے صبح صادق کا اجالا نکالنا یہ اسی کے کمال قدرت کی دلیل ہے۔

چوتھی دلیل: اسی نے رات کو آرام وسکون کی چیز بنایا کہ دن کا تکان رات کے سونے سے جاتا رہتا ہے۔ انسان حیوان چرند پرند، سب کو رات میں آرام وسکون حاصل ہوتا ہے۔ گویا جس طرح دن کا اجالا ایک نعمت ہے کہ اس کے ذریعہ انسان دن میں اپنے کاروبار کرتا ہے اسی طرح رات کی تاریکی بھی اللہ کی ایک بڑی نعمت اور قدرت کی نشانی ہے کہ رات میں دن بھر کا تھکا ماندہ انسان آرام کر کے پھر اس قابل ہو جاتا ہے کہ اگلے دن پھر نشاط اور چستی سے کام کر سکے۔

پانچویں دلیل: چاند اور سورج کی رفتار کو حساب سے ایک خاص اندازہ پر رکھا تا کہ ایام وماہ، سال وموسم سب منضبط اور اپنے اپنے وقت مقررہ پر ہوتے رہیں۔ سردیوں اور گرمیوں میں اپنے اپنے اصول پر چلتے رہتے ہیں۔ دن ورات اسی مرتبہ قاعدہ پر گھٹتے بڑھتے رہتے ہیں۔ یہ حیرت انگیز مستحکم نظام طلوع وغروب آفتاب وماہتاب جس میں کبھی ایک منٹ وسیکنڈ کا فرق نہ آئے۔ یہ اسی ذات پاک کی قدرت کا کرشمہ ہے۔ جو عزیز یعنی ہر چیز پر غالب اور قوی بھی ہے اور علیم بھی ہر چیز اور ہر کام کا جاننے والا بھی ہے۔

چھٹی دلیل: اسی نے ستاروں کو مسافروں کی رہنمائی کا ذریعہ بنایا تا کہ تاریکی شب میں بھولے بھٹکے مسافر ستاروں کو دیکھ کر اپنے سفر کا رخ معلوم کر سکیں۔ عرب میں ستاروں کے حساب سے جنگل اور سمندر میں راستہ طے کرنے کا دستور وطریقہ رائج تھا۔ آج کل بھی جنگلوں کے اندر خشکی کا سفر اور بحری سفر قطب نما کے ذریعہ طے ہوتا ہے۔ رات کی تاریکی کے وقت سمت کا پتہ لگانا آسان نہیں ہے۔ اس وقت انسان ان ستاروں کے ذریعہ اپنا راستہ متعین کر سکتا ہے۔

یہاں ان آیات میں یہ چھ مذکورہ دلائل توحید بیان فرمائے اور اللہ تعالیٰ نے اپنی عظیم قدرت کے چند نمونہ ذکر فرمائے۔ جن میں غور وفکر کرنے سے ہر سلیم الفطرت انسان خالق کائنات کی عظمت اور بے مثال قدرت کا قائل ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ یہ عظیم الشان کارنامے ساری کائنات میں سوائے ایک واحد ذات خداوند تعالیٰ کے کسی اور کی قدرت میں نہیں۔ ان سے خدا تعالیٰ کی قدرت بے پایاں کا اظہار، ربوبیت اور الوہیت کا اثبات اور مصنوعات سے صانع پر استدلال ہے۔

قدرت الٰہی کے دلائل سے نفع اٹھانے والے

اخیر میں یہ بھی بتلا دیا کہ اللہ تعالیٰ نے یہ دلائل توحید خوب کھول کھول کر بیان کر دیئے ہیں اور گو یہ پہنچیں گے سب کو مگر نافع انہی لوگوں کے لئے ہوں گے جو بھلے برے کی کچھ خبر رکھتے ہیں۔ کیونکہ غور ایسے ہی لوگ کیا کرتے ہیں۔

دعا کیجئے: یا اللہ آپ نے اپنی بے شمار نعمتیں جو ہم کو عطا فرمائی ہیں اور جن کو دن رات ہمہ وقت ہم استعمال کرتے ہیں۔ یا اللہ ہم کو ان نعمتوں کی قدر دانی اور شکر گزاری کی توفیق نصیب فرما۔ یا اللہ اپنی نعمتوں کی بے قدری سے اور کفران نعمت سے ہم کو بچا لیجئے۔ اور ہم سے اس معاملہ میں جو کوتاہیاں اب تک ہوتی رہی ہیں ان کو اپنی رحمت سے معاف فرما دیجئے۔ یا اللہ ہم کو اپنی مخلوقات میں غور وفکر کر کے اپنی توحید کو مضبوط کرنے کی توفیق عطا فرمایئے اور جہل وغفلت سے بچا لیجئے آمین۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

وَهُوَ الَّذِىۡۤ اَنۡشَاَكُمۡ مِّنۡ نَّفۡسٍ وَّاحِدَةٍ فَمُسۡتَقَرٌّ وَّمُسۡتَوۡدَعٌ ؕ قَدۡ فَصَّلۡنَا الۡاٰيٰتِ لِقَوۡمٍ

وَهُوَ	الَّذِىْ	اَنْشَاَكُمْ	مِنْ	نَفْسٍ	وَّاحِدَةٍ	فَمُسْتَقَرٌّ	وَّمُسْتَوْدَعٌ	قَدْ فَصَّلْنَا	الْاٰيٰتِ	لِقَوْمٍ
اور وہی	وہ۔جو۔جس	پیدا کیا تمہیں	سے	وجود۔شخص	ایک	پھر ایک ٹھکانہ	امانت کی جگہ	بیشک ہم نے کھول کر بیان کر دیں	آیتیں	لوگوں کیلئے

اور وہ ایسا ہے جس نے تم کو ایک شخص سے پیدا کیا پھر ایک جگہ زیادہ رہنے کی ہے اور ایک جگہ چندے رہنے کی بیشک ہم نے دلائل خوب کھول کھول کر بیان

يَّفۡقَهُوۡنَ ۝٩٨ وَهُوَ الَّذِىۡۤ اَنۡزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً ۚ فَاَخۡرَجۡنَا بِهٖ نَبَاتَ كُلِّ شَىۡءٍ فَاَخۡرَجۡنَا

يَفْقَهُوْنَ	وَهُوَ	الَّذِىْ	اَنْزَلَ	مِنَ	السَّمَآءِ	مَآءً	فَاَخْرَجْنَا	بِهٖ	نَبَاتَ	كُلِّ شَىْءٍ	فَاَخْرَجْنَا
جو سمجھتے ہیں	اور وہی	وہ۔جو۔جس	اتارا	سے	آسمان	پانی	پھر ہم نے نکالی	اس سے	اُگنے والی	ہر چیز	پھر ہم نے نکالی

کر دیئے ہیں ان لوگوں کیلئے سمجھ بوجھ رکھتے ہیں۔ اور وہ ایسا ہے جس نے آسمان سے پانی برسایا پھر ہم نے اسکے ذریعہ سے ہر قسم کے نباتات کو نکالا پھر ہم نے

مِنۡهُ خَضِرًا نُّخۡرِجُ مِنۡهُ حَبًّا مُّتَرَاكِبًا ۚ وَمِنَ النَّخۡلِ مِنۡ طَلۡعِهَا قِنۡوَانٌ دَانِيَةٌ

مِنْهُ	خَضِرًا	نُخْرِجُ	مِنْهُ	حَبًّا	مُتَرَاكِبًا	وَمِنَ	النَّخْلِ	مِنْ	طَلْعِهَا	قِنْوَانٌ	دَانِيَةٌ
اس سے	سبزی	ہم نکالتے ہیں	اس سے	دانے	ایک پر ایک چڑھا ہوا	اور	کھجور	سے	گابھا	خوشے	جھکے ہوئے

اس سے سبز شاخ نکالی کہ اس سے ہم اوپر تلے دانے چڑھے ہوئے نکالتے ہیں اور کھجور کے درختوں سے یعنی انکے گچھے میں سے خوشے ہیں جو نیچے کو لٹکے جاتے ہیں

وَّجَنّٰتٍ مِّنۡ اَعۡنَابٍ وَّالزَّيۡتُوۡنَ وَالرُّمَّانَ مُشۡتَبِهًا وَّغَيۡرَ مُتَشَابِهٍ ؕ اُنۡظُرُوۡۤا اِلٰى ثَمَرِهٖۤ

وَجَنّٰتٍ	مِنْ اَعْنَابٍ	وَالزَّيْتُوْنَ	وَالرُّمَّانَ	مُشْتَبِهًا	وَغَيْرَ	مُتَشَابِهٍ	اُنْظُرُوْا	اِلٰى	ثَمَرِهٖ
اور باغات	انگور کے	اور زیتون	اور انار	ملتے جلتے	اور	نہیں بھی ملتے	دیکھو	طرف	اسکا پھل

اور انگوروں کے باغ اور زیتون اور انار جو ایک دوسرے سے ملتے جلتے ہیں اور ایک دوسرے سے ملتے جلتے نہیں ہوتے ہر ایک کے پھل کو تو دیکھو جب وہ

اِذَاۤ اَثۡمَرَ وَيَنۡعِهٖ ؕ اِنَّ فِىۡ ذٰ لِكُمۡ لَاٰيٰتٍ لِّقَوۡمٍ يُّؤۡمِنُوۡنَ ۝٩٩

اِذَا	اَثْمَرَ	وَيَنْعِهٖ	اِنَّ	فِىْ	ذٰلِكُمْ	لَاٰيٰتٍ	لِقَوْمٍ	يُؤْمِنُوْنَ
جب	پھلتا ہے	اور اسکا پکنا	بیشک	میں	اس	نشانیاں	لوگوں کیلئے	ایمان رکھتے ہیں

پھلتا ہے اور اسکے پکنے کو دیکھو ان میں دلائل ہیں ان لوگوں کیلئے جو ایمان رکھتے ہیں۔

قدرت الٰہی کے مزید آفاقی دلائل

گذشتہ آیات بسلسلہ تعلیم توحید اللہ تعالیٰ نے اپنے وجود وصفات اور الوہیت و وحدانیت کے ثبوت میں چھ دلائل بیان فرمائے تھے۔

اسی سلسلہ میں مزید چند دلائل ان آیات میں بیان فرمائے گئے ہیں۔ گویا ساتویں دلیل ان آیات میں یہ فرمائی جارہی ہے کہ اسی نے ایک نفس یعنی حضرت آدم علیہ السلام سے تم سب کو پیدا کیا۔ اور سلسلہ توالد وتناسل جاری کیا۔ یعنی ایک اصل نفس واحدہ سے بے شمار مختلف الانواع اور مختلف الاشکال اشخاص کا پیدا کرنا کمال قدرت اور کمال حکمت کی دلیل ہے۔ جس پر سوائے خداوند قدوس کے کوئی اور قادر نہیں۔

پھر آٹھویں دلیل یہ فرمائی کہ جس طرح خداوند قدوس نے اپنی قدرت کاملہ سے ایک نفس واحدہ یعنی حضرت آدم علیہ السلام سے مختلف قسم کے انسان پیدا کئے اسی طرح اس خدا نے آسمان یعنی بادل سے ایک قسم کا پانی برسایا۔ پھر اس پانی سے مختلف اقسام کی نباتات اگائیں جس کے اقسام اور انواع کی شمار بھی انسان کی قدرت واختیار سے باہر ہے۔ مختلف قسم کے اناج جن میں تہ بتہ بالیاں ہوتی ہیں۔ اور زمین کی طرف لٹکے اور جھکے ہوئے پھلوں کے گچھے۔ انگوروں وغیرہ کے باغات اور زیتون وانار وغیرہ کے درخت پیدا ہوتے ہیں۔ پھر ان کے بعضے پھل صورت وشکل، رنگ ومزے میں ایک دوسرے کے مشابہ اور ملتے جلتے ہوتے ہیں اور بعض مختلف اور جدا ہوتے ہیں۔ پھر بعضے پھل تاثیر اور خاصیت میں ایک دوسرے کے مشابہ ہوتے ہیں اور بعض مختلف ہوتے ہیں۔ تو اس سے بھی خدا تعالیٰ کی کمال قدرت کا پتہ چلتا ہے کہ مادہ ایک ہے اور خواص وآثار مختلف۔ پھر درختوں کے پھلوں کی طرف غور کیا جائے کہ کس طرح بتدریج بڑھتا ہے اس کا رنگ ومزہ بدلتا جاتا ہے۔ شروع میں کیا حالت ہوتی ہے بالآخر جب پک جاتا ہے تو کیا مخصوص شکل رنگ وذائقہ ہو جاتا ہے۔ یہ سب براہین قدرت ہیں اور خدا تعالیٰ کی کمال قدرت اور کمال صنعت کی نشانیاں ہیں اور علامت وشواہد ہیں۔ اس کی بے مثل کاری گری اور خلاقی کی پھر کس طرح کوئی اس کی ربوبیت اور الوہیت میں شریک ہو سکتا ہے۔

جس نے تمہارے لئے جسم کی پرورش کا سامان کیا ہے اسی نے روح کی غذا بھی اتاری ہے

حاصل مطلب ان دلائل کا اور گذشتہ آیات میں جو دلائل دیئے گئے تھے یہ ہوا کہ جس پروردگار کی ربوبیت اور رحمت کا یہ حال ہو کہ اس نے تمہاری زندگی اور معیشت کے لئے ہر طرح کا سروسامان مہیا کر دیا اور کارخانہ خلقت کی کوئی چیز نہیں جو فیضان افادہ کی شان نہ رکھتی ہو، آخر یہ کیسے ممکن تھا کہ تمہارے جسم کی ہدایت و پرورش کے لئے تو سب کچھ کر دیتا مگر تمہاری روح کی ہدایت اور پرورش کے لئے کچھ بھی نہ کرتا۔ چنانچہ وحی وتنزیل کی صورت میں جو کچھ ظاہر ہوتا ہے وہ روح ہی کی تو پرورش کا سامان ہے۔ اگر کوئی کہے کہ ایسا ہونا ضروری نہیں۔ تو یقیناً اس نے خدا کی صنعتوں اور کاموں کو جاننے اور سمجھنے کی کوشش نہیں کی اور اسے اس مرتبہ ومنزلت سے گرا دینا چاہا جس ہستی کی تمام کائنات شہادت دے رہی ہے۔ وہ جو زمین کی موت کو زندگی سے بدل دیتا ہے کیا تمہاری روح کی موت کو زندگی سے نہیں بدل سکتا؟ جو ستاروں کی روشن علامتوں سے بیابانوں اور سمندروں میں تمہاری رہنمائی کرتا ہے کیا وہ تمہاری روح کو بھٹکتی ہوئی چھوڑ دے گا کہ اس کی رہنمائی کے لئے کوئی روشنی نہ ہو؟ تم اس بات پر تو کبھی متعجب نہیں ہوئے کہ کھیت لہلہا رہے ہیں اور آسمان سے باران رحمت برس رہی ہے۔ پھر اس پر کیوں متعجب ہوتے ہو کہ انسان کی روحانی پرورش کے لئے سامان زندگی مہیا کیا ہے اور اللہ تعالیٰ کی وحی نازل ہو رہی ہے۔ اس میں مشرکین اور منکرین کو اس بات کا بھی جواب دیا گیا جو انہوں نے کہا تھا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰی بَشَرٍ مِّنْ شَیْءٍ اللہ نے کسی بشر پر کوئی چیز نازل نہیں کی۔ قرآن کریم کا یہ عام اسلوب بیان ہے کہ نظام ربوبیت سے وہ توحید پر استدلال کرتا ہے کہ اگر ایک پروردگار کی ہستی موجود نہیں تو پھر وہ کون ہے جس نے یہ پورا نظام ربوبیت کا قائم کر رکھا ہے؟ اور جنہوں نے خدا کو چھوڑ کر غیر اللہ کو معبود بنا رکھا ہے۔ ان میں سے کون ہے جسے اس کارخانہ ربوبیت کے بنانے یا چلانے میں کچھ بھی دخل ہو؟ تو ثابت ہوا کہ اللہ ہی کی واحد ہستی ہے جو معبود ہونے کے لائق ہے۔

دعا کیجئے: یا اللہ ہم کو پکی اور سچی توحید نصیب فرما اور کائنات کی ہر شے سے اپنی معرفت کاملہ عطا فرما۔ یا اللہ اپنی کمال قدرت کمال صنعت اور کمال حکمت میں غور وفکر کی توفیق عطا فرما اور اپنے ذکر وفکر کی توفیق دائمی نصیب فرما۔ یا اللہ آپ نے اپنی شان ربوبیت سے ہم کو جو طرح طرح کی نعمتیں عطا فرما رکھی ہیں ان نعمتوں کی صحیح اور سچی قدردانی اور ان کے حقوق کی ادائیگی کی توفیق نصیب فرمایئے۔ یا اللہ کفران نعمت کے وبال سے ہم کو بچایئے اور اپنی ہر عطا کو اپنی مرضیات کے حصول کا ذریعہ بنا دیجئے۔ آمین وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ الْجِنَّ وَخَلَقَهُمْ وَخَرَقُوْا لَهٗ بَنِيْنَ وَبَنٰتٍۢ بِغَيْرِ عِلْمٍ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى

وَجَعَلُوْا	لِلّٰهِ	شُرَكَآءَ	الْجِنَّ	وَخَلَقَهُمْ	وَخَرَقُوْا	لَهٗ	بَنِيْنَ	وَبَنٰتٍ	بِغَيْرِ عِلْمٍ	سُبْحٰنَهٗ	وَتَعٰلٰى
اور انہوں نے ٹھہرایا	اللہ کا	شریک	جن	حالانکہ اُسنے انہیں پیدا کیا	اور تراشتے ہیں	اس کیلئے	بیٹے	اور بیٹیاں	علم کے بغیر (جہالت سے)	وہ پاک ہے	اور بلندتر

اور لوگوں نے شیاطین کو اللہ کا شریک قرار دے رکھا ہے حالانکہ اُن لوگوں کو خدا نے پیدا کیا ہے اور اُن لوگوں نے اللہ کے حق میں بیٹے اور بیٹیاں محض بلاسند تراش رکھی ہیں وہ پاک اور برتر ہے

عَمَّا يَصِفُوْنَ ۝۱۰۰ بَدِيْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَنّٰى يَكُوْنُ لَهٗ وَلَدٌ وَّلَمْ تَكُنْ لَّهٗ صَاحِبَةٌ

عَمَّا	يَصِفُوْنَ	بَدِيْعُ	السَّمٰوٰتِ	وَ	الْاَرْضِ	اَنّٰى	يَكُوْنُ	لَهٗ	وَلَدٌ	وَلَمْ تَكُنْ	لَهٗ	صَاحِبَةٌ
اس سے جو	وہ بیان کرتے ہیں	نئی طرح بنانے والا	آسمان (جمع)	اور	زمین	کیونکر	ہوسکتا ہے	اسکا	بیٹا	جبکہ نہیں	اسکی	بیوی

اُن باتوں سے جنکو یہ لوگ بیان کرتے ہیں۔ وہ آسمان اور زمین کا موجد ہے اللہ کے اولاد کہاں ہوسکتی ہے حالانکہ اُسکے (معاذ اللہ) کوئی بی بی تو ہے نہیں

وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ ۚ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝۱۰۱ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ خَالِقُ

وَ خَلَقَ	كُلَّ شَيْءٍ	وَهُوَ	بِكُلِّ شَيْءٍ	عَلِيْمٌ	ذٰلِكُمُ	اللّٰهُ	رَبُّكُمْ	لَآ اِلٰهَ -	اِلَّا	هُوَ	خَالِقُ
اور اس نے پیدا کی	ہر چیز	اور وہ	ہر چیز	جاننے والا	یہی	اللہ	تمہارا رب	نہیں کوئی معبود	سوائے	اس	پیدا کرنیوالا

اور اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کو پیدا کیا، اور وہ ہر چیز کو جانتا ہے۔ یہ ہے اللہ تمہارا رب اُسکے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہر چیز کا پیدا کرنے والا

كُلِّ شَيْءٍ فَاعْبُدُوْهُ ۚ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ وَّكِيْلٌ ۝۱۰۲

	كُلِّ شَيْءٍ	فَاعْبُدُوْهُ	وَ	هُوَ	عَلٰى	كُلِّ شَيْءٍ	وَّكِيْلٌ	
	ہر چیز	سو تم اسکی عبادت کرو	اور	وہ	پر	ہر چیز	کارساز۔نگہبان	

تو تم لوگ اُسکی عبادت کرو، اور وہ ہر چیز کا کارساز ہے۔

یہود و نصاریٰ اور مشرکین کے باطل عقیدوں کی تردید

پچھلے پورے رکوع میں اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ کے آثار اور اپنی بعض مخلوقات کے عجیب حالات کو بیان فرمایا۔

اب جبکہ حق تعالیٰ کی توحید اور الوہیت اور کمال حکمت و قدرت کی دلیلیں بیان ہو چکیں تو آگے ان آیات میں مشرکین کے عقائد شرکیہ کی تردید فرمائی جاتی ہے اور خاص طور پر نصاریٰ کے عقیدہ ابنیت کا ابطال فرمایا جاتا ہے۔ نیز ایام جاہلیت میں عرب کے بعض فرقے ان چیزوں کو جو آنکھ سے دکھائی نہیں دیتی جیسے ملائکہ ارواح خبیثہ یا جنات ان کو پوجتے اور بوقت مصیبت ان کی دہائی دیتے اور ان کو عالم میں کارساز اور متصرف سمجھتے تھے۔ نیز بعض مشرکین عرب ملائکہ کو اللہ کی بیٹیاں کہتے تھے (معاذ اللہ) اسلام سے پہلے اطراف یمن میں آتش پرستوں کی حکومت تھی وہ بھی اس عالم کے دو خدا مستقل مانتے تھے ایک خیر کا خالق دوسرا شر کا خالق۔ نجران وغیرہ علاقوں میں نصاریٰ تھے جو حضرت مسیح علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا کہتے تھے۔ اسی طرح یہود حضرت عزیر علیہ السلام کو خدا کا بیٹا کہتے تھے۔

ان آیات میں اللہ تعالیٰ ان تمام مشرکانہ عقائد کا رد فرماتے ہیں اور بتلایا جاتا ہے کہ ان مشرکین نے ایک جہالت تو یہ کی کہ غیر اللہ کو معبود بنایا اور دوسری جہالت یہ کہ انہوں نے خدا کا شریک شیاطین کو ٹھہرایا۔ حالانکہ اللہ نے ان سب کو پیدا کیا ہے پھر مخلوق خالق کے ساتھ خدائی میں شریک کیسے ہوسکتی ہے۔ مخلوق مجبور خالق مختار پھر

دونوں میں تناسب اور برابری کیسی۔ وہ خالق کل ہے۔ ہر چھوٹی بڑی چیز اسی نے بنائی ہے۔ تو ان مشرکین نے محض بے جانے بوجھے اور بلا دلیل اس کے لئے بیٹے اور بیٹیاں بھی اپنی طرف سے گھڑ لئے ہیں۔ وہ پاک اور برتر ہے ان باتوں سے جن کو یہ مشرکین بیان کرتے ہیں۔ وہ خداوند قدوس تو بے چون و چگوں ہے۔ لیس کمثلہ شیٔ اللہ تعالیٰ موجد ہے آسمانوں اور زمین کا اور مافیہا کا اس لئے جو کچھ ان میں ہے وہ اس کی مخلوق ہونے کے باعث نہ اس کا شریک ہونے کے قابل ہے نہ بیٹا بیٹی بننے کے لائق ہے۔ اور اگر بالفرض محال وہ ان باتوں سے پاک و بالاتر نہ ہو جیسا کہ مشرکین کے عقائد سے ظاہر ہے تو پھر وہ عورت تو ہو ہی نہیں سکتا۔ ضرور مرد ہوگا۔ اور مردوں کے لئے اولاد بیویوں سے ہوتی ہے تو اب تم یہ سمجھو کہ اس کے بیوی تو ہے ہی نہیں۔ اولاد کہاں سے ہوگی۔ تو یہ مشرکین کی مستقل حماقت ہے کہ بلا بیوی کے تم نے اولاد مان لی۔ الغرض وہ عالیشان خدا جس کی صفات اوپر بیان ہوئیں تمہارا رب ہے۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہی قابل عبادت و پرستش ہے۔ پس تم اسی کی بندگی کرو اور تم کو اس کے نظر نہ آنے سے اس کا شبہ نہ ہونا چاہئے کہ وہ غائب ہے۔ ہم اس کو دیکھتے نہیں۔ تو تم اگرچہ ان نظروں سے اسے نہیں دیکھ سکتے مگر وہ تم سب کو دیکھتا ہے اور اس کی نگاہ سے کچھ بھی اوجھل اور مخفی نہیں۔ وہ بڑا جاننے والا باریک بین اور نہایت باخبر ہے۔

پس معلوم ہوا کہ وہ خدا اگرچہ ہم کو دکھائی نہیں دیتا مگر اس کے بصیرت افروز نشانات و دلائل ہمارے سامنے موجود ہیں جو آنکھ کھول کر دیکھے گا وہ خدا کو پالے گا یہاں کافروں کے اس شبہ کا بھی جواب ہوگیا کہ خدا ہم سے غائب کیوں ہے اور وہ ہمیں نظر کیوں نہیں آتا؟ جواب اس کا اس طرح ہوگیا کہ وہ معبود برحق لطیف و خبیر ہے۔ کمال لطافت کی وجہ سے نظر نہیں آتا۔ جیسے روح کمال لطافت کی وجہ سے نظر نہیں آتی۔ اسی طرح وہ لطیف و خبیر بھی نظر نہیں آتا۔ اور اس عالم اجسام میں ہوا بھی ایک جسم لطیف ہے اپنی لطافت کی وجہ سے نظر نہیں آتی مگر محسوس سب کو ہوتی ہے۔

دعا کیجئے:

یا اللہ ہم کو پکی اور سچی توحید نصیب فرما اور کائنات کی ہر شے سے اپنی معرفت کاملہ عطا فرما۔ یا اللہ اپنی کمال قدرت کمال صنعت اور کمال حکمت میں غور و فکر کی توفیق عطا فرما اور اپنے ذکر و فکر کی توفیق دائمی نصیب فرما۔

یا اللہ آپ نے اپنی شان ربوبیت سے ہم کو جو طرح طرح کی نعمتیں عطا فرما رکھی ہیں ان نعمتوں کی صحیح اور سچی قدردانی اور ان کے حقوق کی ادائیگی کی توفیق نصیب فرمائیے۔

یا اللہ کفران نعمت کے وبال سے ہم کو بچایئے اور اپنی ہر عطا کو اپنی مرضیات کے حصول کا ذریعہ بنا دیجئے۔ آمین

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَآ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ ۚ وَهُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ ۚ وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ ﴿۱۰۳﴾

لَا تُدْرِكُهُ	الْاَبْصَارُ	وَهُوَ	يُدْرِكُ	الْاَبْصَارَ	وَهُوَ	اللَّطِيفُ	الْخَبِيرُ
نہیں پاسکتیں اسکو	آنکھیں	اور وہ	پاسکتا ہے	آنکھیں	اور وہ	بھید جاننے والا	خبردار

اس کو تو کسی کی نگاہ محیط نہیں ہوسکتی اور وہ سب نگاہوں کو محیط ہوجاتا ہے اور وہی بڑا باریک بین باخبر ہے۔

جنت میں اللہ تعالیٰ کا دیدار ہوگا

لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ

(اس کو تو کسی کی نگاہ محیط نہیں ہوسکتی اور وہ یعنی اللہ تعالیٰ سب نگاہوں کو محیط ہوجاتا ہے) سے بعض گمراہ فرقے جیسے معتزلہ شیعہ خوارج وغیرہ نے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے بہشت میں حق تعالیٰ شانہٗ کا دیدار نہ ہوگا اور معتزلہ نے اس آیت سے یہ سمجھا کہ دنیا اور آخرت دونوں جہان میں اللہ کی رویت اور دیدار ناممکن ہے۔

اہل سنت والجماعت کا اعتقاد اس بارہ میں یہ ہے کہ جنت میں حق تعالیٰ کا دیدار افضل ترین نعمت ہے۔ اور اگر سچ پوچھا جائے تو اصل جنت اس کے دیدار کی لذت ہی کا نام ہے۔ وہ جنت ہی کیا ہوئی جس میں محبوب حقیقی کا دیدار نصیب نہ ہو۔ علاوہ ازیں جنت میں رویت باری تعالیٰ متعدد آیات قرآنیہ اور احادیث متواترہ اور اجماع امت سے ثابت ہے۔ جن کا انکار درپردہ شریعت کا انکار ہے۔ احادیث نبویہ میں صحابہ کی ایک کثیر جماعت سے مروی ہے کہ اہل ایمان اللہ تعالیٰ کو دار آخرت میں بلا اشتباہ اور بلا مزاحمت کے اس طرح دیکھیں گے جیسے چودھویں رات کے چاند کو بلا مزاحمت دیکھتے ہیں۔

اس آخری آیت کی تشریح کے سلسلہ میں مسئلہ رویت باری تعالیٰ پر شیخ الحدیث والتفسیر حضرت مولانا محمد ادریس صاحب کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر معارف القرآن میں اہل سنت والجماعت کے عقیدہ کی تائید میں ایک نہایت جامع اور مفید تحقیق لکھی ہے جس کو یہاں نقل کیا جاتا ہے۔ وھو ھذا

"یہ آیت اہل سنت کے مسلک کے منافی نہیں۔ اس آیت میں حق تعالیٰ نے رویت کی نفی نہیں کی بلکہ ادراک ابصار کی نفی ہے اور ادراک اور رویت میں بڑا فرق ہے۔ ادراک کے معنی لغت میں کسی چیز کو اپنے احاطہ میں لے لینے کے ہیں۔ خدا تعالیٰ موسیٰ علیہ السلام کے قصہ میں (پ ۱۹ سورۂ شعرا) فرماتے ہیں قَالَ اَصْحٰبُ مُوْسٰٓى اِنَّا لَمُدْرَكُوْنَ یعنی جب فرعون کے لشکر نے بنی اسرائیل کا تعاقب کیا اور پیچھا کیا تو موسیٰ علیہ السلام کے اصحاب نے کہا کہ اے موسیٰ اب تو ہم پکڑ لئے گئے اور گھیر لئے گئے تو موسیٰ علیہ السلام نے کہا کلا وہ ہرگز نہیں پکڑ سکتے۔ معلوم ہوا کہ ادراک کے معنیٰ رویت کے نہیں بلکہ احاطہ تام کر لینے اور قبضہ میں لینے کے ہیں۔ کیونکہ فرعونیوں نے بنی اسرائیل کو دیکھ تو لیا تھا مگر ادراک یعنی پکڑنے سے قاصر اور عاجز رہے۔ معلوم ہوا کہ ادراک اور شے ہے اور رویت اور شے ہے۔ ادراک کے نفی سے رویت کی نفی لازم نہیں آتی۔ پس آیت لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ کے معنے یہ ہوں گے کہ نگاہیں اس کا احاطہ نہیں کر سکتیں البتہ وہ لطیف وخبیر تمام ابصار اور مبصرات کا احاطہ کئے ہوئے ہے لہٰذا آخرت میں حق تعالیٰ کی رویت ہوگی مگر احاطہ نہ ہوگا جیسا کہ قرآن کریم میں پ ۱۶ سورۂ طٰہٰ میں ہے لَا يُحِيطُوْنَ بِهٖ عِلْمًا بندے اللہ تعالیٰ کا باعتبار علم کے احاطہ نہیں کر سکتے۔ مگر اللہ تعالیٰ کو جانتے پہچانتے سب ہیں۔ احاطہ کی نفی سے مطلق علم کی نفی لازم نہیں آتی۔ اور حدیث میں ہے لا احصی ثناءً علیک انت کما اثنیت علیٰ نفسک (میں نہیں کرسکتا ہوں تیری تعریف تو اس تعریف کے لائق ہے جیسا کہ خود کی ہے تو نے اپنی ذات کی تعریف) یعنی کوئی بندہ اللہ تعالیٰ کی ثناء اور توصیف کا احصاء اور احاطہ نہیں کرسکتا مگر اس سے مطلق ثناء کی نفی لازم نہیں آتی۔ امام قرطبیؒ فرماتے ہیں کہ ابن عباسؓ سے بھی یہی منقول ہے کہ لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ کے

معنی یہ ہیں کہ نگاہیں اگرچہ اللہ تعالیٰ کو دیکھ سکتی ہیں مگر اللہ تعالیٰ کا احاطہ نہیں کر سکتیں اور اللہ تعالیٰ تمام ابصار کو احاطہ کئے ہوئے ہے۔ اور زجاج امام نحو یہ کہتے ہیں کہ آیت کے معنیٰ یہ ہیں کہ کوئی اللہ کی کنہ اور حقیقت کو نہیں پہنچ سکتا۔ سو آنکھیں اس کو دیکھ سکتی ہیں مگر احاطہ نہیں کر سکتیں۔ خلاصہ کلام یہ کہ آیت میں ادراک یعنی احاطہ اور تحدید کی نفی ہے۔ مطلق رویت کی نفی نہیں۔ مطلق رویت باری تعالیٰ آیات قرآنیہ اور احادیث متواترہ سے ثابت ہے۔ آنکھیں شمس و قمر دیکھتی ہیں مگر اس کی حقیقت اور کنہ کا ادراک نہیں کرتیں تو اسی طرح خداوند قدوس کے دیدار پر انوار کو سمجھو کہ نگاہیں اس نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ کو دیکھیں گی مگر اس کی حقیقت اور کنہ کے ادراک سے عاجز اور درماندہ ہوں گی۔ اور بعض علماء یہ کہتے ہیں کہ اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو دنیا کی آنکھیں نہیں دیکھ سکتیں۔ پس اس سے آخرت کے نہ دیکھنے پر استدلال کرنا صحیح نہیں کیونکہ دنیا کی آنکھیں ضعیف ہیں اور آخرت کی آنکھیں قوی ہوں گی۔ اس میں کیا استبعاد ہے کہ جو بات دنیا میں ناممکن ہو وہ آخرت میں ممکن ہو جائے۔ اور شاہ عبدالقادر صاحبؒ یہ فرماتے ہیں کہ مطلب آیت کا یہ ہے کہ آنکھ میں یہ قوت نہیں کہ اس کو دیکھ سکے ہاں اگر وہ خود از راہ لطف و کرم اپنے کو دکھانا چاہے گا تو آنکھوں میں ویسی قوت پیدا کر دے گا کہ جس سے اہل ایمان حسب مراتب خدا تعالیٰ کو دیکھ سکیں گے۔"

ہمارے عقائد کے مطابق حق تعالیٰ اپنے کرم سے ہم کو اپنے دیدار پر انوار سے آخرت میں مشرف فرمائیں آمین۔

الغرض جبکہ حق تعالیٰ نے اپنے وجود اور کمال قدرت اور وحدانیت کے دلائل بیان کر دیئے تو اب منکرین اگر اس پر بھی نہ مانیں تو آگے بطور اتمام حجت کے فرمایا گیا کہ حجت پوری ہو چکی اور دلائل اور بصائر تمہارے سامنے آ چکے ہیں جو ان سے بصیرت حاصل کرے گا وہ فائدہ اٹھائے گا اور جو اندھے پن کی حالت میں پڑا رہے گا وہ اپنا ہی نقصان کرے گا جس کا بیان ان شاء اللہ اگلی آیات میں آئندہ درس میں ہوگا۔

دعا کیجئے

حق تعالیٰ ہمیں وہ بصیرت عطا فرمائیں کہ ہمیں ہر چیز سے معرفت پروردگار حاصل ہو۔ اور ہر شے اس کی قدرت کاملہ کا نمونہ نظر آئے۔

یا اللہ اپنی ذات کی معرفت کیلئے ہمارے قلوب کی آنکھیں کھول دے تا کہ ہم آپ ہی کو اپنا خالق، رازق اور مالک حقیقی سمجھیں اور آپ کی رضا کی تلاش و جستجو میں لگے رہیں۔

یا اللہ اپنے دیدار پر انوار کا شرف ہم کو آخرت میں نصیب فرمایئے گا اور اس دولت سے ہم میں سے کسی کو محروم نہ فرمایئے گا۔

یا اللہ بلاشبہ آپ ہی ہر شے کے خالق ہیں اور آپ ہی ساری مخلوق کی پرورش فرماتے اور آپ ہی علیم کل ہیں اور ہر چیز کو جانتے ہیں۔

یا اللہ ہمیں صحیح توحیدی عقائد کے ساتھ زندہ رکھئے اور اسی پر موت نصیب فرمایئے اور ہر طرح کے شرک خفی و جلی سے ہماری حفاظت فرمایئے۔ آمین

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

قَدْ جَآءَكُمْ بَصَآئِرُ مِنْ رَّبِّكُمْ ۚ فَمَنْ اَبْصَرَ فَلِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ عَمِیَ فَعَلَیْهَا ۭ وَمَآ اَنَا

قَدْ جَآءَكُمْ	بَصَآئِرُ	مِنْ	رَّبِّكُمْ	فَمَنْ	اَبْصَرَ	فَلِنَفْسِهٖ	وَ	مَنْ	عَمِیَ	فَعَلَیْهَا	وَمَآ	اَنَا
آچکیں تمہارے پاس	نشانیاں	سے	تمہارا رب	سوجو۔جس	دیکھ لیا	سو اپنے واسطے	اور	جو	اندھا رہا	تو اسکی جان پر	اور نہیں	میں

اب بلاشبہ تمہارے پاس تمہارے رب کی جانب سے حق بینی کے ذرائع پہنچ چکے ہیں۔ جو شخص دیکھ لےگا وہ اپنا فائدہ کرےگا اور جو شخص اندھا رہےگا وہ اپنا نقصان کرےگا اور میں تمہارا

عَلَیْكُمْ بِحَفِیْظٍ ﴿۱۰۴﴾ وَكَذٰلِكَ نُصَرِّفُ الْاٰیٰتِ وَلِیَقُوْلُوْا دَرَسْتَ وَلِنُبَیِّنَهٗ لِقَوْمٍ یَّعْلَمُوْنَ ﴿۱۰۵﴾

عَلَیْكُمْ	بِحَفِیْظٍ	وَكَذٰلِكَ	نُصَرِّفُ	الْاٰیٰتِ	وَلِیَقُوْلُوْا	دَرَسْتَ	وَلِنُبَیِّنَهٗ	لِقَوْمٍ یَّعْلَمُوْنَ
تم پر	نگہبان	اور اسی طرح	ہم پھیر پھیر کر بیان کرتے ہیں	آیتیں	اور تاکہ وہ کہیں	تونے پڑھا ہے	اور تاکہ ہم واضح کردیں	جاننے والوں کیلئے

نگران نہیں ہوں۔ اور ہم اس طور پر دلائل کو مختلف پہلوؤں سے بیان کرتے ہیں تاکہ آپ سب کو پہنچادیں اور تاکہ یہ یوں کہیں کہ آپ نے کسی سے پڑھ لیا ہے اور تاکہ ہم اسکو دانشمندوں کیلئے

اِتَّبِعْ مَآ اُوْحِیَ اِلَیْكَ مِنْ رَّبِّكَ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ وَاَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِیْنَ ﴿۱۰۶﴾ وَلَوْ شَآءَ

اِتَّبِعْ	مَآ اُوْحِیَ	اِلَیْكَ	مِنْ	رَّبِّكَ	لَآ اِلٰهَ	اِلَّا هُوَ	وَاَعْرِضْ	عَنِ	الْمُشْرِكِیْنَ	وَلَوْ	شَآءَ
تم چلو	جو وحی آئے	تمہاری طرف	سے	تمہارا رب	نہیں کوئی معبود	اسکے سوا	اور منہ پھیر لو	سے	مشرکین	اور اگر	چاہتا

خوب ظاہر کردیں۔ آپ خود اس طریق پر چلتے رہیئے جسکی وحی آپکے رب کی طرف سے آپکے پاس آئی ہے، اللہ کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں اور مشرکین کیطرف خیال نہ کیجئے۔ اور اگر

اللّٰهُ مَآ اَشْرَكُوْا ۭ وَمَا جَعَلْنٰكَ عَلَیْهِمْ حَفِیْظًا ۚ وَمَآ اَنْتَ عَلَیْهِمْ بِوَكِیْلٍ ﴿۱۰۷﴾

اللّٰهُ	مَآ اَشْرَكُوْا	وَمَا	جَعَلْنٰكَ	عَلَیْهِمْ	حَفِیْظًا	وَمَا	اَنْتَ	عَلَیْهِمْ	بِوَكِیْلٍ
اللہ	نہ شرک کرتے وہ	اور نہیں	بنایا تمہیں	اُن پر	نگہبان	اور نہیں	تم	ان پر	داروغہ

اللہ تعالیٰ کو منظور ہوتا تو یہ شرک نہ کرتے، اور ہم نے آپ کو ان کا نگران نہیں بنایا، اور نہ آپ انکے جواب دہ ہیں۔

اب جس کے جی میں آئے وہی پائے روشنی

گذشتہ آیات میں اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات وصفات۔ اپنی شان خالقیت و ربوبیت۔ اپنی وحدانیت و معبودیت پر دلائل بیان فرما کر مشرکین کو ان کے عقائد باطلہ پر کہ وہ اوروں کو اللہ تعالیٰ کا شریک ٹھہراتے تھے۔ الزام دیا گیا تھا۔

اب بطور نتیجہ اور تمام حجت کے ایک اعلان عام فرمایا جاتا ہے کہ یہ جو کچھ بیان ہوا ہے یہ خدا کی طرف سے بصیرت کی باتیں ہیں کہ جس سے انسان کی آنکھیں کھل جاتی ہیں پھر اس کے بعد بھی جو اندھا رہے اور اسی کفر و شرک کی اندھیریوں میں پڑا رہے نور عقل سے کام نہ لے تو اس کا وبال اسی کو بھگتنا ہوگا اور جو کوئی اہل بصیرت ہو کر روشنی میں آئے گا تو اپنے فائدہ کے لئے اسی کو دوامی نجات اور فوز ابدی حاصل ہوگی۔ تو یہ اعلان تمام انسانوں کے لئے کیا گیا ہے کہ اللہ نے اپنی نشانیاں اور آیتیں تمہارے پاس بھیج دی ہیں اور وہ تمہارے پاس آ چکی ہیں۔ اب یہ تمہارا کام ہے کہ ان سے فائدہ اٹھاؤ ان کے ماننے نہ ماننے سے اللہ تعالیٰ کا کوئی نہ فائدہ اور نہ کوئی نقصان۔ ان کے ماننے سے تمہارا ہی فائدہ ہے اور ان کے نہ ماننے سے تمہارا ہی نقصان ہے۔ اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا گیا کہ آپ یہ کہدیں کہ میرا کام تبلیغ احکام و دعوت ہے۔ ماننا نہ ماننا تمہارا کام ہے میں تمہارا محافظ اور نگراں نہیں ہوں کہ خواہ مخواہ تمہیں ہدایت کرنا میرے ذمہ ہو۔

ضدی اور بدفہمیوں کو خاطر میں نہ لاؤ اپنے کام میں لگے رہو

اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ارشاد فرمایا گیا کہ ہم اپنی آیتوں کو مختلف پہلوؤں اور عجیب غریب انداز سے اس لئے سمجھاتے ہیں کہ آپ سب لوگوں کو پہنچا دیں اور ان میں استعداد اور احوال کے اختلاف سے دو فریق ہو جاویں۔ ضدی اور بدفہم تو یہ کہیں کہ ایسے علوم و معارف اور موثر مضامین ایک امی سے کیسے بن پڑتے۔ ضرور مختلف اوقات میں کسی سے سیکھتے رہے ہوں گے پھر پڑھ پڑھا کر ہمارے سامنے پیش کر دیئے لیکن سمجھدار اور انصاف پسند لوگوں پر حق واضح ہو جائے گا اور شیطانی شکوک و شبہات زائل ہو جائیں گے۔ چنانچہ منکرین کا ایک شبہ قرآن مجید کے تدریجاً اور تھوڑا تھوڑا نازل ہونے پر یہ تھا کہ یکبارگی یہ تمام و کمال کتاب آسمان سے کیوں نازل نہ ہوئی یہ جو ٹکڑے ٹکڑے ہو کر وقتاً فوقتاً نازل ہوتا ہے اس سے معلوم ہوتا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کسی سے سیکھ کر بیان کرتے ہیں۔ منکرین کے اس شبہ کو زائل کرنے کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ارشاد ہے کہ اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم آپ ان کافروں و مشرکوں کی بیہودگیوں کی پروا نہ کریں۔ آپ خدائے واحد پر بھروسہ کر کے اس کے حکم پر چلتے رہیں اور وحی الٰہی پر عمل کرتے رہیں اور مشرکین کے جہل و عناد کی طرف خیال نہ فرمائیں۔ ان کے خرافات کی طرف توجہ نہ کریں اور نہ ان کے اصرار کفر پر رنج کریں۔ خدا تعالیٰ کی حکمت کاملہ اس کو مقتضی نہیں ہوئی کہ وہ ساری دنیا کو زبردستی مومن بنا دے۔ بیشک وہ چاہتا تو روئے زمین پر ایک مشرک کو باقی نہ چھوڑتا لیکن شروع سے انسانی فطرت کا نظام ہی اس نے ایسا رکھا ہے کہ آدمی کوشش کرے تو یقیناً ہدایت قبول کر سکے تاہم قبول کرنے میں بالکل مضطر اور مجبور نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ نے عقل دی۔ قدرت اور اختیار دیا اور حق و باطل کا فرق واضح کر دیا۔ آپ یہ نہ دیکھئے کہ کون مانتا ہے کون نہیں مانتا۔ آپ خود اس طریق پر چلتے رہئے جس طریق پر چلنے کیلئے آپکے پاس آپکے رب کی طرف سے وحی نازل ہوئی ہے جس میں بڑی چیز یہ اعتقاد ہے کہ اللہ کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں۔ نیز اس وحی میں تبلیغ و دعوت کا حکم بھی داخل ہے۔ اس پر قائم رہ کر مشرکین کی طرف خیال نہ کیجئے کہ افسوس انہوں نے کیوں دین حق قبول نہ کیا۔ آپکا فرض بس تبلیغ اور احکام الٰہی کا اتباع ہے انکے اعمال کے ذمہ دار اور جواب دہ آپ نہیں ہیں۔

ہماری ذمہ داری

۱۔ ہمارا کام یہ ہے کہ قرآن مجید میں جو احکام دیئے گئے ہیں ان کا ہم پورا اتباع کریں اور ان کے موافق چلیں جن میں پہلی بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی کو ہم اپنا رب سمجھیں۔ وہی ہمیں پالتا ہے وہی ہماری حفاظت کرتا ہے اور ضرورت کی سب چیزیں وہی ہمیں دیتا ہے۔ اس کے سوا کسی میں نہ کچھ دینے کی طاقت ہے اور نہ چھیننے کی۔

۲۔ دنیا میں ایسے لوگ بھی ضرور رہیں گے جو قرآن مجید کو کوئی اہمیت نہیں دیں گے۔ ان کے ساتھ کیا برتاؤ ہونا چاہئے۔ آیت سے سمجھ میں آتا ہے کہ جب تم ان کو قرآن پہنچا دو اور قرآنی احکام پر عمل کر کے دکھا دو تو پھر وہ اپنے عقائد اور اعمال کے خود ذمہ دار ہیں تمہارا کام یہ نہیں ہے کہ تم ان کو زبردستی مسلمان کرو۔

۳۔ اہل کفر و شرک کی بیہودگیوں سے کنارہ کشی لازم ہے۔

۴۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرض تبلیغ قرآن تھا۔ بحیثیت آپ کے امتی ہونے کے اس فرض کی ادائیگی کا بار اب ہمارے کندھوں پر بھی ہے۔

دعا کیجئے: اللہ تعالیٰ ہم کو قرآن پاک کا اتباع کامل نصیب فرماویں۔ ہم خود بھی اس کے احکام پر چلنے والے ہوں اور دوسروں کو اس کے احکام پہنچانے والے ہوں۔ یا اللہ قرآن پاک کی روشنی سے ہماری عقلوں اور دلوں کو منور فرما دے اور ہم کو اس کے بدولت ابدی نجات اور دوامی کامیابی و کامرانی نصیب فرما دے۔ یا اللہ آپ کے رسول خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے دین حق اور آپ کے احکام کو کامل طور پر امت کو پہنچا دیا۔ یا اللہ اب دین حق کی تبلیغ کا بار امت مسلمہ کے کاندھوں پر ہے۔ یا اللہ اس فرض تبلیغ دین کی ادائیگی کا احساس اور اس کی اہمیت اور صلاحیت ہم کو نصیب فرما۔ آمین۔ وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

وَلَا تَسُبُّوا الَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ فَيَسُبُّوا اللَّهَ عَدْوًا بِغَيْرِ عِلْمٍ كَذَٰلِكَ زَيَّنَّا لِكُلِّ

وَ	لَا تَسُبُّوا	الَّذِينَ	يَدْعُونَ	مِنْ	دُونِ اللَّهِ	فَيَسُبُّوا	اللَّهَ	عَدْوًا	بِغَيْرِ عِلْمٍ	كَذَٰلِكَ	زَيَّنَّا لِكُلِّ
اور	تم نہ گالی دو	وہ جنہیں	وہ پکارتے ہیں	سے	اللہ کے سوا	پس وہ بُرا کہیں گے	اللہ	گستاخی سے	بے سمجھے بوجھے	اسی طرح	ہم نے بھلا دکھایا ہر ایک

اور دشنام مت دو انکو جنکی یہ لوگ خدا کو چھوڑ کر عبادت کرتے ہیں کیونکہ پھر وہ براہ جہل حد سے گزر کر اللہ تعالیٰ کی شان میں گستاخی کریں گے، ہم نے اسی طرح ہر

أُمَّةٍ عَمَلَهُمْ ثُمَّ إِلَىٰ رَبِّهِمْ مَرْجِعُهُمْ فَيُنَبِّئُهُمْ بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿١٠٨﴾ وَأَقْسَمُوا بِاللَّهِ

أُمَّةٍ	عَمَلَهُمْ	ثُمَّ	إِلَىٰ	رَبِّهِمْ	مَرْجِعُهُمْ	فَيُنَبِّئُهُمْ	بِمَا	كَانُوا يَعْمَلُونَ	وَأَقْسَمُوا	بِاللَّهِ
فرقہ	انکا عمل	پھر	طرف	اپنا رب	انکو لوٹنا	وہ پھر انکو جتادے گا	جو وہ	کرتے تھے	اور وہ قسم کھاتے تھے	اللہ کی

طریقہ والوں کو اُنکا عمل مرغوب بنا رکھا ہے پھر اپنے رب ہی کے پاس اُنکو جانا ہے سو وہ اُنکو جتلا دے گا جو کچھ بھی وہ کیا کرتے تھے۔ اور لوگوں نے قسموں

جَهْدَ أَيْمَانِهِمْ لَئِنْ جَاءَتْهُمْ آيَةٌ لَيُؤْمِنُنَّ بِهَا ۚ قُلْ إِنَّمَا الْآيَاتُ عِنْدَ اللَّهِ ۖ وَمَا

جَهْدَ + أَيْمَانِهِمْ	لَئِنْ	جَاءَتْهُمْ	آيَةٌ	لَيُؤْمِنُنَّ	بِهَا	قُلْ	إِنَّمَا	الْآيَاتُ	عِنْدَ اللَّهِ	وَمَا
تاکید سے	البتہ اگر	انکے پاس آئے	کوئی نشانی	تو ضرور ایمان لائیں گے	اس پر	آپ کہہ دیں	کہ	نشانیاں	اللہ کے پاس	اور کیا

میں بڑا زور لگا کر اللہ کی قسم کھائی کہ اگر اُنکے پاس کوئی نشان آجاوے تو وہ ضرور ہی اس پر ایمان لے آویں گے، آپ کہہ دیجئے کہ نشان نہ لاویں گے۔

يُشْعِرُكُمْ أَنَّهَا إِذَا جَاءَتْ لَا يُؤْمِنُونَ ﴿١٠٩﴾ وَنُقَلِّبُ أَفْئِدَتَهُمْ وَأَبْصَارَهُمْ كَمَا

يُشْعِرُكُمْ	أَنَّهَا	إِذَا جَاءَتْ	لَا يُؤْمِنُونَ	وَنُقَلِّبُ	أَفْئِدَتَهُمْ	وَأَبْصَارَهُمْ	كَمَا
خبر نہیں	کہ وہ	جب آئیں	ایمان نہ لائیں گے	اور ہم اُلٹ دیں گے	انکے دل	اور انکی آنکھیں	جیسے

اور ہم بھی اُنکے دلوں کو اور اُنکی نگاہوں کو پھیر دیں گے جیسا یہ لوگ اس پر پہلی دفعہ ایمان نہیں لائے

لَمْ يُؤْمِنُوا بِهِ أَوَّلَ مَرَّةٍ وَنَذَرُهُمْ فِي طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُونَ ﴿١١٠﴾

لَمْ يُؤْمِنُوا	بِهِ	أَوَّلَ مَرَّةٍ	وَ	نَذَرُهُمْ	فِي	طُغْيَانِهِمْ	يَعْمَهُونَ	
وہ ایمان نہیں لائے	اس پر	پہلی بار	اور	ہم چھوڑ دیں گے انہیں	میں	اُن کی سرکشی	وہ بھٹکتے رہیں	

اور ہم اُنکو اُن کی سرکشی میں حیران رہنے دیں گے۔

تبلیغ دین کا اہم اصول......مثبت رویے

گذشتہ آیات میں مشرکین کے عقائد کی تردید اور ان کے طریق کا بطلان کیا گیا تھا اور ساتھ ہی ان کو تبلیغ دین کا امر بھی کیا گیا تھا۔ اب آگے مشرکین کے معبودان باطلہ کو سب وشتم کرنے سے مسلمانوں کو ممانعت فرما کر تبلیغ دین کی حدود قائم فرمائی جاتی ہیں جس کا حاصل یہ ہے کہ حق کی تبلیغ میں باطل کی نشاندہی تو کی جائے مگر باطل مذاہب کے پیشواؤں اور باطل معبودوں کو دلخراش اور دل آزار اور سب وشتم کے کلموں سے یاد نہ کیا جائے کہ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ جواب میں اللہ تعالیٰ اور دین حق کی شان میں گستاخی اور بدتمیزی کریں گے۔ اس صورت میں اپنے واجب التعظیم معبود برحق اور

قابل احترام بزرگوں کی اہانت اور بے ادبی کا سبب خود مسلمان بنیں گے۔ لہٰذا اس سے ہمیشہ احتراز کرنا چاہئے۔ کسی مذہب کے اصول و فروع کی معقول طریقہ سے غلطیاں ظاہر کرنا یا اس کی کمزوری پر تحقیق و الزامی طریقوں سے متنبہ کرنا جداگانہ چیز ہے لیکن کسی قوم کے پیشواؤں اور معبودوں کی نسبت بغرض تحقیر و توہین دلخراش اور دل آزار الفاظ نکالنا قرآن پاک نے کسی وقت بھی جائز نہیں رکھا۔ یہ بالکل اسی طرح ہے جیسا کہ حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو اپنے والدین کو گالیاں دے وہ بڑا ملعون ہے۔ اس پر عرض کیا گیا کہ یارسول اللہ کوئی اپنے ماں باپ کو کیسے گالیاں دے گا؟ تو فرمایا کہ یہ کسی کے ماں باپ کو گالیاں دیتا ہے اور پھر جواباً اس نے اس کے ماں باپ کو گالیاں دیں تو گویا اسی پہلے شخص نے اپنے ماں باپ کو گالیاں دیں۔

یہاں کسی کو خیال ہو سکتا تھا کہ ایسی گستاخی کرنے والوں کو ساتھ کے ساتھ سزا کیوں نہیں مل جاتی۔ تو اس کا جواب حق تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہ دنیا دار امتحان ہے اس کا نظام اللہ تعالیٰ نے ایسا رکھا ہے اور ایسے اسباب جمع کر دیئے ہیں کہ یہاں ہر قوم اپنے اعمال اور طور طریق پر نازاں رہتی ہے اور ان کو اپنا عمل مرغوب اور پسند بنا رہتا ہے۔ انسانی دماغ کی ساخت ایسی نہیں بنائی کہ وہ صرف سچائی اور حق کے قبول کرنے پر مجبور ہو اور غلطی کی طرف جانے کی گنجائش ہی نہ رکھے۔ ہاں خدا کے ہاں جا کر جب تمام حقائق سامنے ہوں گے تب پتہ چل جائے گا کہ جو کام دنیا میں کرتے تھے وہ کیسے تھے۔

مشرکین مکہ کی فرمائش کا جواب

پھر مشرکین مکہ کی ایک خاص حالت کو بیان فرمایا گیا ہے کہ یہ مشرکین اللہ کی قسمیں کھا کھا کر بیان کرتے ہیں کہ اگر انہیں کوئی معجزہ دکھایا جائے تو وہ ایمان لے آئیں گے۔ نقل ہے کہ قریش کے ساتھ ایک مرتبہ اسلامی دعوت کے سلسلہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی گفتگو ہوئی تو کہنے لگے کہ آپ جس طرح پچھلے انبیاء کے معجزہ بیان کرتے ہیں تو اگر آپ نبی ہیں تو خود بھی تو کچھ کر کے دکھلایئے؟ آپ نے ان سے پوچھا کہ کیا معجزہ دیکھنا چاہتے ہو تو کہنے لگے کہ صفا پہاڑ کو سونے کا بنا دیجئے۔ آپ نے ان سے ایمان لانے کا وعدہ لیا تو قسمیں کھا کر اطمینان دلانے لگے آپ دعا کے لئے تیار ہو گئے لیکن جبرئیل علیہ السلام پیغام الٰہی لے کر آئے کہ آپ چاہیں تو ایسا ہو جائے مگر پھر بھی اگر یہ لوگ ایمان نہ لائے تو پھر ان سب پر عذاب نازل ہوگا۔ اب آپ چاہیں اس شق کو اختیار کیجئے اور یا یوں ہی رہنے دیجئے جس کی قسمت میں ہوگا ایمان قبول کر لے گا ورنہ خود اپنا نقصان کرے گا۔ آپ نے پھر اسی شق کو اختیار کر لیا بعض مسلمانوں کو بھی خیال ہوا کہ اچھا ہوا اگر ان کی یہ حجت بھی پوری کر دی جائے تو اس پر ارشاد فرمایا گیا کہ تمہیں کیا خبر ہے؟ یہ سرکش ضدی لوگ فرمائشی نشان بھی دیکھ کر ایمان نہیں لائیں گے پھر سنت اللہ کے مطابق اس کے مستحق ہوں گے کہ فوراً تباہ کر دیئے جائیں پھر کفار و مشرکین کے متعلق حقیقت حال بتلائی گئی کہ باوجود حق کے واضح ہو جانے کے محض عناداً وہ پہلی مرتبہ ایمان نہیں لائے۔ ان کے اس انکار اور کفر کی وجہ سے ان کے دل اور ان کی نگاہیں پھیر دی گئی ہیں اور ان کو ان کی سرکشیوں میں بھٹکنے کے لئے چھوڑ دیا جائے گا۔

دلائل کے ساتھ باطل کا رد کرو

پہلی آیت وَلَا تَسُبُّوا الَّذِيْنَ کے تحت بعض محقق مفسرین نے لکھا ہے کہ سب وشتم اور دشنام دہی یعنی گالیاں دینا اور چیز ہے اور معبودات باطلہ کے معائب اور ان کے نقائص اور ان کے عجز اور درماندگی کو اس لئے بیان کرنا کہ یہ بے حقیقت اور حقیر چیزیں ہیں۔ قابل الوہیت اور لائق عبادت نہیں یہ اور چیز ہے۔ مناظرہ و مباحثہ میں تحقیق حقیقت کے لئے کسی شے کے اوصاف اور نقائص بیان کرنا اور چیز ہے اور گالیاں دینا اور چیز ہے قرآن کریم نے مشرکوں کے معبودوں کو برا کہنے سے منع کیا جس سے مسلمانوں کو حسن اخلاق کی تعلیم دینا ہے اور قرآن کریم میں جا بجا جو معبودات باطلہ کی تنقیص اور تحقیر مذکور ہے اس سے مقصود ان کی الوہیت کا باطل کرنا ہے۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ